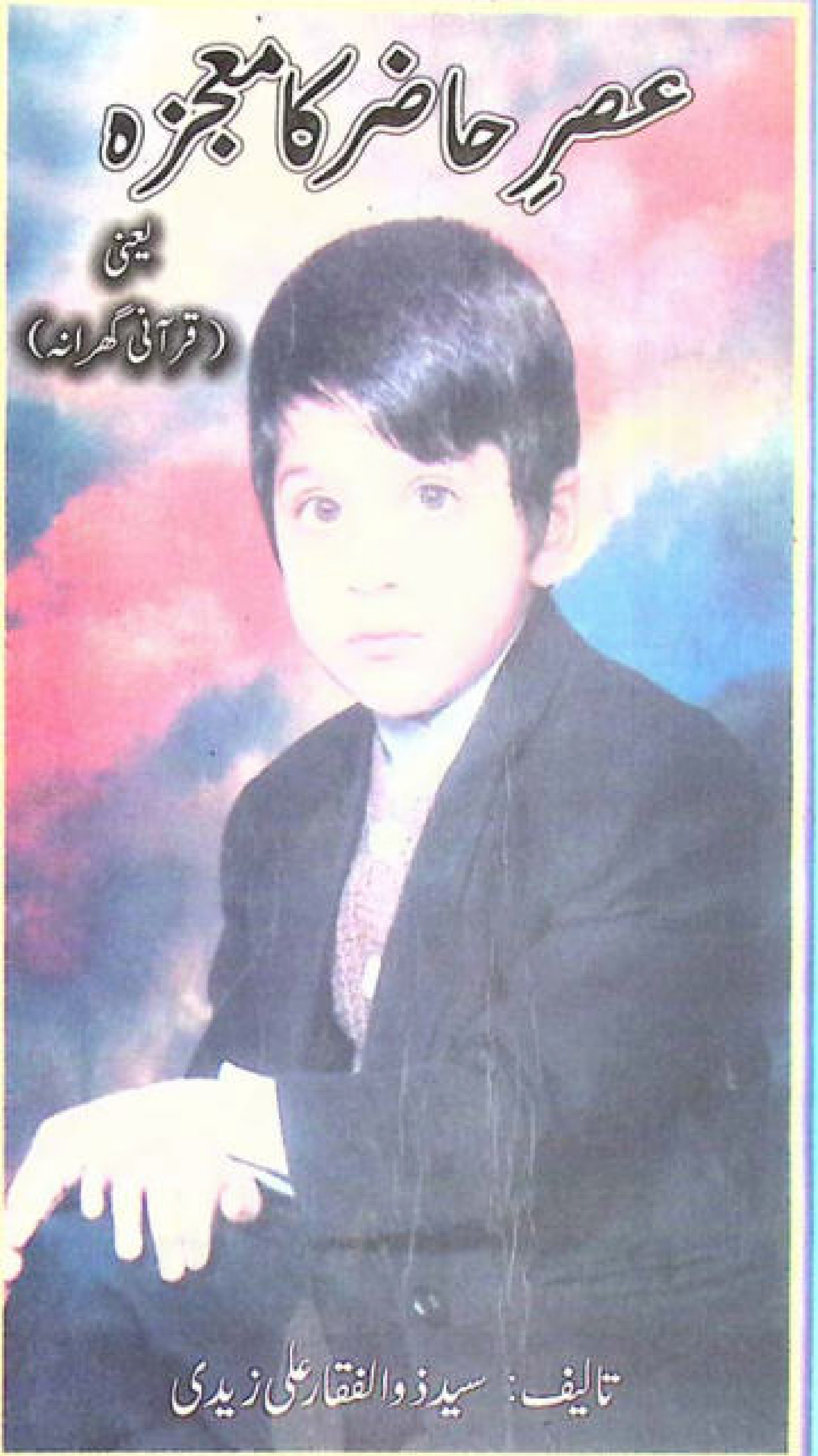
عصرِ حاضر کا معجزہ

یعنی

(قرآنی گھرانہ)



تالیف: سید ذوالفقار علی زیدی

عصرِ حاضر کا معجزہ

یعنی

(قرآنی گھرانہ)

برائے ایصال ثواب

جناب و بیگم مرحوم عبدالحسین غلام علی

ازطرف

شوکت آغا

فون نمبر: 7727945 / 7768210

موبائل: 0300-9239854

تالیف

سید ذوالفقار علی زیدی

عصرِ حاضر کا معجزہ

جلد دوم

محمد حسین طباطبائی علم الھدیٰ
(قرآنی نونہال)

از قلم

سید ذوالفقار علی زیدی

الحرمین پبلشرز پاکستان، کراچی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اس کتاب کی پہلی جلد عصر حاضر کا معجزہ (قرآنی گھرانہ) کے نام سے زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور شمع قرآنی کے پروانوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ جو ایک "پاکستانی گھرانے" کی قرآنی خدمات پر مشتمل تھی۔ اسی کتاب کا دوسرا حصہ عصر حاضر کا معجزہ (قرآنی نونہال) کے نام سے پیش خدمت ہے۔ ان دونوں کتابوں کا اصل محور قرآن مجید ہے جو لوگ بھی اس سے وابستہ ہوئے ہیں وہ قرآن کی عظمت اور اس کے تقدس کا حصہ بھی پاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی دکان سے ڈیڑھ گز کا کپڑا خرید کر قرآن کا غلاف بنایا جاتا ہے تو وہ کپڑا اپنی اس نسبت کی بنا پر اس قابل ہوتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور اسے ایسی جگہ گرنے نہیں دیا جائے جہاں بے احترامی کا تصور ہو۔

اسی تناسب سے وہ دل کتنے باعظمت ہوں گے جو قرآن کے حامل ہیں اور تمام افراد پر ان کا احترام فرض ہوتا ہے۔ ایسے افراد دوسروں کے لیے نمونہ بن کر ان کے محسن بن جاتے ہیں اور اپنے محسنوں کو ناشکرے لوگ بھول جاتے ہیں اور مصداق

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

جو لوگ لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتے وہ خدا کا شکر ادا کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

اس کتاب میں ایک کم سن حافظ قرآن سید محمد حسین طباطبائی علم الھدیٰ کی قرآنی خدمات، ان کے حفظ قرآن کی روش، قرآن کی زبان میں گفتگو اور مختلف سوالات کے قرآن کی مدد سے دیئے گئے جوابات پر مشتمل ہے۔ ان کے علاوہ چند قرآنی مکالمات اور حضرت فضہ کی قرآنی گفتگو بھی درج ہے۔ نیز قرآن کریم کی آیات

سے وابستہ چند واقعات بھی درج ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ ساتھ ہی چند ایسے برجستہ جملے بھی چن کر جمع کیے ہیں جنہیں ایک مسلمان اپنی روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کر سکتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں مذکورہ اسما جو پرندوں، جانوروں، اعضائے انسانی، حشرات الارض، پھلوں، سبزیوں وغیرہ اور اعداد کے نام بھی جمع کر کے لکھے گئے ہیں جو قرآن کے قاری بلکہ ہر مسلمان کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

دعا ہے کہ یہ مجموعہ قارئین کے لیے مفید اور ہمارے لیے توشۂ آخرت قرار پائے۔ آمین!

مدیر

(ادارہ)

مقدمہ

اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم آسمانی کتابوں میں سے اہم ترین اور جامع ترین کتاب ہے۔ اس انسان ساز کتاب کو خداوند عالم نے اپنے بہترین بندے اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا۔ حقیقی سعادت مند وہ ہے جو اپنی زندگی قرآن کے زیر سایہ گزارے اور اپنی روزانہ کی مصروفیات کے لیے اس سے رہنمائی حاصل کرے۔ قرآن کریم کی تلاوت، اس کی آیات میں غور و فکر اور اس کے احکام پر عمل کرنا خوش بختی کی علامت ہے اور اس سے انسانی زندگی میں سکون و اطمینان پیدا ہوتا ہے۔

قرآن کریم سے استفادہ کرنے کی ایک صورت اپنی روزانہ کی گفتگو میں قرآنی آیات کو استعمال کرنا ہے۔ اگر ہم اپنی عام گفتگو قرآن کی آیات کے ذریعے نہیں کرسکتے ہیں تو کم از کم اتنی کوشش ضرور کریں کہ اس کے رہنما جملے جو سراسر ہدایت کا باعث ہیں، زیادہ سے زیادہ اپنی روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کریں۔

صرف واعظین، ذاکرین اور مقررین منبر یا ڈائس پر کھڑے ہو کر کبھی کبھی عادت سے مجبور بغیر کسی تدبر اور غور و فکر کے قرآن کی آیات کو دہراتے ہیں۔ قرآن ایک بے کراں سمندر ہے۔ اس میں انسان کی سعادت کی ضمانت دی گئی ہے۔ اسے اس قدر مہجور کیوں چھوڑا جائے؟ اسی بنا پر ہمارا مذہب اور دین بھی مظلوم رہ گیا کیونکہ قرآن اب صرف طاقچوں کی زینت بنا رہتا ہے اور لوگ اس سے تبرک چاہتے ہیں۔ قرآن کی زبان میں گفتگو کرنا، زبان کو کسی بھی قسم کے جھوٹ، بیہودہ بات اور گناہ سے محفوظ رکھنے کا عامل ہے۔ بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم جہاں اپنی تحقیقات اور

تحریروں میں قرآن سے کام نہیں لیتے اور ساتھ ہی اپنی گفتگو میں بھی اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہیں۔

مناسب یہ ہے کہ جس طرح ہم اپنی روزمرہ کی گفتگو میں محاورے، ضرب الامثال اور اشعار کو استعمال کرتے ہیں اسی طرح قرآنی آیات کو بھی استعمال کریں اور انھیں اپنی طرف سے شاہد مثال پیش کریں۔ ہماری زرخیز اسلامی ثقافت خوب صورت الفاظ، جملوں، اصطلاحات اور آیات سے بھری پڑی ہے۔

اس مختصر سی تحریر میں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کی نایاب ثقافت کی ترویج میں چاہے بہت چھوٹا قدم ہی کیوں نہ ہو، آگے بڑھیں اور اسی مقصد کے لیے اس کتاب کی تالیف کی۔ یہ مجموعہ ایک طرح سے مدد فراہم کرے گا کہ اگر ہم پورے قرآن کریم کو حفظ نہیں کر سکتے ہیں تو بھی چند آیات حفظ کر کے مختلف مواقع پر اسے اپنی گفتگو کے دوران استعمال کریں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کتاب ایک کوشش ہے جس کی مدد سے آیاتِ قرآنی کو موضوعی انداز میں یاد کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ جو یاد کرنے اور استعمال کرنے کے لیے آسان ہے۔ ہم اس مجموعے میں ان مشہور آیات کو جو کسی بھی شاہد مثال اور سند کے طور پر پیش کرنے کے لیے اہم ہیں جمع کر رہے ہیں تاکہ ان آیات کو اپنی گفتگو اور تحریروں میں استعمال کرنے میں آسانی ہو

بعض اوقات خداوند عالم کی طرف سے بندوں کی توفیقات میں اضافہ ہوتا ہے اور اپنے بعض بندوں سے ایسے کام لیتا ہے جو دوسروں کے لیے نمونہ بن جاتے ہیں۔ کمسن حافظ اور قاری سید محمد حسین طباطبائی علم الھدیٰ کے بارے میں، ان کے اسلوب اور قرآن کی زبان میں گفتگو کی تفصیلات کے ساتھ چند قرآنی مکالمے، حضرت فضہ کی قرآنی گفتگو اور علم الھدیٰ کی قرآن گفتگو بھی اس کتاب میں شامل ہیں۔

قارئین سے بھی گزارش ہے کہ قرآنی ثقافت کی ترویج میں آیات قرآنی کو شاہد مثال پیش کرنے اور قرآنی آیات سے استناد کرنے اور قرآنی ثقافت کو معاشرے میں رائج کرنے کے لیے اپنی آراء سے ہمیں مستفید فرمائیں۔

الهی بحق فاطمة و ابيها و امها و بعلها و بنيها والسر المستودع فيها ان تصلی علی محمد و آل محمد و ان تفعل بنا ما انت اهله ولا تفعل بما نحن اهله.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قرآن کریم کی ایک آیت یا ایک سورہ قیامت کے دن ہزار درجوں تک بلندی پائے گی یعنی بہشت میں۔ پھر انسان سے مخاطب ہو کر کہے گی اگر تم مجھے حفظ کر چکے ہوتے تو تجھے بھی اسی مقام تک پہنچاتی۔

سید ذوالفقار علی زیدی

قرآن کی خصوصیات

قرآن کی زبانی

☆ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔

(سورۂ بقرہ، ۲)

☆ ھُدًی لِّلنَّاسِ

لوگوں کی ہدایت کے لیے ہے۔

(سورۂ بقرہ، ۱۸۵)

☆ قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ

حق و باطل کو نمایاں کرنے والا قرآن ہے۔

(سورۂ حجر، ۱)

☆ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ

اور قرآن باعظمت ہے۔

(سورۂ حجر، ۸۷)

☆ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ

بے شک یہ قرآن سیدھے اور محکم راستے کی ہدایت کرتا ہے۔

(سورۂ اسراء، ۹)

☆ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ

مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

(سورۂ اسراء، ۸۲)

☆ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ

قرآن کی قسم جو باحکمت ہے۔

(سورۂ یٰس، ۲)

☆ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيد

بلکہ وہ باعظمت قرآن ہے۔

(سورۂ بروج، ۲۱)

☆ اِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيم

بے شک یہ مہربان قرآن ہے۔

(سورۂ واقعہ، ۷۷)

☆ لاَ يَاْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلاَ مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيد

اس میں باطل نہ سامنے سے نہ پیچھے سے داخل ہو سکتا ہے اور یہ حکمت والے اور تعریف والے خدا کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔

(سورۂ فصلت، ۴۲)

☆ اِنْ هُوَ اِلاَّ ذِكْرٌ لِلْعَالَمِين

یہ تمام دنیا جہانوں کے لیے نصیحت کے سوا کچھ نہیں۔

(سورۂ تکویر، ۲۷)

☆ تِبْيَاناً لِكُلِّ شَيْءٍ

ہر چیز کی حقیقت بیان کرنے والا ہے۔

(سورۂ نحل، ۸۹)

☆ وَ اِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ

اور بے شک یہ غلبہ والی کتاب (یعنی معجزہ والی) ہے۔

(سورۂ فصلت، ۴۱)

☆ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِلْمُحْسِنِين

نیکو کاروں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ (سورۂ لقمان، ۳)

☆ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

مومنوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔

(سورۂ نمل، ۲)

☆ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ

خداوند عالم نے بہترین کلام کو نازل کیا ہے۔

(سورۂ زمر، ۲۳)

☆ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تمہارے پروردگار کی طرف سے برہان ودلیل ہے۔

(سورۂ نساء، ۱۷۴)

☆ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

مسلمانوں کے لیے خوشخبری ہے۔

(سورۂ نحل، ۸۹)

☆ هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ

تمام لوگوں کے لیے کافی ہے۔

(سورۂ ابراہیم، ۵۲)

☆ تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى

خوف خدا رکھنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

(سورۂ طٰہٰ، ۳)

☆ قُرْاٰنًا عَجَبًا

یہ تعجب میں ڈالنے والا قرآن ہے۔

(سورۂ جن، ۱)

☆ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ

بے شک قرآن قطعی حکم اور فیصلہ کرنے والا ہے۔ (سورۂ طارق، ۱۳)

☆ هٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ

یہ وہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔

(سورۃ انعام، ۹۲)

☆ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ

قرآن کی قسم جو نصیحت والی کتاب ہے۔

(سورۃ ص، ۱)

☆ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

یہ کوئی مذاق نہیں۔

(سورۃ طارق، ۱۴)

☆ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِیْ كِتَابٍ مَّكْنُوْنٍ

یہ قرآن مجید ہے جو پوشیدہ کتاب میں ہے۔

(سورۃ واقعہ، ۷۷، ۷۸)

☆ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ

یہ کتاب خدا کی طرف سے ہدایت ہے۔

(سورۃ زمر، ۲۳)

☆ وَ اِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِیٌّ حَكِيْمٌ

اور قرآن لوح محفوظ میں ہمارے ہاں بلند مرتبہ اور محکم ہے۔

(سورۃ زخرف، ۴)

☆ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَیْءٍ

قرآن ہر چیز کو الگ الگ کر کے بیان کرنے والا ہے۔

(سورۃ یوسف، ۱۱۱)

☆ تَصْدِيْقَ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ

قرآن اپنے سے پہلے کی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ (سورۃ یوسف، ۱۱۱)

تلاوت قرآن کے آداب

قرآن کی زبانی

☆ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

کوئی اسے نہیں چھوتا سوائے ان کے جو پاک کیے گئے ہیں۔

(سورۂ واقعہ، ۷۹)

☆ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

جب قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو شیطان مردود سے خداوند عالم کی پناہ مانگو۔

(سورۂ نحل، ۹۸)

☆ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا

قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر غور و فکر کرتے ہوئے پڑھو۔

(سورۂ مزمل، ۴)

☆ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ

کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے۔

(سورۂ نساء، ۸۲)

☆ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

جب قرآن کی تلاوت کی جارہی ہو تو خاموشی کے ساتھ سنتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(سورۂ اعراف، ۲۰۴)

آداب تلاوت قرآن

معصومینؑ کی زبانی

تلاوت کے وقت وضو کرنا

☆ قال علیؑ: لَا یَقْرَأُ الْعَبْدُ الْقُرْآنَ اِذَا کَانَ عَلٰی غَیْرِ طُهُورٍ حَتّٰی یَتَطَهَّرَ

حضرت علیؑ نے فرمایا: کوئی شخص طہارت کے بغیر قرآن کی تلاوت نہ کرے

تلاوت کے لیے مسواک کرنا

☆ قال رسول اللهؐ: نَظِّفُوا طَرِیْقَ الْقُرْآنِ قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا طَرِیْقُ الْقُرْآنِ؟ قَالَ اَفْوَاهُکُمْ قَالُوا: بِمَاذَا؟ قَالَ: بِالسِّوَاكِ

حضور اکرمؐ نے فرمایا: تم قرآن کے راستے کو پاک رکھو۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول قرآن کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے منہ۔ پوچھا: کس طرح؟ فرمایا: مسواک کے ذریعے۔

تلاوت سے پہلے اعوذباللہ پڑھنا

☆ قال الصادقؑ: اَغْلِقُوا اَبْوَابَ الْمَعْصِیَةِ بِالْاِسْتِعَاذَةِ وَافْتَحُوا اَبْوَابَ الطَّاعَةِ بِالتَّسْمِیَةِ

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: نافرمانی کے دروازوں کو اعوذباللہ کے ذریعے بند کرو اور اطاعت کے دروازوں کو بسم اللہ کے ذریعے کھولو۔

خضوع و خشوع کے ساتھ قرآن پڑھنا

☆ قال رسولؐ: اِقْرَأُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَیْهِ قُلُوْبُکُمْ وَ کَانَتْ عَلَیْهِ

جَلُوْدُکُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَلَسْتُمْ تَقْرَأُوْنَہٗ

حضور اکرمؐ نے فرمایا: جب تمہارے دلوں میں نرمی قائم رہے قرآن کی تلاوت کرتے رہو اور جب تلاوت سے یہ نرمی پیدا نہ ہو تو تلاوت نہ کرو۔

آیت میں غور و فکر

☆ قال علیؑ: اَلَا لَا خَیْرَ فِی قِرَائَۃٍ لَا تَدَبُّرَ فِیْھَا

حضرت علیؑ نے فرمایا: لوگو آگاہ رہو جس تلاوت کے ساتھ غور و فکر نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

اچھی آواز کے ساتھ تلاوت کرنا

☆ قال رسول اللہؐ: حسنوا القران باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسناً

حضور اکرمؐ نے فرمایا: قرآن کو اچھی آواز سے زینت دو کیونکہ اچھی آواز سے تلاوت کرنے سے قرآن کی زینت میں اضافہ ہوتا ہے۔

قرآن کو درست پڑھنا

☆ قال رسول اللہؐ: اعربوا القران و التمسوا غرائبہ

حضور اکرمؐ نے فرمایا: قرآن کو صحیح اعراب کے ساتھ پڑھو اور اس کے عجائبات تلاش کرو۔

قرأت قرآن کا لہجہ

☆ قال رسول اللہؐ: اقرؤا القرآن بلحون العرب و اصواتھا

حضور اکرمؐ نے فرمایا: قرآن کو عرب لہجے میں اور ان کی آواز میں پڑھو۔

تلاوت قرآن اخلاص کے ساتھ

☆ قال الصادقؑ: ان من الناس من یقرأ القران لیقال: فلان قاریٔ و منهم من یقرأ لیطلب به الدنیا و بلا خیر فی ذلك و منهم من یقرأ القران لینفع به فی صلاته و لیلة و نهاره

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: بعض لوگ قرآن کی تلاوت اس لیے کرتے ہیں کہ لوگ انہیں سن کر یہ کہیں کہ یہ شخص کتنی اچھی تلاوت کرتا ہے۔ اور بعض لوگ قرآن کی قرأت اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے معاش کا وسیلہ بنے۔ یہ دونوں گروہ بھلائی میں نہیں۔ لیکن بعض لوگ قرآن اس لیے پڑھتے ہیں کہ اس سے رہنمائی حاصل کریں اور اپنے دن رات کی نماز میں پڑھیں۔

علم الہدیٰ

سید محمد حسین طباطبائی "علم الہدیٰ" نے ۱۳۶۹ شمسی کو قم مقدس میں ایک عالمانہ گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد اور والدہ دونوں حافظ قرآن ہیں۔ آپ کے والد نے دو سال چار ماہ کی عمر سے آپ کو قرآن حفظ کرنے میں مشغول کیا اور ساڑھے پانچ سال میں قرآن کریم مکمل حفظ کرانے میں کامیاب ہوئے۔ سید محمد حسین طباطبائی کو علمائی طرف سے "علم الہدیٰ" کا لقب ملا ہے جس کے معنی "ہدایت کا پرچم" ہیں۔ اب ہم آئندہ سید محمد حسین طباطبائی کو علم الہدیٰ کے نام سے ذکر کریں گے۔

علم الہدیٰ نے سب سے پہلے پارہ عم اور ۲۹ واں پارہ حفظ کیا۔ اس کے بعد قرآن کریم کی ابتدائی سورتوں کو حفظ کیا۔ چونکہ ان کے والد چاہتے تھے کہ علم الہدیٰ قرآن کی تمام آیتوں کو ترجمے کے ساتھ یاد کریں اور آیات کے مکمل مفہوم سے بھی آشنا رہیں۔ اس لیے انھوں نے ایک نیا اسلوب ایجاد کیا جس کے ذریعے وہ انھیں آیات، ترجمہ اور اس کے مفاہیم یاد کرانے میں کامیاب ہوئے۔ انھوں نے کام کا اسلوب یہ تیار کیا کہ قرآن کے الفاظ کے لیے ہاتھ سے ایک اشارہ قرار دیا اور کلمہ کے ادائیگی کے وقت ہاتھ سے اس کے معنی کی طرف اشارہ کیا۔ دوسرے دن صرف ہاتھ کا ایک ہی اشارہ کرتے تو علم الہدیٰ اپنے والد کے اشارے کی بنیاد پر گزشتہ کل کے سبق کو دھراتا تھا۔ ان کے والد کے درس دینے کا طریقہ بہت ہی شیریں اور جاذبیت کا حامل تھا۔ ہاتھوں اور انگلیوں کے اشارے، درس، اس کے معنی اور مفہوم کو بیان کرنے میں مدد کرتے تھے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی ایسی آیت بیان کرنی ہو جس میں فقیر اور دولت مند کا ذکر ہوا ہو تو باپ فقیر کی نقل کرتا ہے۔ گویا فقیر کا سا حلیہ پیش کرتا اور کبھی دولت مند کی نقل کرتا ہے۔ کبھی اپنے آپ کو غمگین اور کبھی خوش دکھاتا ہے۔ بعض اوقات مغرور اور متکبر کا روپ پیش کرتا ہے تاکہ اپنے ننھے بچے کو اس طرح اس اسلوب سے لگاؤ یا شوق پر ابھارے تاکہ تعلیم کے اس مرحلے میں اسے بوریت اور تکان کا احساس نہ ہو اور قرآن بھی حفظ ہو جائے۔

دراصل تدریس کے وقت باپ جو مختلف حالتوں کی نقل پیش کرتا تھا، ایک مکمل تدریسی معاونت میں سے تھا۔ جو سینما کی فلم کی مانند بچے کے ذہن پر نقش ہو جاتی تھی۔ بعد میں اسے علم اللدنی دہراتا تھا۔ یہیں سے وہ آیت اسے حفظ ہو جاتی تھی۔ ایک سبق چھ دن تک دہرایا جاتا تھا۔

شروع میں تو دن میں نصف سطر یا کبھی ایک سطر حفظ ہوتی تھی لیکن بعد میں قرآن مجید کا ایک صفحہ یا دو صفحے حفظ ہو جاتے تھے۔ علم اللدنی کے دادا اور دادی مصوری کی کتابیں، کھلونے اور قسم قسم کے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر دیتے اور حوصلہ بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ حفظ کرنے کا ذوق و شوق بڑھتا گیا۔ ایک اور چیز جس نے اچھی طرح قرآن حفظ کرنے میں ان کے شوق کو بڑھایا۔ وہ ان کے والد کی خوبصورت آواز میں قرآن کی تلاوت تھی۔ آپ کے والد قرآن کے قاری ہیں اور بڑی خوبصورت آواز میں قرأت کرتے ہیں اور خوبصورت لہجہ اور آواز قرآن کو اچھی طرح حفظ کرنے کا سبب بنتی ہے۔ ساتھ ہی قاری قرآن اور سامعین کے دلوں میں گہرے اثرات پیدا کرتی ہے کیونکہ ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام سجاد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت آواز کے حامل تھے۔

لوگ جب آپ کے گھر کے سامنے سے گزرتے تھے تو آپ کی آواز سننے کے لیے رک جاتے تھے۔

اسی طرح تجوید کے قواعد جو علم قرأت اور حفظ قرآن کی بنیاد ہیں۔ ناظرہ قرآن سیکھنے کے بعد طلبہ کو چاہیے کہ اچھی طرح تجوید کے قواعد سیکھیں اور آیات قرآنی کی تلاوت میں اس کی مشق کریں۔ تجوید کو یاد کرنے کا بہترین وقت بچپن ہے۔

علم الھدیٰ کا باپ مکمل عربی لہجے میں قرآن پڑھ کر سناتا تھا جیسے حضور اکرم نے فرمایا: "قرآن کو عربی لہجے میں پڑھو"۔ اب بھی علم الھدیٰ آیات الٰہی پر مکمل عبور رکھنے کی وجہ سے اپنی روزمرہ زندگی میں قرآنی آیات کا استعمال کرتا ہے۔ قرآنی آیات کا دوسری آیات کے ذریعے تفسیر کرتا ہے۔ علم الھدیٰ حفظ قرآن کے سلسلے میں بہت ساری مہارتوں کا حامل ہے۔

اگر اس سے قرآن کریم کے کسی جملے، لفظ یا آیات کے بارے میں پوچھا جائے تو یہ بتا سکتا ہے کہ یہ لفظ کس سورۃ اور کس پارے میں ہے۔ اگر اس سے قرآن کے کسی صفحے کے ابتدا، انتہا اور درمیان کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ ابتدائی صفحے سے تلاوت کر سکتا ہے چونکہ انھوں نے قرآن کو اشاروں کے ذریعے حفظ کیا ہے اس لیے وہ آپ کے ہاتھ کے اشاروں سے جہاں سے پڑھنا ہے پڑھے گا۔ اگر اس سے کسی آیت کے بارے میں پوچھا جائے جو لفظی یا معنوی طور پر کسی دوسری آیت سے مشابہ ہو تو ان کی تفصیل مختلف سورتوں میں بتا سکتا ہے۔ اگر ان کے سامنے کسی بھی آیت کا ترجمہ بتایا جائے تو اس سے اگلی آیت فوراً تلاوت کرتا ہے۔ علم الھدیٰ نے قرآن مجید کے علاوہ گلستان سعدی کے بہت سارے اشعار، محتشم کاشانی کے دوازدہ بند، اصول کافی کی مختلف روایات اور احادیث کی ۲ کتب کا مطالعہ کیا ہے اور انھیں حفظ کیا۔ ان کا ذاتی

کتاخانہ علوم اسلامی اور تاریخی کتابوں سے بھرا پڑا ہے۔ اس وقت علم الھدیٰ دانش کدہ ادبیات میں ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی حصول علم میں مشغول ہے۔ وہ اس وقت وہی نصاب پڑھتا ہیں جو ادبیات کالج کے دوسرے طلبہ پڑھتے ہیں۔ علم الھدیٰ کا امتحان بڑے بڑے علمانے لیا ہے جن میں وہ کامیاب قرار پائے ہیں۔ اسی طرح انگلستان کے شہر کاونٹری میں حجاز مسلم یونیورسٹی نے آپ کا امتحان لے کر انگلستان کے مروجہ اسٹینڈرڈ کے مطابق پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری جاری کر دی۔ اس میں پانچ موضوعات کو مد نظر رکھا گیا:

(۱) ترجمے کے ساتھ مکمل قرآن حفظ کرنا۔

(۲) قرآن مجید کی آیات کا موضوع بیان کرنا۔

(۳) آیت کے ذریعے دوسری آیات کی تفسیر و توضیح بیان کرنا۔

(۴) آیات قرآنی کے ذریعے گفتگو کرنا۔

(۵) اشاروں کے اسلوب میں قرآن کی تلاوت کرنا۔

ترقی کے منازل

کیا علم الھدیٰ ایک نابغہ ہیں؟

کیا علم الھدیٰ دوسرے انسانوں سے برتر ہیں؟

کیا ان کے بارے میں کوئی معجزہ واقع ہوا ہے؟

اگر ہم بڑی باریک بینی کے ساتھ تحقیق کریں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اگرچہ علم الھدیٰ عقل و فہم میں دوسروں سے بڑھ کر ہیں لیکن کلی طور پر دوسرے بچوں سے بڑھ کر نہیں ہیں اور ہرگز اس کے بارے میں معجزہ نہیں ہوا۔ ہمیں چاہیے کہ ان کی نشو و نما اور ترقی کے اسباب پر غور کریں جو یوں ہیں:

(۱) ماں باپ کی عظمت اور ان کا تقویٰ

(۲) تجربہ کار ماہر استاد کی موجودگی

(۳) مناسب ٹائم ٹیبل پر عمل درآمد

(۴) بلند ہمتی، مسلسل کوشش

(۵) عمر کے قیمتی لمحات سے بھرپور استفادہ

(۶) صبر اور ثابت قدمی

(۷) چہاردہ معصومینؑ کا توسل

علم الھدیٰ جب بھی کسی سورہ کو حفظ کرتا تھا تو معصومین میں سے کسی ایک کو ہدیہ کرتا تھا۔ مثلاً سورۂ بقرہ یاد کر کے حضور اکرمؐ کے نام اور آلِ عمران حفظ کر کے حضرت علیؑ کے نام اور سورۂ نسا یاد کر کے حضرت زہراؑ کے نام اور اس طرح ترتیب کے ساتھ بعد کی سورتوں کے حفظ اور تلاوت کا ثواب معصومین کو ہدیہ کرتا ہے اور بعد میں پھر وہی سلسلہ شروع کرتا ہے۔

خداوند عالم کی توفیق اور فضل و کرم

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ولذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمن المحسنین

جو کوئی ہماری راہ میں کوشش کرتا ہے تو ہم اس کے لیے اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

(سورۂ عنکبوت، آیت ۶۹)

علم الھدیٰ کے ماں باپ نے علم و تقویٰ کی راہ میں قدم بڑھایا ہے۔ ان کی باتیں قرآنی، ان کا کردار قرآنی، ان کا راستہ قرآنی، آخرکار علم الھدیٰ نے چاہا، کوشش کی اور

اس میں کامیاب ہوا۔ ہمیں چاہیے کہ ناممکن سمجھنے کے بجائے ان کامیابیوں کی جڑوں کے بارے میں سوچیں۔ انسان کو یقین کرنا چاہیے اور خدا کی ان قیمتی نعمتوں کی قدردانی کرنی چاہیے جو اس نے ان کے اختیار میں دے رکھا ہے۔

خداوند عالم نے انسان کو ایک ایسا دماغ عطا کیا جس کا جدید ترین کمپیوٹر اور مشینوں سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ انسانی دماغ اور اس کے حافظے کی کہکشاں میں موجود طاقت اور اس کی ظرفیت تصور سے باہر ہے۔ ان مطالب کا یاد کرنا ایسا ہے جیسے ان کہکشاؤں کی بے کراں فضا میں ایک کنکر پھینکا گیا ہے فتبارك الله احسن الخالقين

بابرکت ہے وہ ذات جو تمام پیدا کرنے والوں میں سے بہترین ہے۔

(سورہ مومنون، آیت ۱۴)

محمد صادق وزیری ۱۲ سالہ حافظ جسے قرآن کریم کے علاوہ نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ حفظ ہیں۔ یہ ان حفاظ میں سے ایک ہے جو قابلِ رشک حد تک حفظ قرآن پر عبور رکھتا ہے۔ یہاں تک کی تمام سورتوں کا نمبر، پاروں کا نمبر، صفحات کی مقدار اور قرآن مجید کے آیات کی تعداد کو بہت اچھے طریقے سے جانتا ہے اور مختلف اسلوبوں سے جس میں ایک اسلوب اشارہ اور چھونے کا ہے کے ذریعے جہاں کہیں سے بھی قرآن کا پوچھا جائے تلاوت کرتا ہے۔ صفحے کو کراس طریقے سے بھی تلاوت کرسکتا ہے یعنی پہلے صفحے کے دائیں طرف سے آخری آیت اس کے بعد بائیں صفحے کے آخر کی آیت اور اس کے بعد بائیں صفحے کے پہلے سے دوسری آیت اور اس کے بعد پہلے صفحے کے دائیں طرف کی آیت پڑھتا ہے۔ اس طرح وہ دائرے کی شکل میں بھی قرآن کریم کو آخر سے شروع کی طرف تلاوت کرسکتا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان کی ۵ سالہ بہن فاطمہ وزیری اور ۱۰ سالہ بہن زہرا وزیری بھی حفظ قرآن میں اسی قسم کی صلاحیتوں سے بہرہ مند ہیں۔ (تفصیل کے لیے ادارے کی کتاب "عصر حاضر کا معجزہ"

پڑھیں)۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بھی معمول کے مطابق عقل و فہم کے مالک ہیں اور ہمیشہ گروہی تحقیق کے ذریعے علما سے سند پیش کرتے ہیں۔ علما کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک انسان کا حافظہ ۱۰ ہزار کروڑ الفاظ کو ذخیرہ کرنے کی گنجائش رکھتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ۶۰۰ صفحات کی ۱۱۰ کروڑ کتابوں کو اپنے حافظے میں محفوظ کر سکتا ہے۔ البتہ اس طرح کام لینے کے لیے، مطالعے کے لیے اور حفظ کے لیے درست طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ قرآن مجید جو کہ ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ہے کو اپنے حافظے میں جگہ دیں۔

بو علی سینا کی سوانح عمری میں یہ لکھا ہے کہ وہ سات سال کی عمر میں مدرسے گیا اور ۱۰ سال کی عمر میں مکمل قرآن مجید حفظ کیا۔ انہوں نے مکمل قرآن حفظ کرنے کے بعد دوسرے علوم کی تحصیل شروع کی۔ اس سے یہاں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حفظ قرآن نے ان تین سالوں میں ان کے ذہن کو دوسرے علوم کے لیے آمادہ کیا۔ اسی طرح ایران کے پروفیسر سید محمود حسابی کی سوانح عمری کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ سات سال سے پہلے اپنی والدہ سے قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ اس کے بعد دیوان حافظ، گلستان بوستان کو پڑھا اور اس کے بعد اسکول میں داخلہ لیا اور اپنے طالب علمی کے زمانے میں وہ ہمیشہ اسکول میں اول آیا اور اپنے یونیورسٹی کے زمانے میں آٹھ موضوعات میں ڈاکٹریٹ کی سند لی تھی۔ ادبیات، آرکیٹیکچر، طب، ریاضی، فلکیات، جیالوجی، بیالوجی اور الیکٹریکل انجینئرنگ اور فزکس میں اولین درجے میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ بچے سات سال کی عمر بلکہ اس سے بھی پہلے قرآن حفظ

کریں اور اپنے ذہن کو قرآن کے ذریعے منور کریں کیونکہ وہ دل جس میں قرآن نہ ہو ویران گھر جیسا ہے۔ اس طرح ہر باایمان جوان قرآن پڑھتا ہے تو قرآن اس کے گوشت پوست میں شامل ہوتا ہے اور خداوند عالم اس دل کو جو اپنے اندر قرآن جذب کرے عذاب نہیں دے گا اور قرآن پر عمل کرنے والے حافظ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے اور ان کا شمار الٰہی سفیروں کے ساتھ ہوگا اور وہ شخص قرآن حفظ کرنے کی کوشش کرے اور حافظہ تیز نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مشقت کے ساتھ حفظ کرے تو خدا اسے دو اجر سے نوازے گا۔

(امام صادق، ثواب الاعمال، ص ۱۲۷)

قرآن مجید حافظہ کو قوی کرنے میں گہرے اثرات کا حامل ہے۔ اس کی تصدیق حافظ قرآن طلبہ اور غیر حافظ قرآن طلبہ کے تجربات سے پتہ چلتا ہے۔ آئن انسٹائن جو دنیائے فزکس کا ماہر سمجھا جاتا ہے اور فزکس کی جدید ایجادات اس کی مرہون منت ہیں۔ خود اس کا خیال تھا کہ اس کا دماغ عام انسانوں کے دماغ سے الگ نہیں ہے۔ وہ کہتا تھا کہ "میرا دماغ بھی بالکل دوسرے انسانوں کی طرح ہے لیکن دوسرے لوگ ہمیشہ نابغہ سمجھتے رہے"۔ یہاں تک کہ اس کے مرنے کے بعد اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو اس کے دماغ میں اور دوسرے عام انسانوں کے دماغ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اسی طرح لوگ ایڈیسن کو بھی نابغہ شخص تصور کرتے ہیں لیکن جب یہ باتیں ایڈیسن سنتا تھا تو ہنستا تھا کیونکہ وہ جن صلاحیتوں کو استعمال کر کے کام انجام دیتا تھا تو اسے صرف ایک فیصد اپنے دماغ کا نتیجہ اور ۹۹ فیصد اپنی محنت اور مشقت کا نتیجہ قرار دیتا تھا۔ اگر ہم کامیاب لوگوں کو معجزہ قرار دے کر خاموش رہیں تو گویا ہم نے اپنے لیے ترقی کے راستے بند کر لیے ہیں کیونکہ ہم نے ایسے لوگوں کو ذہنی طور پر برتر تسلیم کر کے اپنی خداداد صلاحیتوں کو حقیر اور ناچیز سمجھا ہے۔ بجائے اس کے ہمیں ترقی کی راہ کو سمجھنا

چاہیے۔ کامیاب افراد کے تجربات اور رہنمائی سے فائدہ اٹھا کر کامیابی کی راہ میں آگے بڑھنا چاہیے کیونکہ خدا کی نعمت عقل بڑے معجزات میں سے ایک ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوا ہے کہ کیا ہر بچہ "علم الھدیٰ" بن سکتا ہے۔ پہلے تو یہ کہ اگر صحیح پرورش اختیار کی جائے یعنی وہی روش جو علم الھدیٰ کے باپ نے اختیار کی تو ضرور اس کا نتیجہ کامیابی کی صورت میں نکلے گا، چاہے بچے کا ذہن متوسط درجے کا ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر روش درست اختیار نہ کی جائے تو نتیجہ تک رسائی ممکن نہیں۔ دوسرے یہ ہے کہ اگر بچہ ابتدا میں حفظ کے لیے آمادہ نہ ہو کہ سارا قرآن مجید حفظ کرے، اگر کلاس سے بھاگے تو کم از کم درست ناظرہ قرآن پڑھے اور روانی کے ساتھ پڑھنے کی تربیت دی جائے۔ یہاں تک کہ بتدریج یاد کیا جائے تاکہ یہی چیز آگے جا کر قرآن کے حفظ کے لیے مدد کرے۔ یہاں ایک نکتہ یاد رہے کہ کسی ایک بچے کو دوسرے بچے کے ساتھ قیاس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ہر بچہ اپنی خاص خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ قیاس میں الٹا اثر ہو سکتا ہے اور اسے کمزوری کا احساس ہوتا ہے جو اس کے ٹوٹ کر رہ جانے کا باعث بن جاتی ہے۔

علم الھدیٰ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر

سرزمین وحی میں

علم الھدیٰ آفتاب عالمتاب کی مانند حجاز میں چمکے تو دوسرے افراد ستاروں کی مانند چھپ گئے۔ علم الھدیٰ نے سرزمین وحی پر اپنے پہلے سفر میں سب کو تعجب میں ڈال دیا اور داد و تحسین حاصل کی۔ وہاں پر آپ نے بیس سے زیادہ پروگرام کیے۔ اسی طرح قافلہ رہبر معظم اور دوسرے قافلوں میں بہترین کردار ادا کیا جو حقیقی طور پر

عالم تشیع کے لیے افتخار کا باعث ہے۔

حاضرین محفل کی آنکھوں سے شوق دیدار کے آنسو رواں تھے۔ بڑے بڑے علما، بزرگان دین اور خواص و عوام ہر طبقے کے لوگ موجود تھے۔ وہ کچھ بھی سمجھ نہیں سکے۔ وہ انتظار میں تھے کہ خود علم الھدیٰ سے جواب سنیں۔ علم الھدیٰ ہر سوال کے بعد تھوڑی دیر رکتے اور بڑے آرام و سکون کے ساتھ اپنی روشن آنکھیں مجمع میں گاڑ کر جواب دیتے اور مجمع میں سے درود و سلام اور تکبیر کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔

پورے مکہ میں انہی کا شہرہ تھا اور ہر کسی کی زبان پر انہی کا نام تھا۔ علم الھدیٰ وحدت مسلمین کا مرکز بنا ہوا تھا۔ تمام مسلمان چاہے وہ کسی بھی طبقے یا فرقے سے ہوں اس کے گرد موجود تھے۔ حالانکہ ایسے افراد بھی موجود تھے جو تشیع مظلوم کے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیتے تھے مگر یہاں نوبت یہ تھی کہ یہی لوگ اس کے غذا اور پانی کا باقی ماندہ حصہ "سور المومن شفاء" کہہ کر لے جا رہے تھے۔ علم الھدیٰ تشیع کی حقانیت کے ہزاروں دلیلوں میں سے ایک تھا اور غیر ارادی طور پر لوگوں کو اپنے اجداد طاہرین کی یاد دلا رہا تھا۔

لوگ آئمہ معصومینؑ جیسے کہ امام جوادؑ، امام ہادیؑ اور امام زمانہؑ نے جو بہت کمسنی میں امامت کے منصب پر فائز ہوئے تھے۔ اپنے نور علم سے دنیا جہاں کو منور کیا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کی اطلاع سعودی عرب کے شاہی خاندان تک پہنچی۔ انہوں نے علم الھدیٰ کو دعوت دی کہ وہ ان کے محل میں آکر پروگرام کریں۔ علم الھدیٰ نے محل میں پروگرام اجرا کیا اور مکہ کے گورنر امیر نائف بن عبدالعزیز کے ساتھ ملاقات کی۔ خود گورنر اور دوسرے بہت سارے افراد نے سوالات کیے جن کا برمحل اور درست جواب دیا۔

گورنر مکہ بہت متعجب ہوا اور علم الہدیٰ کو اپنے پاس ہی بٹھایا اور بڑے احترام و محبت کا سلوک کیا اور حکم دیا کہ "علم الہدیٰ" کو بہت سارے تحفے دیئے جائیں اور بعد میں علم الہدیٰ سے پوچھا: کیا آپ ان تحفوں سے خوش ہیں؟ تو علم الہدیٰ نے یہ آیت پڑھی: فما اتانی الله خیر مما اتکم

جو کچھ خدا نے مجھے دیا ہے وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے جو تمہیں دیا ہے۔

اس کے بعد گورنر نے کہا: تم مجھ سے جو چاہو مانگو تو علم الہدیٰ نے جواب دیا:

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی

کہہ دیجئے اے رسول! میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے قربی سے مودت اختیار کرو۔

یہی سوال انگلینڈ میں مومنوں کی ایک جماعت نے بھی پوچھا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے آپ کو زحمت دی، یہاں بلایا اور آپ تشریف لائے۔ اب آپ بتائیں کہ ہم آپ کی کیا خدمت کریں؟ علم الہدیٰ نے فوراً جواب دیا: لا اسئلکم علیه اجراً ان اجری علی الله

میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر میرا خدا دے گا۔

علم الہدیٰ شام میں

شام کی مسجد "ابوالنور" میں ہزاروں افراد بے تابی کے ساتھ منتظر تھے کہ شام کے مفتی اعظم شیخ احمد کفتارو نماز جمعہ سے پہلے ایک کم سن بچے علم الہدیٰ سے چند سوالات پوچھیں گے۔ آخر کار علم الہدیٰ پہنچے اور مفتی اعظم کے ساتھ بیٹھ گئے اور بہت سارے کیمرے اس منظر کو ریکارڈ کر رہے تھے۔ مفتی اعظم نے سوال شروع کیے اور علم الہدیٰ کے جواب سن کر حیران رہ گئے اور حاضرین نے داد دی۔

اسی طرح شام کے ٹی وی کے دوسرے چینل سے بھی علم الھدیٰ کا انٹرویو نشر ہوا جہاں انھوں نے نصف گھنٹے تک عربی میں بات چیت کی۔ قرآن مجید کے مکمل حفظ نے علم الھدیٰ کو عربی بولنے میں بڑی مدد کی ہے اور قرآن کی مسلسل تلاوت سے ان کا لہجہ بھی عربی بن گیا ہے۔ یہ بھی قرآن کے ثمرات میں سے ایک ہے۔ شام میں علم الھدیٰ نے بہت ساری محفلوں میں شرکت کی۔ لبنانی شیعہ و سنی علما کی محفل اور شام میں ایرانی سفارت کی محفل میں بھی شرکت کی۔ علم الھدیٰ کے جلسے اس بات کا سبب بنے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے افراد اور علما ایک جگہ جمع ہوئے اور ایک دوسرے کے لیے ان کے دلوں میں احترام پیدا ہوا۔

علم الھدیٰ نے پہلی دفعہ ایک انٹرنیشنل کانفرنس جو حقوق انسانی کے عنوان سے بوسنیا میں منعقد ہوئی، شرکت کی۔ اس میں پوری دنیا سے بڑے بڑے علما اور دانشوروں کو دعوت دی گئی تھی۔ ایران سے بھی تین علما علم الھدیٰ کے ساتھ مدعو کیے گئے تھے۔ اس کانفرنس میں بھی آدھ گھنٹے کے لیے علم الھدیٰ نے پروگرام منعقد کیا۔ اس کانفرنس میں بہت پڑھے لکھے لوگ تھے اور جو سوالات علم الھدیٰ سے پوچھے جاتے تھے کچھ کم معیار کے نہیں ہوتے تھے مگر علم الھدیٰ بڑے آرام و سکون کے ساتھ بغیر کسی جھجک کے جواب دیتے رہے۔ علم الھدیٰ بوسنیا میں بھی آفتاب بن کر نکلے۔ بوسنیا کی خصوصی دعوت عزت مآب عزت بگووچ نے دی تھی۔ ان کے ساتھ ملاقات کے دوران ساری گفتگو قرآنی زبان میں ہوئی اور وہاں کے تمام اخبارات میں اس کا چرچا ہوا۔ بوسنیا کے ٹی وی نے علم الھدیٰ کے بارے میں پروگرام نشر کیے۔ بعض اوقات تو یہ پروگرام ایک گھنٹے کی مدت سے بھی بڑھ گئے۔ ماہ مبارک رمضان کی بابرکت راتوں میں آپ نے یہ پروگرام بوسنیا میں کیے تھے۔ اس چرچے کے بعد علم

الہدیٰ کو بوسنیا کے اہل علم کا سب سے بڑا اعزاز "رئیس العلماء" ان کے علوم قرآنی پر عبور کی بنا پر ملا۔

علم الہدیٰ نے درندہ صفت سربوں کے مظالم کا شکار علاقوں کا دورہ بھی کیا۔ ایک دفعہ ایک ایسے اجتماعی قبرستان سے گزر رہے تھے تو کسی نے پوچھا: سربوں نے ہم پر یہ ظلم کیوں کیا؟ علم الہدیٰ نے فوراً قرآن کی آیت سے جواب دیا: ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم یمیلون علیکم میلة واحدة

کافروں کی تو یہ خواہش ہے کہ تم لوگ اپنے اموال اور اسلحہ سے غفلت کرو تاکہ وہ لوگ تم پر یورش کریں۔

علم الہدیٰ انگلستان میں

آپ کا انگلستان کا سفر بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ ایک دانشور کا یہ کہنا ہے کہ اگر سینکڑوں مبلغوں کو انگلستان بھیجا جاتا تو اتنی کامیابی نہیں ہوتی جتنی کامیابی علم الہدیٰ کے سفر سے ہوئی ہے۔ ساتھ ہی ایران اسلامی کے مخالف مغرب زدہ گروہوں کے انقلاب اسلامی اور مقدسات اسلامی کی توہین کے لیے وسیع پروپیگنڈے بھی علم الہدیٰ کے عظیم الشان پروگراموں میں کوئی کمی پیدا نہ کر سکے۔

مڈویک یا کام کے دنوں میں جہاں کہیں بھی اور جب بھی علم الہدیٰ کے پروگرام کا اعلان ہوتا۔ لوگ جوق در جوق شامل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ دوسرے شہروں کے لوگ بھی شمولیت کے لیے آتے رہے۔ بعض اوقات تو لوگوں کی تعداد ہزاروں میں ہوتی تھی۔ یہ لوگ اس کم سن عالم کو دیکھنے اور سننے کے لیے چلے آتے تھے۔ علم الہدیٰ نے انگلستان کے چند شہروں میں بہترین پروگرام منعقد کئے اور بعض پروگرام تو ناقابل بیان حد تک پرکشش تھے اور ہزاروں کا مجمع وفور شوق سے بے تاب

رہتا تھا۔ جب علم الہدیٰ نے پروگرام پیش کیے تو لوگ حیران و مبہوت ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تھے۔ ان تمام جلسوں میں علم الہدیٰ نے مسلمان اور عیسائی علما کے سوالات کے جواب دیئے۔

عیسائی طلبہ جو یونیورسٹی اور کالجوں سے متعلق تھے جب دیکھتے کہ ایک کم سن بچہ حافظ قرآن ہے اور بڑے بڑے سوالات کا جواب آسانی سے دے سکتا ہے تو وہ حیران رہ جاتے تھے۔ اور اس وقت زیادہ تعجب ہوتا تھا کہ جب انھیں پتہ چلتا کہ یہ بچہ تو اسلام کے عظیم پیغمبر کی سیرت سے بھی واقف ہے اور جو بھی سوال پوچھو تو اس کا جواب قرآن سے دیتا ہے۔ علم الہدیٰ دراصل اس آیت کو نمایاں کر رہا تھا کہ "ما فرطنا فی الکتاب من شیء"

ہم نے کسی چیز کو کتاب میں درج کیے بغیر نہیں چھوڑا۔

(سورۂ انعام، آیت ۷)

حقیقت یہ ہے کہ قرآن دلوں کی بہار ہے اور علم کا منبع ہے۔ سچی باتیں اور جامع نصیحت اور اچھے قصے ہیں۔ قرآن ایک ایسی تونگری ہے جس کے بعد فقر چھو نہیں سکتا اور قرآن کو تمام کتابوں پر اسی طرح برتری حاصل ہے جیسے خدا کو اپنے بندوں پر حاصل ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ خدا نے اپنے کلام کے ذریعے اپنے بندوں میں جلوہ فرمایا ہے مگر یہ لوگ بصیرت سے عاری ہیں۔

(حضور اکرمؐ، جامع الاخبار)

خداوند عالم نے قرآن کو کسی خاص قوم یا خاص زمانے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ ہر زمانے کے لیے یہ کتاب جدید ہے یہاں تک کہ قیامت تک ہر قوم کے پاس اپنی تازگی کے ساتھ موجود ہے۔

(امام موسیٰ کاظمؑ)

جس کسی کو بھی اولین و آخرین کا علم چاہیے وہ اسے قرآن میں تلاش کرے۔

(حضور اکرم)

کوئی چیز ایسی نہیں جس کا علم قرآن میں نہ ہو مگر انسانوں کی عقل اس سے عاجز ہے۔

(امام علی)

ایک صحافی نے علم الہدیٰ سے پوچھا: انسان کے خلا کے سفر کے لیے بھی قرآن میں کوئی آیت موجود ہے؟ محمد حسین نے جواب دیا: یا معشر الجن والانس ان سطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطٰن

اے گروہ جن وانس اگر تم نکل سکتے ہو تو زمین و آسمان کی حدود سے نکل جاؤ تم نہیں نکل سکتے مگر یہ کہ غلبہ کے ساتھ۔

(سورۂ رحمن)

جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ زمین کے مدار سے باہر نکلنے کے لیے بہت زیادہ طاقت کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ راکٹ کی رفتار کو بڑھائے۔ جب علم الہدیٰ سے کشش ثقل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے قرآن کے اس حصے کو پڑھا: اللہ الذی رفع السمٰوات بغیر عمد ترونها فذاوه

جس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں پر قائم رکھا ہے جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔

(سورۂ رعد، آیت ۲)

جیسے کہ بعض تفاسیر میں مذکور ہے کہ نظر نہ آنے والے ستونوں سے مراد یہی کشش ثقل ہے۔ محمد حسین سے پوچھا گیا: مغرب کی ثقافت کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ فرمایا: اضاعوا الصلواۃ واتبعوا الشهوات

انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفسانی کی پیروی میں لگے ہیں۔

(سورۂ مریم، آیت ۵۹)

پوچھا گیا کہ امام خمینی کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے۔ جواب میں یہ آیت تلاوت کی: و یضع عنہم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم

آپ نے لوگوں کی گردنوں سے غلامی کا طوق اتروا دیا۔

(سورۂ اعراف، آیت ۱۵۷)

علم الہدیٰ سے پوچھا گیا: کیا قرآن میں کوئی ایسی آیت ہے جس میں پانی کے بڑھنے اور زمین کے گھٹنے کا ذکر ہو۔ تو یہ آیت پڑھی: اولم یروا انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم آ کر زمین کو اس کے کناروں سے کم کرتے ہیں۔

(سورۂ رعد، آیت ۴۱)

انگلستان کے شہر کاونٹری میں حجاز یونیورسٹی نے ساڑھے ۳ گھنٹے تک آپ کا امتحان لیا جس میں بنیادی سوالات اور فروعی طور پر ۳۰ سوالات پوچھے گئے جن میں محمد حسین علم الہدیٰ نے ۱۰۰/۹۳ نمبرات حاصل کر کے علوم قرآنی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ جب تک علم الہدیٰ انگلستان میں تھے بہت سارے اخبارات، رسائل اور مجلات میں نیز ٹی وی کے مختلف چینلز نے آپ سے انٹرویو لیا اور اپنی اہم خبروں کے ساتھ علم الہدیٰ کی خبریں بھی شائع کیں اور ان کے لیے عنوان دیا کہ "ایک نابغہ جو ایران سے ابھرا"۔

علم الہدیٰ سے پوچھا گیا کہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر کے آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ تو جواب میں کہا: فرحین بما اتٰھم اللہ

خدا نے جو کچھ اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔

آپ سے پوچھا: امتحان سے پہلے آپ کے احساسات کیا تھے اور آپ کیا کر رہے تھے؟ جواب دیا: خدا پر توکل کرتا تھا اور یہ دعا پڑھ رہا تھا: اللھم انی اسئلك بفاطمة و ابیھا و بعلیھا و بنیھا والسر المستودع فیھا ان توفقنی فی ھذا الامتحان

پوچھا گیا کہ آپ نے علم کیسے حاصل کیا؟ جواب دیا: و ان لیس للانسان الا ما سعٰی و ان سعیه سوف یری

ان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور عنقریب اپنی کوشش کو دیکھے گا۔ ان سے کہا گیا کہ اپنے بارے میں کوئی آیت تلاوت کریں تو کہا: ذالك مما علمنی ربی

یہ وہ چیزیں ہیں جسے میرے پروردگار نے مجھے سکھایا ہے۔

(سورۂ یوسف، آیت ۳۷)

پوچھا گیا کہ ہم قرآن مجید کو حفظ کرنے کے لیے کیا کریں؟ کہا: فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا و اطیعوا وانفقوا خیراً لانفسکم

خدا سے تقویٰ اختیار کرو جہاں تک ہو سکے سنو اور اطاعت کرو اور اس کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لیے بہترین ہے۔

(سورۂ تغابن، آیت ۱۶)

ان سے سوال کیا گیا کہ قرآن کریم کی مہربان ترین آیت کون سی ہے؟ تو کہا: قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انه ھو الغفور الرحیم

اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تم خدا کی رحمت سے

مایوس نہ ہونا۔ بے شک خدا تمہارے تمام گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ بے شک وہ مہربان اور بخشنے والا ہے۔

(سورۂ زمر، آیت ۵۳)

اس علمیت کی بنا پر وہ اپنی زندگی میں اپنے ایک ہم عمر لڑکے کے ساتھ ناقابلِ موازنہ ہیں۔ بہت سے شہروں اور ممالک کا سفر کیا ہے۔ بڑی بڑی سیاسی اور مذہبی شخصیتوں کے ساتھ ملاقات کی، ہزاروں کے مجمع میں پروگرام کیے۔ ان کے ہزاروں ہموطنوں نے ان کی تعریف کی۔ ایک سال سے کم عرصے میں تین اعلیٰ ڈگریاں لے لیں۔ مگر وہ بالکل عام سا بچہ ہے۔ جب آپ اسے دیکھیں گے تو اس کے بچپنے کو آسانی سے دیکھ سکیں گے۔ ذرہ برابر غرور و تکبر اس میں نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اپنی بچپن کی معصوم ادا کے ساتھ ہی ملاقات کرے گا۔

ایک دن میں چند گھنٹے کھیلتا ہے۔ خصوصاً سائیکل سواری، والی بال، فٹ بال وغیرہ میں دلچسپی رکھتا ہے لیکن جب اس سے کوئی علمی سوال پوچھا جاتا ہے تو فوراً جواب دے گا۔ اس کے علاوہ کبھی علم و دانش کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ دن میں دو گھنٹے تلاوت قرآن پر صرف کرتا ہے۔ اسی طرح اپنے اوقات کو درسی اور غیر درسی کتب کے مطالعے کے لیے تقسیم کر رکھا ہے اور ہر نماز اول وقت میں پڑھتا ہے۔ ماں باپ سے بہت محبت کرتا ہے اور ان کا احترام کرتا ہے اور بہن بھائیوں کے لیے ایک مہربان بھائی ہے۔ حفظ قرآن کی برکتوں سے علم الھدیٰ تمام کے لیے قابلِ احترام قرار پایا ہے۔ صرف اپنے لیے احترام کا باعث نہیں بلکہ پورے خاندان کے لیے باعث افتخار بن گیا۔ خدا انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین!

چه خوش صوت قرآن ز تو دلبریان شنیدن

به رخت نظاره کردن و سخن خدا شنیدن

اولین قرآنی گفتگو

دنیا میں سب سے پہلے قرآنی گفتگو خود خداوند عالم اور فرشتوں کے درمیان ہوئی۔ جیسے کہ ارشاد ہوا:

و اذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة

جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں روئے زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں۔

قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدما و نحن نسبح بحمدك و نقدس لك

انہوں نے کہا کیا آپ کسی ایسے کو اپنا خلیفہ بنائیں گے جو وہاں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا جبکہ ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری حمد کے ساتھ تیری تقدیس بجالاتے ہیں۔

قال انى اعلم ما لا تعلمون

کہا میں وہ کچھ جانتا ہوں جسے تم نہیں جانتے۔

خدا اور ابراہیم کے درمیان گفتگو

و اذ قال ابراهيم رب ارنى كيف تحيى الموتى

جب ابراہیم نے کہا، میرے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔

قال اولم تومن

فرمایا، کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟

قال بلی ولکن یطمئن قلبی

کہا کیوں نہیں۔ ایمان رکھتا ہوں لیکن اپنے دل کے اطمینان کے لیے درخواست کی ہے۔

قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزأ ثم ادعھن یأتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم

فرمایا کہ تم چار پرندے ذبح کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں ملا دو پھر ان میں سے کچھ کو لے کر الگ الگ چار پہاڑیوں پر رکھو۔ اس کے بعد اگر ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر پکارو تو یہ پرندے تیری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ یقین رکھو کہ خداوند عالم جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

حضرت موسیٰؑ اور خدا کی گفتگو

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ اور خداوند عالم کی اکثر گفتگو کا تذکرہ موجود ہے

فلما اتٰھا نودی یا موسیٰ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طویٰ و انا اخترتک فاستمع لما یوحٰی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذکری

جب وہ (درخت) کے پاس پہنچا تو ہم نے آواز دی، اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں۔ پس تم اپنے جوتے اتارو بے شک تم بڑی مقدس وادی میں ہو۔ میں نے تمہیں منتخب کیا ہے تاکہ میری وحی تم پر آئے۔ پس سنو میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد قائم رکھنے کے لیے نماز قائم کر۔

(سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۱ تا ۱۴)

وما تلک بیمینک یا موسیٰ

اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

قال هي عصاي اتوا كو عليها و اهش على غنمي ولى فيها مآرب اخرىٰ

یہ میرا عصا ہے۔ میں اس کا سہارا لیتا ہوں اور اپنے مویشیوں کو ہانکتا ہوں اور میرے لیے اس سے کچھ دوسرے فائدے بھی ہیں۔

حضرت زہراؑ کی کنیز حضرت فضہؓ کی گفتگو

ابوالقاسم قشیری نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت زہراؑ کی کنیز حضرت فضہ حج کے قافلے سے بچھڑ گئی اور صحرا میں بھٹک گئیں۔ ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن مبارک تھا وہ بھی اپنے قافلے سے پیچھے رہ گیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ میں نے صحرا میں ایک خاتون کو اکیلے دیکھا۔ میں اونٹ پر سوار تھا۔ ان کے قریب گیا تو میں نے جو کچھ پوچھا، انہوں نے اس کا جواب قرآن سے دیا۔

میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: **و قيل سلام فسوف تعلمون**

سلام کہا جائے عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

(سورۂ زخرف، آیت ۸۹)

عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے انہیں سلام کیا اور پوچھا: آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ جواب دیا: **من يهد الله فماله من مضل**

جس کو ہدایت خدا کرتا ہے اسے کوئی بھٹکا نہیں سکتا۔

(سورۂ زمر، آیت ۳۷)

عبداللہ کہتا ہے کہ میں سمجھ گیا کہ راستہ بھٹک گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ انسان ہیں یا جنوں میں سے ہیں؟ جواب دیا: **یا بنی آدم خذوا زینتکم**

اے بنی آدم اپنی زینت اٹھا دو۔

(سورۂ اعراف، ۳۱)

میں سمجھ گیا کہ انسان ہیں۔ پوچھا: آپ کہاں سے آئی ہیں؟ جواب دیا: من مکان بعید

میں دور جگہ سے۔

(سورۂ فصلت، آیت ۴۴)

میں سمجھ گیا کہ دور کسی جگہ سے آئی ہیں۔ پوچھا: آپ کہاں جارہی ہیں؟

جواب دیا: و للہ علی الناس حج البیت

خداوند عالم نے لوگوں پر حج بیت اللہ واجب کیا ہے۔

(سورۂ آل عمران، آیت ۹۷)

میں سمجھ گیا کہ حج کرنے جارہی ہیں۔ میں نے پوچھا آپ قافلے سے کب بچھڑ گئیں؟ جواب دیا: و لقد خلقنا السموات والارض فی ستة ایام

ہم نے زمینوں اور آسمانوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔

(سورۂ ق، آیت ۳۸)

میں سمجھ گیا کہ قافلے سے بچھڑے ہوئے چھ دن ہو چکے ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کھانا کھائیں گی؟ جواب دیا: وما جعلنا ھم جسداً یاکلون الطعام

ہم نے کوئی اجسام ایسے نہیں بنائے ہیں جو غذا نہیں کھاتے ہوں۔

(سورۂ انبیاء، آیت ۸)

میں سمجھ گیا کہ کھانا کھانا چاہتی ہیں۔ میں نے کہا: جلدی جلدی چلیں۔ تو کہا: لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا

خدا نے کسی بھی جان کو اس کی استطاعت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۲۸۶)

میں سمجھ گیا کہ تھک گئی ہیں اور تیز نہیں چل سکتیں۔ میں نے کہا: اونٹ پر میرے پیچھے بیٹھ جائیں۔ جواب دیا: لو کان الھة الا اللہ لفسدتا

اگر خدائے واحد کے علاوہ دو خدا ہوتے تو فساد پیدا ہو جاتا۔

(سورۂ انبیاء، آیت ۲۲)

میں سمجھ گیا کہ میرے ساتھ اونٹ پر بیٹھنے سے شرما رہی ہیں۔ عبداللہ کہتا ہے کہ میں سواری سے اترا اور انہیں اونٹ پر سوار کیا۔ جب آپ اونٹ پر سوار ہو گئیں تو کہا: سبحان الذی سخرلنا ھذا

پاک و منزہ ہے وہ اللہ جس نے یہ سواری ہمارے تابع کی ہے۔

(سورۂ زخرف، آیت ۱۳)

جب ہم ان کے قافلے کے قریب پہنچے تو میں نے کہا: آپ کے عزیزوں میں سے کوئی قافلے میں موجود ہے؟ جواب دیا: یا داود انا جعلناك خلیفة فی الارض

اے داوود ہم نے تمہیں زمین پر اپنا نائب بنایا ہے۔

(سورۂ ص، آیت ۲۶)

وما محمد الا رسول

حضرت محمد سوائے رسول کے کچھ نہیں۔

(سورۂ آل عمران، آیت ۱۴۴)

یا یحیی خذا الکتاب بقوة

اے یحیی کتاب کو قوت کے ساتھ لے لے۔

(سورۂ مریم، آیت ۱۲)

یا موسی انی انا اللہ

اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں۔ (سورۂ قصص، آیت ۳۰)

عبداللہ بن مبارک کہتا ہے کہ میں سمجھ گیا کہ داؤد، محمد، یحیٰی، موسیٰ نام کے افراد اس کے متعلقین میں سے ہیں۔ میں نے ان کے نام لے کر پکارا تو چار نوجوان اس عورت کی طرف آئے۔ میں نے پوچھا: یہ لوگ آپ کے کیا لگتے ہیں؟ جواب دیا:

المال والبنون زينة في الحياة الدنيا

مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔

(سورۂ کہف، آیت ۴۶)

اسی دوران اس عورت نے کہا: یابت استاجره ان خیرا من استاجرت القوی الامین

انہیں اجرت پر رکھو کیونکہ اجرت پر رکھنے کے لیے بہترین وہ لوگ ہیں جو طاقت ور اور امانت دار ہیں۔

(سورۂ قصص، آیت ۲۶)

میں سمجھ گیا کہ آپ اپنے بیٹوں سے کہہ رہی تھیں کہ وہ مجھے کچھ اجرت پیش کریں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے مجھے کچھ رقم دی۔ اس خاتون نے کہا: والله يضاعف لمن يشآء

خدا جسے چاہتا ہے اس کے اجر میں کئی گنا اضافہ کرتا ہے۔

(سورۂ بقرہ)

میں سمجھ گیا کہ وہ انہیں کہہ رہی ہیں کہ اس میں کچھ اضافہ کریں۔ انہوں نے مجھے دی ہوئی رقم میں اضافہ کیا تو میں نے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ خاتون ہماری والدہ حضرت فضہؑ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز ہیں۔ بیس سال سے یہ صرف قرآن کی زبانی بات کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بات نہیں کی

(بحار، ج ۴۳، ص ۸۶، ۸۷)

حضرت حرہ اور ولایت کا دفاع

حضرت حرہ جو حضرت حلیمہ سعدیہ کی بیٹی اور حضور اکرمؐ کی رضاعی بہن تھیں۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے دوستداروں میں سے تھیں۔ حجاج بن یوسف ثقفی کے ساتھ ان کا ایک یادگار مناظرہ تاریخ میں ملتا ہے۔ جس میں انہوں نے بات بات پر مکمل آیات قرآنی کا حوالہ دیا ہے۔

جب آپ حجاج بن یوسف کے پاس پہنچیں تو حجاج نے پوچھا: کیا تم (حرہ) حلیمہ سعدیہ کی بیٹی ہو؟

حرہ نے کہا: غیر مومن سے اتنی فراست؟

حجاج: خدا نے آج تجھے یہاں پہنچایا ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ تم علی ابن ابی طالبؑ کو بعض اصحاب سے برتر سمجھتی ہو؟

حرہ: انہوں نے جھوٹ کہا ہے کہ میں علیؑ کو صرف ان حضرات سے برتر سمجھتی ہوں۔

حجاج: پھر دوسرے کن افراد سے علیؑ کو برتر سمجھتی ہو؟

حرہ: آدمؑ، نوحؑ، لوطؑ، ابراہیمؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، اور عیسیٰؑ ابن مریم سے بھی علیؑ کو برتر جانتی ہوں۔

حجاج: افسوس ہو تم پر۔ تم علیؑ کو بڑے بڑے صحابہ اور سات عظیم انبیا سے بھی برتر سمجھتی ہو۔ اگر تم قرآن سے دلیل پیش نہیں کرو گی تو تمہارا سر قلم کرادوں گا۔

حرہ: خداوند عالم نے اپنے قرآن میں علیؑ کو ان انبیا سے برتر بتایا ہے۔ میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتی۔ خداوند عالم نے حضرت آدم کے بارے میں فرمایا:

وعصى ادم ربه فغوىٰ

اور آدم نے نافرمانی کی اور بہک گئے۔

(سورہ طٰہٰ، آیات ۲۲)

اور علی کے بارے میں فرمایا: و کان سعیکم مشکورا

(سورہ دہر، آیت ۲۲)

(تفسیر مجمع البیان تمام شیعہ و سنی مفسرین کے نزدیک یہ آیت حضرات پنجتن کے بارے میں نازل ہوئی ہے)

حجاج: ایک دلیل ثابت ہوئی لیکن تم یہ بتاؤ کہ تم علی کو کس دلیل کی بنا پر نوح اور لوط پر ترجیح دیتی ہو؟

حرہ: خداوند عالم نے ان دو نبیوں کے بارے میں قرآن میں فرمایا: ضرب اللہ مثلا اللذین کفروا امراۃ نوح و امراۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا و قیلا ادخلا النار مع اداخلین

خداوند عالم نے کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال دی۔ وہ دونوں ہمارے صالح بندوں میں سے دو بندوں کی گھر میں تھیں۔ سو ان دونوں نے ان کی خیانت کی تو اللہ کے آگے ان دونوں کے کچھ کام نہ آیا اور کہا گیا کہ تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ، دوسرے داخل ہونے والوں کے ساتھ۔

(سورہ تحریم، آیت ۱۰)

لیکن علی کی زوجہ فاطمہ زہراؑ ہیں جس کی خوشنودی خدا کی خوشنودی ہے اور فاطمہ کے ناراض ہونے پر خدا ناراض ہو جاتا ہے۔

حجاج: آفرین ہو۔ یہ دلیل بھی مل گئی لیکن یہ تو بتاؤ کہ کس دلیل کی بنا پر علی کو ابراہیم سے برتر سمجھتی ہو؟

حرہ: خداوند عالم فرماتا ہے: و اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال او لم تومن قال بلی و لکن لتطمئن قلبی

جب ابراہیم نے اپنے پروردگار سے کہا: میرے پالنے والے مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ کہا: کیا تمہیں اس پر ایمان نہیں۔ جواب دیا: کیوں نہیں بلکہ میں اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۲۶۰)

لیکن میرے مولا امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: لو کشف الغطآء ما اذ ددت یقینا

اگر تمام پردے ہٹا دیے جائیں تو بھی میرے یقین میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور یہ بات نہ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد کسی نے کہی ہے۔

حجاج: ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ کس دلیل کی بنا پر علیؑ کو موسیٰؑ سے مقدم جانتی ہو؟

حرہ: خداوند عالم فرماتا ہے: فخرج منها خائفاً یترقب

موسیٰ مصر سے ڈرتے ہوئے پریشان ہو کر نکلے۔

(سورۂ قصص، آیت ۲۱)

لیکن ابو طالب کے فرزند نے لیلۃ المبیت کو پیغمبر اکرمؐ کے بستر پر بلا خوف و ہراس سو کر رسول کی حفاظت کی اور خداوند عالم نے آپؑ کے حق میں یہ آیت نازل کی: و من الناس من یشری نفسه ابتغآء مرضات الله

لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اپنی جانوں کو صرف خدا کی خوشنودی کے بدلے بیچ دیتے ہیں۔

(سورۂ بقرہ)

حجاج: حرہ آفرین ہو۔ یہ بھی تم نے دلیل سے ثابت کیا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم علیؑ کو داؤدؑ اور سلیمانؑ سے برتر کیسے سمجھتی ہو؟

حرّہ: میں نہیں کہتی بلکہ خداوند عالم نے اپنی کتاب میں ان سے برتر قرار دیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا: یا داوٗد انا جعلناك خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھویٰ فیضلك عن سبیل الله

اے داوؑد ہم نے تمہیں روئے زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ پس تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرنا اور خواہشات کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے خدا کی راہ سے گمراہ کریں۔

حجاج: اس آیت میں داوؑد کے کون سے فیصلے کے بارے میں ارشارہ کیا گیا ہے

حرہ: ایک شخص کا انگوروں کا باغ تھا اور ایک دوسرے شخص کی بھیڑیں تھیں۔ اس کی بھیڑیں انگوروں کے باغ میں گئیں اور وہاں کی انگور کھالیں۔ یہ دونوں افراد حضرت داوؑد کے پاس آئے تاکہ آپ فیصلہ کریں۔ آپ نے فیصلہ سنایا کہ بھیڑیں فروخت کی جائیں تاکہ باغ کی دوبارہ تعمیر کر کے اسے سابقہ حالت میں لایا جائے۔ یہ فیصلہ سن کر داوود کے بیٹے سلیمان نے کہا: بابا ایسا کیوں نہیں کرتے کہ بھیڑوں کا دودھ باغ کے مالک کو دیا جائے تاکہ اسے فروخت کر کے باغ کی تعمیر میں استعمال کرے جیسے کہ خداوند عالم نے کہا ہے: ففھمنھا سلیمان .

سلیمان نے انہیں سمجھادیا۔

(سورۂ انبیاء، آیت ۷۹)

لیکن حضرت امیر المومنین علی نے فرمایا: مجھ سے پوچھو عرش کے اوپر کیا ہے؟ مجھ سے پوچھو زمین کے نیچے کیا ہے؟ سلونی قبل ان تفقدونی مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان سے چلا جاؤں۔ نیز خیبر کی فتح کے دن بھی جب علی حضور اکرمؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے حاضرین سے فرمایا: تم میں سے سب سے بڑا عالم، سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

حجاج : آفرین ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ کس دلیل کی بنا پر تم علیؑ کو سلیمانؑ سے برتر جانتی ہو؟

حرہ : سلیمانؑ نے خدا سے سوال کیا :رب هب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی

خداوندا مجھے ایک ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی اور کو نصیب نہ ہو۔

(سورۂ ص، آیت ۳۵)

مگر میرے مولا نے کہا : اے دنیا میں نے تجھے طلاق بائن دی ہے اور اب تیری طرف رجوع ناممکن ہے اور نہ ہی مجھے تیری ضرورت ہے۔ یہ دیکھ کر خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی :تلك الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا .

ہم نے آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے قرار دیا ہے جو روئے زمین پر نہ تو فساد پھیلاتے ہیں اور نہ ہی برتری چاہتے ہیں۔

(سورۂ قصص، آیت ۸۳)

حجاج : آفرین۔ یہ بھی بتائیں کہ علیؑ کو حضرت عیسیٰؑ سے کیسے افضل سمجھتی ہو؟

حرہ : خداوند عالم نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں فرمایا : اذ قال الله یا عیسی بن مریم أنت قلت للناس اتخذونی و امی الٰهین من دون الله قال سبحٰنك ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك انك انت العلام الغیوب ما قلت لهم الا ما امرتنی به .

اس وقت کو یاد کرو جب خداوند عالم نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا : اے عیسیٰؑ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا ہے کہ خدا کے علاوہ اور دو خدا میں اور میری والدہ کو

مانیں۔ انہوں نے کہا، خداوندا تو منزہ ہے۔ مجھے یہ حق نہیں کہ اپنے بارے میں وہ بات کہوں جو حق نہیں۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اسے تو خوبی جانتا ہے اور تو ہی میرے رازوں سے واقف ہے۔ جبکہ میں تیرے اسرار سے آگاہ نہیں۔ تو ہی ہے جو تمام جہان والوں کے اسرار سے آگاہ ہے۔ میں نے انہیں صرف وہی کہا ہے جس کا تو نے مجھے حکم فرمایا تھا۔

(سورۂ مائدہ، آیت ۱۱۶، ۱۱۷)

حضرت عیسیٰ نے ان لوگوں کا فیصلہ قیامت تک کے لیے چھوڑ دیا جنہوں نے انہیں خدا کہا تھا۔ لیکن علیؑ نے ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کے بارے میں غلو کرتے ہوئے خدا کہا تھا خود مقدمہ چلا کر قتل کیا۔ علیؑ کے وہ فضائل ہیں جن کا قیاس دوسروں سے نہیں کیا جاسکتا۔

حجاج: تم نے اچھی دلیلیں دیں ورنہ میں تمہیں سزا دیتا۔ اس کے ساتھ ہی حرہ کی بڑی تکریم کرتے ہوئے انہیں تحفے تحائف دے کر رخصت کیا۔

خود کو بھلا دینا

امیر اسماعیل گیلکی کا ایک لے پالک بیٹا تھا۔ ایک دفعہ چیچک کی بیماری میں مبتلا ہوا اور اس بیماری کے نتیجے میں اس کا سارا حسن غارت ہو گیا۔ ایک دفعہ وہ امیر اسماعیل کے سامنے کھڑا تھا جبکہ امیر کے ساتھ قاضی ابو منصور بھی بیٹھا ہوا تھا جو بد صورت ہونے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا تھا۔ باتوں باتوں میں امیر اسماعیل نے تعجب کیا کہ اس کے بیٹے کے حسن کو یکایک کیا ہوا؟

قاضی ابو منصور نے فوراً آیت پڑھی: **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین**

ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا اور اس کے بعد اسے پست ترین پستی کی طرف لوٹا دیا۔

(سورۂ تین، آیت ۴، ۵)

لڑکا یہ سب کچھ سن رہا تھا فوراً ہی کہہ دیا: و ضرب لنا مثلاً و نسی خلقه یہ ہمارے لیے تو مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی صورت بھول گیا ہے۔

(سورۂ یٰسین، آیت ۷۸)

قاضی بہت شرمندہ ہوئے اور دوسرے حاضرین لڑکے کی ذہانت پر متعجب ہوئے۔

(بشارت، سال دوم، شمارہ ۵)

بہلول قرآن سے جواب دیتا ہے

ایک دفعہ عباسی پانچویں خلیفہ ہارون الرشید نے بہلول کو اپنے ہاں بلایا۔ جب بہلول پہنچا تو اس نے پوچھا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟

بہلول: ہاں! تم وہ شخص ہو کہ اگر روئے زمین کے مشرق میں کوئی ظلم ہو جائے تو تمہارے نام لکھا جائے گا اور اس بارے میں تجھ سے پوچھا جائے گا۔

ہارون کا دل دہل گیا اور چند لمحے بعد یوں پوچھا: میرے کردار اور سلوک کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

بہلول: قرآن خدا کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے۔ اپنی روش اور کردار کو اس کے میزان میں پرکھو اور اس سے مطابقت کر کے دیکھو۔ قرآن کہتا ہے: ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم

نیکوکار جنت کی نعمات سے بہرہ ور ہوں گے اور فاسق و فاجر جہنم رسید ہوں گے۔

(سورۂ انفطار، آیت ۱۴، ۱۵)

اگر تیرا کردار درست ہے تو تمہارا انجام بھی درست ہے اور اگر تیرا کردار درست نہیں ہے تو بہت برا انجام ہو گا۔

ہارون : لیکن ہمارے یہ سارے نیک کام کہاں ہیں ؟

بہلول : انما یتقبل اللہ من المتقین

خدا متقین کے عمل کو قبول کرتا ہے۔

(سورۂ مائدہ، آیت ۲۷)

ہارون : پس خدا کی رحمت کہاں ہے اور کیا ہو گی ؟

بہلول : ان رحمة اللہ قریب من المحسنین

بے شک خدا کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔

(سورۂ اعراف، آیت ۵۶)

ہارون : تو رسول اللہؐ کے ساتھ ہماری قرابت کیا ہو گی ؟

بہلول : قیامت کے دن عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا نہ کہ قرابتداری کے بارے میں۔ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساء لون

جب محشر کے دن صور پھونکا جائے گا تو اس دن کوئی رشتے داری نہیں ہو گی اور نہ ہی اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(سورۂ مومنون، آیت ۱۰۱)

ہارون : پھر حضور اکرمؐ کی شفاعت کہاں ہے ؟

بہلول : رسول اکرمؐ کی شفاعت خدا کی اجازت پر منحصر ہے۔ ارشاد ہوا :

یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن لہ الرحمٰن و رضی لہ قولا

اس دن کوئی کسی کی شفاعت نہیں کر سکے گا مگر جسے رحمٰن پروردگار اجازت دے اور اس کی باتوں سے راضی ہو۔

ہارون: بیٹھو تمہاری کوئی ضرورت ہو تو پوری کروں۔

بہلول: میری مغفرت کر کے مجھے بہشت والوں میں قرار دو۔

ہارون: ایسی کوئی حاجت پوری کرنا میرے بس سے باہر ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ تم قرض دار ہو چکے ہو۔ اجازت دو تو تمہارے قرضے ادا کروں۔

بہلول: اگر تم سچ کہتے ہو تو لوگوں کے اموال انہیں واپس کرو۔ تم خود مجھ سے زیادہ مقروض ہو۔ اس قدر مقروض ہونے کے باوجود میرے قرضے کیا ادا کرو گے۔

ہارون: کیا میں حکم دوں کہ تمہارے لیے روزانہ کے اخراجات ہمیشہ کے لیے دے دیے جائیں؟

بہلول: ہارون میں اور تم دونوں خدا کے بندے ہیں جس نے تیری ضروریات اور معاش کو فراہم کیا ہے وہ مجھے بھی نہیں بھولے گا۔

(مرحوم حکایات گنجینۂ قرآنی)

حاضر جوابی

اصمعی کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ بغداد کے بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک دکان پر میں نے قسم قسم کے میوے اور پھل دیکھے۔ ساتھ ہی موٹے تازے مرغ صاف کر کے منظم رکھے ہوئے تھے۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اچانک ایک خوبصورت عورت بھی دکان میں داخل ہوئی تو میں نے کہا: "و فاکھة مما یتخیرون و لحم طیر مما یشتھون و حور عین کامثال اللؤلؤ المکنون"۔

اور پھل ہیں جن سے اپنی پسند کے مطابق لئے جائیں گے اور پرندوں کا گوشت جنہیں ضرورت ہو اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں چھپے ہوئے موتی ہوں۔

(سورہ واقعہ، آیت ۲۰۔۲۲)

اس عورت نے فوراً جواب دیا: "جزآء بما کانو یعملون"
یہ ان کے لیے بدلہ ہے جو نیک عمل بجالاتے ہیں۔

(سورۃ الواقعہ، آیت ۲۴)

اینٹ کا جواب پتھر سے

بغداد میں ایک لڑکی حمام سے نہا کر نکلی تھی کہ ایک نوجوان نے اسے دیکھا اور فریفتہ ہو گیا اور اسے سنانے کے لیے یہ آیت پڑھی: زینّاھا للناظرین
اسے دیکھنے والوں کے لیے خوبصورت بنا کر پیش کیا۔

(سورۃ حجر، آیت ۱۶)

لڑکی نے فوراً یہ آیت پڑھی: و حفظنٰھا من کل شیطٰن الرجیم
اور اسے ہر دھتکارے ہوئے شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔

(سورۃ حجر، آیت ۱۷)

نوجوان نے یہ آیت پڑھی: نرید ان ناکل منھا و تطمئن قلوبنا
ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل کو سکون ملے۔

(سورۃ مائدہ، آیت ۱۱۳)

لڑکی نے فوراً آیت پڑھی: لن تنالو البر حتٰی تنفقوا مما تحبون
تم نیکی تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنا پسندیدہ مال اس پر خرچ نہ کرو (یعنی نکاح اور مہر کے بغیر تم اسے نہیں چھو سکتے)۔

(سورۃ آلِ عمران، آیت ۹۲)

یہ سن کر نوجوان نے یہ آیت پڑھی: والذین لا یجدون نکاحاً
اور جو لوگ نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے۔ کیا کریں۔

(سورۃ نور، آیت ۳۳)

تو لڑکی نے جواب دیا: اولٰئک عنھا مبعدون

ایسے لوگوں کو اس سے دور رہنا چاہیے۔

(سورۂ انبیاء، آیت ۱۰۱)

لڑکے نے جب دیکھا کہ لڑکی ترکی بہ ترکی جواب دے رہی ہے تو غصے سے کہا: و ان علیك لعنتی الی یوم الدین

یعنی انگور کہتے ہیں کے مصداق کہا کہ میری طرف سے تم پر لعنت ہو۔

(سورۂ حجر، آیت ۳۵)

لڑکی نے فوراً جواب دیا: للذکر مثل حظ الانثیین

مذکر کے لیے مونث کی نسبت دوگنا حصہ ہے۔ یعنی تم پر دوگنی لعنت ہو۔

(سورۂ نساء، آیت ۱۱)

لڑکا لاجواب ہو کر چل پڑا۔

وحی سے پہلے تلاوت قرآن

کسی عید کے دن ایک دیوانے نے یہ کہنا شروع کیا: یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم

اے لوگوں میں اللہ کی طرف سے تمہارے لیے رسول بھیجا گیا ہوں۔

(سورۂ اعراف، آیت ۱۵۸)

بہلول نے زور سے ایک تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا اور کہا: لا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیك من وحیه

یعنی وحی آنے سے پہلے تم قرآن پڑھنے میں جلدی مت کرو۔

(سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۱۴)

خطوط میں قرآنی آیتیں

﴿۱﴾

خلیفہ منصور عباسی نے سلیمان بن راشد کو موصل کی گورنری دے دی اور ایک ہزار عجمی لشکر کے ساتھ موصل روانہ کیا اور کہا: میں تیرے ساتھ ایک ہزار شیطانوں کو بھیج رہا ہوں تاکہ ان کے ذریعے تم لوگوں کو ذلیل و گمراہ کرسکو۔ موصل کے قریب پہنچ کر عجمی لشکر نے بغاوت کی اور منتشر ہوگئے۔ یہ اطلاع منصور کو ملی تو انہوں نے سلیمان کو خط لکھا اور یہ بھی لکھا: اکفرت النعمة یا سلیمان؟

اے سلیمان تم نے نعمت کا کفران کیا۔

سلیمان نے واپس خط میں لکھا: وما کفر سلیمان ولا کن الشیاطین کفروا

یعنی سلیمان کافر نہیں ہوا لیکن شیاطین کافر ہوگئے۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۱۰۲)

منصور خط پڑھ کر ہنسا اور سلیمان کو معاف کیا۔

(نزہۃ الخواطر، ص ۲۳۰)

﴿۲﴾

ایک قیدی نے جیلر کو اپنے خط میں لکھا کہ ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب

اپنے مالک سے کہو کہ وہ ہم پر ایک دن عذاب میں کمی کرے۔

(سورۂ غافر، آیت ۴۹)

جیلر نے اس قیدی کو لکھا: ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع

ظالموں کے لیے نہ رشتے داری اور نہ سفارش کام آسکتی ہے۔

(سورۂ غافر، آیت ۱۸)

﴿۳﴾

کسی بزرگ نے عباد بن صاحب کو خط لکھا کہ وہ کسی ایسے ظالم کے لیے سفارش کرے جسے قتل کی سزا ہوئی تھی اور قتل بھی اس طرح کہ اسے بار بار پانی میں ڈبویا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ جب عباد بن صاحب کو خط ملا تو اس کے جواب میں یہ رقعہ لکھ بھیجا: ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون

ظالموں کی نجات کے لیے مجھ سے بات مت کرو۔ بے شک وہ غرق ہونے والے ہیں۔

(سورۂ ہود، آیت ۳۷)

(مجلہ حکایت، سال دوم، شمارہ ۵)

﴿۴﴾

اسکافی سامانیوں کے دور میں نوح بن منصور کے خط و کتابت کا مسئول تھا۔ جب انہوں نے اس کی قدر نہ جانی تو بخارا چھوڑ کر الپتگین کے پاس چلا گیا۔ الپتگین نے اسے بڑی عزت دی اور مقام دیا۔ کچھ عرصے کے بعد نوح بن منصور اور الپتگین کے درمیان ناچاقی ہو گئی۔ بات آگے بڑھی اور نوح بن منصور نے ایک آتشیں خط لکھا۔ الپتگین کو لکھا خط گویا پورا دھمکیوں سے بھرا ہوا تھا اور اس خط کے راوی نظامی عروضی کے مطابق "آؤں، پکڑوں اور ماروں" والی بات تھی۔ جب یہ خط الپتگین کو ملا تو بڑا غمگین ہوا کہ نوح اس قدر آپے سے باہر کیوں ہو رہا ہے اور اس قدر گیدڑ بھبھکیاں دی ہیں۔ اس کے بعد خط اسکافی کو دے کر کہا کہ اس کا جواب لکھیں۔ اسکافی نے اپنی فراست سے موقع و محل کے مطابق قرآن کریم کی ایک آیت نوح بن منصور کے اس

خط کے پیچھے لکھ کر بھیج دیا۔

اس نے نوح کے خط کے جواب میں لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین

اے نوح! تو نے ہمارے ساتھ بڑا جھگڑا کیا۔ جھگڑا حد سے بڑھ گیا۔ پس تم نے جو کچھ کہا ہے فوراً کر کے دکھاؤ۔ اگر تم سچے ہو تو۔

(سورۂ ہود، آیت ۳۲)

(جلد ملکا، عروضی سمرقندی، ص ۱۳-۱۴)

قرآن سے ثبوت

(طفیلی اور بادشاہ)

ایک دفعہ ایک طفیلی نے چند لوگوں کو دیکھا جو آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہیں جا رہے ہیں۔ اسے یقین ہوا کہ ہو نہ ہو یہ لوگ کسی طعام یا دعوت کے سلسلے میں جا رہے ہیں، لہٰذا ان کے پیچھے ہو گیا۔ راستے میں اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ شعرا ہیں اور بادشاہ کے محل کی طرف جا رہے ہیں تاکہ وہاں جا کر اپنا کلام سنائیں گے۔ یہ یقین ہوا تو وہ ان سے الگ نہیں ہوا بلکہ ان کے ساتھ بادشاہ کے محل میں پہنچا۔

مشاعرہ شروع ہوا اور ہر شاعر نے اپنا اپنا کلام سنایا اور آخر میں نوبت طفیلی کی آگئی۔ بادشاہ نے اس سے کہا: تم بھی اپنا کلام سناؤ۔ اس نے جواب دیا: میں شاعر نہیں ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا: پھر تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں "غاوی" ہوں۔ وہی جن کے بارے میں خداوند عالم نے قرآن میں فرمایا: والشعراء یتبعھم الغاوون

گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔

(سورۂ شعراء، آیت ۲۲۴)

بادشاہ بہت ہنسا اور اسے انعام سے نوازا۔ (لطائف، شمارہ ۳، سال سوم)

﴿۲﴾

کسی نے شعبی سے ایک سوال پوچھا تو اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم۔ یہ سن کر کسی نے کہا: "نہیں جانتا" کہتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی؟ اس نے جواب دیا: یہ کہتے ہوئے فرشتوں کو بھی شرم نہیں آئی۔ میں کیوں شرماؤں۔ جیسے کہ انھوں نے کہا: سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا

تیری ذات منزہ ہے۔ ہم وہی جانتے ہیں جو کچھ تو نے سکھایا۔ اس کے علاوہ کچھ بھی علم نہیں رکھتے۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۳۲)

﴿۳﴾

ایک دفعہ صعصعہ بن صوحان سے پوچھا گیا: کہاں سے آتے ہو؟ جواب دیا:

فج عمیق

یعنی بڑی دور سے۔

(سورۂ حج، آیت ۲۷)

پوچھا گیا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ کہا: بیت العتیق۔

یعنی بیت اللہ کا ارادہ ہے۔

(سورۂ حج، آیت ۲)

﴿۴﴾

ایک دفعہ حضرت علی سے کسی یہودی نے کہا کہ تم مسلمانوں کو کیا ہوا کہ ابھی تمہارے پیغمبر کی وفات کو ۲۵ سال ہوئے ہیں اور تم آپس میں خونریزی کرنے لگے۔ حضرت علی نے جواب دیا: اور تم یہودی وہ لوگ ہو جنھوں نے اسی وقت جب دریائے نیل سے نکل کر تمہارے پاؤں خشک بھی نہیں ہوئے تھے، موسیٰ سے کہا: یا

موسٰی اجعل لنا الٰھا کما لھم الھة

اے موسیٰ جس طرح دوسرے لوگوں کے خدا (بت) ہیں اسی طرح ہمارے لیے بھی خدا بناؤ۔

(سورۂ اعراف، آیت ۱۳۸)

﴿۵﴾

ایک دن ابو العیناء نے صاعد بن مخلد سے کہا: اے وزیر کیا تم رسول اکرمؐ سے بھی برتر ہو؟ اس نے جواب دیا: افسوس ہو تم پر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ابو العیناء نے کہا: کیونکہ خداوند عالم نے ان کی اس عظمت اور شان و شوکت کے باوجود کہا: لو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولك

یعنی اے حبیب اگر تم سنگدل اور تند خو ہوتے تو لوگ تمہارے گرد سے منتشر ہو جاتے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ تم اتنے سنگدل اور تند خو ہو مگر اس کے باوجود ہم تیرے ارد گرد سے منتشر نہیں ہوتے ہیں۔

(معدن الجواہر و نزہۃ الخواطر، ج ۲، ص ۲۳۰)

﴿۶﴾

ایک دن منصور عباسی منبر پر بیٹھا تقریر کر رہا تھا۔ ایک مکھی اس کی ناک پر بیٹھی۔ منصور نے اسے ہٹایا (جبکہ خلفا کے لیے منبر پر کسی حرکت کا کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا تھا)۔ مکھی وہاں سے اڑ کر آنکھ پر جا بیٹھی۔ وہاں سے اڑایا۔ چہرے پر ایک جگہ سے دوسری جگہ بیٹھ گئی۔ یہاں تک کہ منصور کو غصہ آیا اور ہاتھ سے مسل کر مکھی کو مار دیا۔ جب منبر سے نیچے اترا تو عمرو بن عبید سے پوچھا: خدا نے مکھی کو کیوں پیدا کیا ہے؟ عمرو نے بے ساختہ جواب دیا: تاکہ ظالموں کو ذلیل کرے۔ منصور نے پوچھا:

یہ جواب کہاں سے دے رہے ہو؟ جواب دیا: قرآن سے، جیسے کہ فرمایا ہے: و ان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب

یعنی اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو اسے واپس لینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ طالب اور مطلوب کتنے ہی کمزور ہیں۔

(سورۂ حج، آیت ۷۳)

یہ سن کر منصور نے کہا: صدق اللہ العظیم۔

﴿۷﴾

ایک دفعہ محکمہ قضا کے چند افراد آپس میں مل بیٹھ کر کچھ اہم مشورے کر رہے تھے۔ اسی دوران انہیں احساس ہوا کہ ایک غیر متعلق شخص بھی وہاں بیٹھا ہوا ان کی باتیں سن رہا ہے۔ انہوں نے اسے پکڑا اور جاسوسی کے الزام میں قید کرنے کا حکم دیا۔ جب اسے قید خانے میں پہنچایا گیا تو قید خانے کے محرر نے پوچھا: اس کا جرم کیا لکھوں؟ کہا: لکھو استرق السمع فاتبعہ شھاب مبین

چوری چھپے باتیں سن رہا تھا کہ ایک روشن شہاب نے تعاقب کر کے پکڑا۔

(سورۂ حجر، آیت ۱۸)

﴿۸﴾

ایک دفعہ ولید بن عبدالملک نے کہا کہ جس کسی کو بھی خلافت مل جاتی ہے تو اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز نے کہا: لیس باما نیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوء یجزا بہ۔

حقیقت نہ تمہاری آرزوؤں کے مطابق ہے اور نہ ہی اہل کتاب کی آرزوؤں کے مطابق ہے۔ جو کوئی بھی کوئی برا عمل کرے اس کا بدلہ پائے گا۔

(سورۂ نساء، آیت ۱۲۳)

﴿۹﴾

ایک دفعہ معاویہ (امیر شام) نے قوم سبا کے ایک وفد سے کہا کہ تمہاری قوم کتنی بے وقوف تھی کہ ایک عورت ان پر حکومت کرتی تھی۔ جس کا حکم ساری قوم مانتی تھی۔ اس شخص نے جواب دیا: میری قوم کی نسبت تیری قوم زیادہ احمق تھی کیونکہ جب رسول خداؐ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے کہا: **اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارة من السمآء اوئتنا بعذاب الیم۔**

خداوندا اگر یہ حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر پتھروں کی بارش فرما یا ہم پر دردناک عذاب نازل فرما۔

(سورۂ انفال، آیت ۳۲)

بجائے اس کے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ خداوندا اگر یہ حق پر ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہماری ہدایت فرما۔ یہ سن کر معاویہ خاموش ہوا۔

(صفوۃ التفاسیر ج اول، ص ۵۰۵)

﴿۱۵﴾

ایک دن بہلول متوکل کے پاس اس کے محل میں گیا تو متوکل نے اس سے اپنے محل کی خوبیوں اور خامیوں کے بارے میں پوچھا تو بہلول نے کہا: اگر دو عیب نہ ہوں تو محل بہت اچھا ہے۔ اس نے پوچھا: وہ دو عیب کون سے ہیں؟ بہلول نے کہا: اگر اس کی تعمیر میں مال حلال خرچ ہوا ہے تو یہ اسراف ہے۔ اور خداوند عالم فرماتا ہے: **انه لا یحب المسرفین**

بے شک خدا اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

(سورۂ انعام، آیت ۱۴۱)

اور دوسرا یہ کہ اگر مال حرام سے بنا ہے تو یہ خیانت ہے اور خداوند عالم فرماتا

ہے: انه لا یحب الخائنین

بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(سورۂ انفال، آیت ۵۸)

(ریحانۃ الادب، ج ۵، ص ۲۱۳)

﴿۱۱﴾

حضرت امام جعفر صادقؑ کی وفات کے بعد ابو حنیفہ نے مومن طاق سے سرزنش کرتے ہوئے کہا: تمہارا امام دنیا سے چلا گیا۔ مومن طاق نے فوراً جواب دیا: اما امامك من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم

مگر تمہارا امام قیامت تک مہلت پانے والوں میں سے ہے یہاں تک کہ قیامت آئے (اس آیت سے مراد شیطان ہے جس نے خدا سے قیامت تک کی مہلت مانگی ہے)۔

﴿۱۲﴾

کسی طفیل سے پوچھا گیا کہ تم قرآن میں سے کون سی آیت کو زیادہ دوست رکھتے ہو؟ اس نے کہا کہ یہ آیت: ولا تؤتوا السفهآء اموالکم

تم اپنے اموال کو احمقوں کے حوالے نہ کرو۔

(سورۂ نساء، آیت ۵)

﴿۱۳﴾

ایک بزرگ نے صاحب بن عباد کو ایک خط لکھا جو اپنی فصاحت و بلاغت میں اپنی مثال تھا۔ خط پڑھ کر صاحب بن عباد نے جان لیا کہ تمام باتیں اور خط کا حسن اس کے اپنے الفاظ اور طرز پر مشتمل ہے۔ اس نے خط کے جواب میں یہ آیت لکھی: هذه بضاعتنا ردت الینا

ہمارا مال ہی ہماری طرف بھیجا گیا ہے۔

(سورہ یوسف، آیت ۶۵)

﴿۱۴﴾

حضور اکرمؐ کے زمانے میں ایک نوجوان بے راہ روی کا شکار تھا اور حرام کاموں میں مشغول رہتا تھا لیکن جب سے رسول اکرمؐ کی رحلت کی خبر سنی تائب ہو کر توبہ و استغفار میں مشغول رہنے لگا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ تم نے کیوں توبہ کی اور کیسے یہ پشیمانی آئی؟ تو اس نے کہا: جب تک حضور اکرمؐ زندہ تھے۔ قرآن کی یہ آیت میرے لیے پشت پناہ تھی: وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم

خدا ان پر اس وقت تک عذاب کرنے والا نہیں جب تک تم ان کے درمیان ہو

(سورہ انفال، آیت ۳۳)

مگر اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے تو میں نے اس آیت میں پناہ لی ہے: وما کان اللہ معذبھم و ھم یستغفرون

جب تک لوگ استغفار کرتے رہیں گے خدا ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔

(سورہ انفال، آیت ۳۳)

﴿۱۵﴾

ایک دفعہ حضرت عقیل بن ابی طالبؑ دمشق میں معاویہ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ معاویہ شام کا گورنر تھا۔ اس وقت شام، حجاز اور عراق کے بزرگان بھی معاویہ کے پاس موجود تھے۔ معاویہ کو مذاق کی سوجھی اور اس نے حاضرین کی طرف رخ کر کے کہا: اے اہل حجاز! اے اہل عراق! اور اے اہل شام! کیا تم لوگوں نے یہ آیت سنی ہے: تبت یدا ابی لھبؑ و تب

انہوں نے کہا: ہاں سنی ہے۔ تو کہا: سنو کہ یہی ابولہب عقیل کا چچا ہے۔ یہ

سن کر حضرت عقیل نے کہا: اے اہل حجاز! اے اہل شام! اور اے اہل عراق! کیا تم نے یہ آیت سنی ہے: وامراته حمالة الحطب فی جیدها حبل من مسد

سب نے کہا: ہاں سنی ہے۔ تو فرمایا: سنو یہ حمالۃ الحطب معاویہ کی پھوپھی ہیں۔ معاویہ یہ جواب سن کر بہت شرمندہ ہوا اور اپنے مذاق پر پشیمان ہوا۔

﴿۱۶﴾

ایک دفعہ ایک عورت کو حجاج کے پاس لایا گیا جس کے قبیلے نے بغاوت کی تھی۔ حجاج نے عورت سے کہا: اے خاتون تمہیں کوئی آیت یاد ہو تو پڑھو تاکہ تجھے معاف کروں۔ اس عورت نے یہ آیت پڑھی: اذا جآء نصر الله والفتح و رایت الناس یخرجون من دین الله افواجا

جب اللہ کی مدد آپہنچی اور فتح ہو گئی تو تم نے دیکھا لوگوں کو گروہ در گروہ خدا کے دین سے نکلتے ہوئے۔

حجاج نے کہا: افسوس ہو تم پر۔ آیت بھی غلط پڑھی۔ اصل میں یدخلون فی دین الله افواجا ہے۔ عورت نے جواب دیا: دخلوا و انت تخرجهم

یعنی وہ داخل تو ہوتے تھے مگر تم انہیں دین سے نکال رہے ہو۔

(ماہنامہ محدث، سال دوم، شمارہ ۳)

﴿۱۷﴾

ایک شخص دودھ بیچتا تھا۔ مگر اس میں پانی بھی ملاتا تھا۔ چند سالوں بعد ایک سیلاب آیا اور اس کے تمام مویشی اور دوسرے اموال کو بہا کر لے گیا۔ ایک دن غمگین بیٹھا ہوا اپنے بیٹے سے کہنے لگا: نہ معلوم یہ سیلاب کیسے آگیا۔ بیٹے نے فوراً جواب دیا: بابا یہ وہی پانی جمع ہوا تھا جسے ہم نے دودھ میں ملایا تھا۔ آہستہ آہستہ جمع ہو کر زیادہ ہوا تو

سیلاب بن کر امڈ پڑا اور ہمارے اموال کو بہا کر لے گیا: وما اصابکم من مصیبة فیما کسب ایدیکم

یعنی جو کچھ مصیبت اور تکلیف تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھ سے پہنچتی ہے۔

(سورۂ شوریٰ، آیت ۳۰)

﴿۱۸﴾

ایک دفعہ سلیمان بن عبدالملک اموی خلیفہ کے زمانے میں طاعون (پلیگ) کی وبا پھیل گئی اور وہ اس سے بھاگنے لگا تو کسی نے کہا: مت بھاگو کیونکہ خداوند عالم نے کہا ہے: قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل و اذا لا تمتعون الا قلیلا

کہ دو اگر موت یا قتل سے تم بھاگو گے تو تمہارا یہ بھاگنا تمہارے لیے کوئی فائدہ مند نہیں ہوگا۔ اور بہت تھوڑے عرصے کے لیے ہی فائدہ اٹھا سکو گے۔

(سورۂ احزاب، آیت ۶۱)

تو خلیفہ نے فوراً جواب دیا مجھے اسی تھوڑے عرصے کی طلب ہے۔

(وفیات الاعیان ج ۲، ص ۳۳۲)

﴿۱۹﴾

فاطمین مصر کے زمانے میں ایک شخص بدر جمال مشہور سپہ سالار، پہلوان اور اہلِ تلوار ہونے کے ساتھ ساتھ اہلِ قلم بھی تھا۔ جب مستنصر فاطمی نے اس کی شہرت سنی تو اسے اپنے پاس بلایا۔ جس وقت بدر جمال بادشاہ کے حضور داخل ہوا تو قاری نے یہ آیت تلاوت کی: و لقد نصر کم الله ببدر

بے شک خدا نے بدر کے ذریعے تمہاری مدد کی۔

مستنصر قاری کی عقلمندی پر بڑا خوش ہوا اور قسم کھا کر کہا: اگر آیت کا بقیہ حصہ پڑھتا تو میں اس کی گردن کاٹ دیتا۔ اس آیت کا بقیہ حصہ یوں تھا: وانتم اذلة

یعنی جبکہ تم خود کمزور تھے۔

اور قاری کی بذلہ سنجی یہ تھی کہ آیت جنگ بدر سے متعلق تھی اور آنے والے پہلوان بدر جمال کے نام سے ایہام موجود تھی۔

(وفیات اعیان)

﴿٢٠﴾

ابو العامہ قطری بن فجاۃ نے اس زمانے میں جب مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے عراق کے گورنر تھے خروج کیا۔ حجاج بن یوسف کو اس کی سرکوبی کے لیے بڑے لشکر کے ساتھ بھیجا گیا۔ اسی دوران کی بات ہے کہ حجاج بن یوسف نے قطری کے بھائی سے کہا: میں تمہیں قتل کروں گا۔ اس نے پوچھا: مجھے کیوں قتل کرے گا۔ حجاج نے جواب دیا: تیرے بھائی کے خروج کی وجہ سے۔

قطری نے کہا: میرے پاس امیر المومنین کا امان نامہ ہے۔ اس لیے تمہیں چاہیے کہ کسی دوسرے کے گناہ میں مجھے قتل نہیں کرو۔ حجاج نے کہا: مجھے دکھاؤ وہ امان نامہ۔ قطری کے بھائی نے کہا: فعلاً تو میرے پاس جو کچھ ہے امیر المومنین کے فرمان سے بھی بڑھ کر ہے۔ پوچھا: وہ کیا ہے؟ کہا: خداوند عالم نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: لا تزروا وازرة وزر اخریٰ

اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ اپنے سر نہیں لے گا۔

(سورۂ اسرائیل، آیت ١٥، سورۂ فاطر، آیت ١٨)

حجاج حیرت میں پڑ گیا اور اس کے قتل سے باز آیا۔

(وفیات الاعیان، ج ٣، ص ٩٥)

﴿۲۱﴾

مبرد لکھتا ہے کہ ابو جعفر منصور دوانیقی نے کسی کو اندھے افراد، بیواؤں اور یتیموں کی نگہداشت کی سرپرستی کا عہدہ دیا۔ ایک موقع پرست شخص اس کے پاس آیا اور اپنے بیٹے کو بھی ہمراہ لایا تھا۔ کہنے لگا: اگر ممکن ہو تو میرا نام بھی اپنی سرپرستی کے ذیل میں لکھے۔ کہا: اگر یہ ممکن نہ ہو تو۔ جواب دیا: اگر یہ ممکن نہیں ہو سکتا تو اندھوں کے ذیل میں لکھو۔

سرپرست نے جواب دیا: ہاں یہ ممکن ہے کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا: فانها

لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

اندھا پن صرف آنکھوں کا نہیں ہوتا بلکہ اندھا پن تو دلوں کا ہوتا ہے جو سینوں میں ہوتے ہیں۔

(سورۂ حج، آیت ۴۶)

ساتھ ہی اس شخص نے کہا: میرے بیٹے کا نام بھی یتیموں کے ذیل میں لکھو۔ اس نے کہا: ہاں ضرور لکھوں گا کیونکہ جس کسی کا باپ تم جیسا ہو وہ ضرور یتیم ہی کہلا سکتا ہے۔

(وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۳۵۱)

﴿۲۲﴾

ابو العیناء نے کسی دوست سے ایک گروہ کے بارے میں شکایت کی کہ یہ لوگ اتفاق کر کے میری مخالفت پر کمربستہ ہوئے ہیں۔ اس کے دوست نے جواب دیا: گھبراؤ نہیں: **ید اللہ فوق ایدیھم**

خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

(سورۂ فتح، آیت ۱۰)

ابوالعینا نے کہا: وہ لوگ بڑے مکار ہیں۔ اس کے دوست نے جواب دیا: و لا یحیق المکر السیء الا باھلہ

بری تدبیر کرنے والے کے لیے ہی برائی پہنچتی ہے۔

(سورۂ فاطر، آیت ۴۳)

ابوالعیناء نے کہا: وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ اس کے دوست نے جواب دیا: کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین

کتنے سارے چھوٹے گروہ ہیں جو بڑے بڑے گروہوں پر خدا کی اجازت سے غلبہ پاتے ہیں اور خدا ثابت قدمی رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۲۴۹)

﴿۲۳﴾

ایک دن نجاح بن سلمہ اور موسیٰ بن عبداللہ کے درمیان جھگڑا ہوا اور اس کی اطلاع المعتمد باللہ کو ملی۔ اس نے ایک مجلس میں جس میں ابوالعینا کے چند بزرگ بھی موجود تھے۔ ابن نجاح کے بارے میں ابوالعینا سے پوچھا کہ ان کی کیا خبر ہے؟ ابوالعینا نے جواب دیا: فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ

موسیٰ نے ایک مکا مارا اور وہ مر گیا۔

(سورۂ قصص، آیت ۱۵)

ابوالعینا کی ان باتوں کی اطلاع موسیٰ بن عبداللہ کو ملی۔ ایک دفعہ راستے میں ابوالعینا سے ملا تو موسیٰ نے اسے ڈانٹا کہ تو نے میرے بارے میں اس طرح کی باتیں کیں تو ابوالعینا نے فوراً یہ آیت پڑھی: اترید ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس

کیا تم مجھے بھی اس طرح قتل کرنا چاہتے ہو جیسے کہ گذشتہ کل کسی شخص کو قتل کیا ہے۔

(سورۂ قصص، آیت ۱۹، وفیات، ج ۳، ص ۳۴۷)

﴿۲۴﴾

منقول ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی اور ان کے بھائی مسعود کے درمیان اختلاف اور لڑائی جھگڑا رہتا تھا۔ جب مسعود مر گیا تو بہت ساری دولت چھوڑ کر مرا۔ اس کا وارث اس کا بیٹا شیر کوہ کم عمر تھا۔ صلاح الدین نے اس کی میراث پر اعتراض کرتے ہوئے اکثر اموال چھین لیا اور صرف ایسی اشیاء رہنے دیں جو اس کے کام کی نہیں تھیں۔

ایک سال کے عرصے کے بعد شیر کوہ سے کہیں ملاقات ہوئی تو اس کی خبر گیری کرتے ہوئے پوچھا: قرآن کہاں تک پڑھا ہے۔ اس نے فوراً جواب دیا: اس آیت تک پہنچا ہوں اور آیت پڑھی: ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونهم ناراً

بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کرتے ہوئے کھاتے ہیں تو گویا یہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ کھا رہے ہیں۔

(سورۂ نساء، آیت ۱۰)

یہ جواب سن کر صلاح الدین اور اس کے ہمراہی تعجب کرنے لگے۔

﴿۲۵﴾

ایک دفعہ حجاج بن یوسف کو اطلاع ملی کہ یحییٰ بن یعمر کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت حسنؑ اور حسینؑ ذریت رسولؐ ہیں۔ اس زمانے میں یحییٰ خراسان میں تھا۔ اس نے خراسان کے گورنر کو لکھا کہ یحییٰ بن یعمر کو بھیج دے۔ یحییٰ بن یعمر حجاج کے پاس پہنچا تو حجاج نے کہا: کیا تم وہی شخص ہو جس کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ رسول اکرمؐ کی ذریت میں سے ہیں؟ خدا کی قسم اگر تم اسے ثابت نہیں

کرو گے تو میں تیرا سر قلم کر دوں گا۔

یحیٰ نے کہا: اگر میں دلیل سے ثابت کروں تو کیا مجھے امان ملے گا؟ حجاج نے وعدہ کیا کہ دلیل لاؤ گے تو تمہیں امان ملے گا۔ یحیٰ نے کہا: خداوند عالم نے فرمایا: ووھبنا له اسحٰق و یعقوب کلا ھدینا و نوحا ھدینا من قبل و من ذریته داوود و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ و ھارون و کذالك نجزی المحسنین و ذکریا و یحییٰ و عیسیٰ

(سورۂ انعام، آیت ۸۴، ۸۵)

اس آیت میں خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ کو بھی حضرت ابراہیم کا فرزند قرار دیا جبکہ عیسیٰ کا باپ نہیں بلکہ صرف ماں ہے جو ابراہیم کی اولاد میں سے ہے جبکہ ابراہیم تک کا فاصلہ اور پشتیں بھی زیادہ گزری ہیں جبکہ حسنؑ و حسینؑ اور حضور اکرمؐ میں فاصلہ بھی زیادہ نہیں۔ اس طرح اگر عیسیٰ ابراہیم کے فرزند کہلا سکتے ہیں تو حسن و حسین حضور اکرمؐ کے بیٹے کیوں نہیں کہلا سکتے۔ حجاج نے کہا: بہت اچھی دلیل پیش کی۔ میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا۔

(قرآن پژوہی، ص ۸۱ تا ۸۳)

﴿۲۶﴾

ایک دفعہ کتاب "قرآن پژوہی" کے مصنف بہاء الدین خرم شاہی ملا صدرا کی کتاب اسفار کے چھاپ سنگی کا ایک نسخہ اٹھائے جا رہا تھا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ ان کے اساتذہ کا سامنا ہوا۔ کسی استاد نے پوچھا کون سی کتاب اٹھائے ہوئے ہو۔ فوراً جواب دیا: کمثل الحمار یحمل اسفاراً

گدھے کی مانند اسفار اٹھائے ہوئے ہے۔

(سورۂ جمعہ، آیت ۵)

جب انہیں معلوم ہوا کہ ملا صدرا کی اسفار اٹھائے ہوئے ہیں تو بڑی دیر تک ہنستے رہے۔

﴿۲۷﴾

کربلائے معلی سے امام کی شہادت کے بعد اہل حرم کو اسیر کر کے کوفے لے جایا گیا جہاں اہلِ حرم کو ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا جہاں ابن زیاد نے حضرت امام سجادؑ اور جناب زینب سلام اللہ علیہا کی دل شکنی کے لیے کافی باتیں کیں مگر حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے قرآنی آیات کے ذریعے بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ دندان شکن جواب دیے۔ آخر شرمندہ ہو کر ابن زیاد نے اپنا رخ حضرت امام سجادؑ کی طرف کیا اور کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا: مجھے علی ابن الحسین کہتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا: کیا علی ابن الحسین کو خدا نے قتل نہیں کیا؟

آپؑ خاموش رہے تو ابن زیاد نے پوچھا: خاموش کیوں ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا: میرا ایک بھائی تھا جس کا نام بھی علی تھا۔ لوگوں نے اسے قتل کیا۔ ابن زیاد نے کہا: نہیں بلکہ اسے خدا نے قتل کیا۔ آپؑ خاموش رہے۔ ابن زیاد نے کہا: خاموش کیوں ہیں؟ آپؑ نے قرآن کی دو آیات سے شہادت پیش کی: اللہ یتوفی الانفس حین موتھا

خدا لوگوں کی موت کے وقت جان لے لیتا ہے۔

(سورۂ زمر، آیت ۴۲)

نیز ارشاد ہوا: وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ

کوئی خدا کی اجازت کے بغیر نہیں مرتا۔

(سورۂ آل عمران، آیت ۱۴۵)

یہ آیات سن کر ابن زیاد پریشان ہوا اور آپ کو قتل سے ڈرانے لگا مگر

حضرت زینبؑ نے بڑی بہادری کے ساتھ آگے بڑھ کر دفاع کیا اور ابن زیاد نے آپ کے قتل سے ہاتھ اٹھایا۔

(منتہی الامال، ج اول، ص ۳۰۰)

حضرت امام سجادؑ کی کنیز اور آیات قرآن

ایک دن حضرت امام سجادؑ کی ایک کنیز جو آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی، کے ہاتھ سے پانی کا برتن چھوٹ گیا اور آپ کے سر اقدس پر چوٹ لگی۔ آپ نے کنیز کی طرف دیکھا تو کنیز نے فوراً کہا: **والکاظمین الغیظ**

وہ غصے پر قابو پاتے ہیں۔

(سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۴)

امام نے فرمایا: میں نے اپنے غصے پر قابو پایا۔ یہ سن کر کنیز نے کہا: **والعافین عن الناس**

اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔

(سورۂ آل عمران، ۱۳۴)

امام نے فرمایا: جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ کنیز نے کہا: **واللہ یحب المحسنین**

اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورۂ آل عمران، ۱۳۴)

امام نے فرمایا: جاؤ میں نے تمہیں راہِ خدا میں آزاد کیا۔

(مجمع البیان، ج اول، ص ۵۰۵)

﴿۲۹﴾

ایک ظالم حکمران نے ایک مومن کو (جسے کسی مومن نے اپنے مرنے سے

پہلے اپنا وصی بنایا تھا اور اپنے یتیم بچوں کی دیکھ بھال کے لیے سرپرست قرار دیا تھا) یہ پیغام بھیجا کہ میں نے سنا ہے کہ فلاں شخص مر گیا اور ایک ہزار تومان اپنے بعد ترکہ چھوڑ گیا ہے جس کا وصی تجھے بنایا ہے۔ اس لیے تم اس رقم میں سے ۲۰۰ تومان میرا قرض بھیج دو۔

اس وصی مومن نے دو سو تومان یتیم کے ہاتھ میں دیئے۔ ساتھ ہی ان آیات پر مشتمل ایک خط بھی ہمراہ کر دیا۔ آیت یہ تھی: ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم ناراً

بے شک جو لوگ ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ دراصل اپنے پیٹ کو آگ سے بھرتے ہیں۔

(سورۂ نساء، آیت ۱۰)

جب بچہ رقم اور خط لے کر اس ظالم کے پاس پہنچا تو خط لے کر پڑھا اور آیت پڑھ کر اس پر خوف طاری ہوا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ساتھ ہی اس نے اس بچے سے پوچھا: تم مدرسے گئے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ پوچھا: وہاں کیا پڑھ رہے ہو؟ کہا: قرآن۔ پوچھا: کچھ یاد بھی ہے۔ کہا: ہاں۔ کہا: کچھ قرآن سناؤ۔ بچے نے قرآن یوں سنانا شروع کیا: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و لا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن.

تم یتیموں کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اچھائی اور نیک ارادوں کے ساتھ ان کی بھلائی کے لیے۔

(سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۳۴)

یہ سن کر اس ظالم نے دوبارہ رونا شروع کیا اور کہا: نہیں میں خدا کے حکم کے خلاف نہیں کروں گا۔ اشرفیوں کی تھیلی بچے کو دی۔ اسے نیا لباس فراہم کیا اور اس

کے دو سو تومان بھی واپس کئے اور اس بچے کے وصی کو بھی خلعت سے نوازا۔

(واقعات قرآن، ص ۱۳۰۸، الحرمین پبلشرز پاکستان)

امام جوادؑ کا قرآن سے استدلال

خلیفہ معتصم عباسی نے ایک دفعہ ایک مجلس میں جہاں اہلسنت کے بڑے بڑے فقہا بھی موجود تھے۔ پوچھا کہ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ کسی نے کلائی سے کاٹنے کو کہا اور آیت تیمم سے استدلال کیا۔ بعض نے کہنی سے کاٹنے کو کہا اور وضو کی آیت سے استدلال کیا اور جب فقہا کی آراء مختلف ہوئی تو معتصم نے حضرت امام جوادؑ سے پوچھا۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے معاف رکھیں۔ مگر معتصم نہ مانا اور کہا: آپؑ نے ضرور اس مسئلے کی وضاحت کرنی ہے۔ جب اس کا اصرار بڑھ گیا تو آپؑ نے فرمایا: ابھی تک جو مسائل بتائے گئے ہیں۔ وہ تمام غلط ہیں۔ اس جرم کی سزا صرف یہ ہے کہ چور کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹی جائیں اور وہ بھی صرف ان کی جڑوں سے۔ ہاتھ کی ہتھیلی اور انگوٹھا باقی رہنا چاہیے۔ یہ سن کر معتصم نے اس کی دلیل مانگی تو آپؑ نے حضور اکرمؐ کے اس قول کو دلیل کے طور پر پیش کیا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ سجدے میں سات اعضا زمین پر ہونے چاہئیں یعنی دونوں ہاتھ، پیشانی، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اگر کلائی یا کہنی سے ہاتھ کاٹا جائے تو انسان کا ہاتھ نہیں رہے گا جو سجدے کے وقت زمین سے لگا رہے جبکہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ (سات) اعضائے سجدہ صرف خدا کے لیے ہیں: و ان المساجد للہ

اعضائے سجدہ صرف خدا کے لیے ہیں۔

(سورۂ جن، آیت ۱۸)

اور جو عضو خدا سے مخصوص ہو، اسے نہ کاٹا جائے۔ اس استدلال سے معتصم تعجب میں پڑ گیا اور آئندہ کے لیے یہی حکم صادر کیا کہ چوروں کا ہاتھ اسی طرح یعنی

صرف انگلیوں کی جڑوں سے کاٹا جائے۔

(تفسیر نمونہ، ج ۲۵، ص ۱۲۵)

﴿۳۱﴾

روایت میں ہے کہ ایک دفعہ عمرو لیث موسم سرما میں نیشاپور میں داخل ہوا۔ یہاں پہنچ کر اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ یہاں کے مقامی لوگوں کے گھروں میں سکونت اختیار کریں۔ ایک بوڑھی عورت تھی جس کے پانچ مکان تھے۔ ان سب پر اس کے فوجیوں نے قبضہ کیا۔ یہ دیکھ کر بوھیا عمرو لیث کے پاس آئی اور شکایت کی۔ شکایت سن کر عمرو لیث نے کہا: گویا تم چاہتی ہو کہ میری فوج سردی سے مر جائے۔ کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ عورت نے کہا: ہاں۔ عمرو نے کہا: قرآن کی ایک آیت یہ بھی ہے: ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها و جعلوا اعزة اهلها اذله و كذالك يفعلون

جب بادشاہ کسی بستی داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کرتے ہیں۔ معززوں کو ذلیل کرتے ہیں یہ ان کا دستور ہے۔

(سورۂ نمل، آیت ۳۴)

بوھیا نے جواب دیا: یہ درست ہے۔ امیر نے یہ آیت تو پڑھی مگر یہ آیت شاید ان کی نظر سے نہیں گزری: فتلك بيوتهم خاويه بما ظلموا ان في ذالك لاية لقوم يعقلون ○

(سورۂ نمل، آیت ۵۲)

اس آیت نے عمرو لیث پر ایسا اثر کیا کہ فوراً ہی اس نے حکم دیا کہ لوگوں کے

گھروں کو خالی کیا جائے اور شہر کے باہر ایک باغ میں خیمے نصب کرنے کا حکم دیا۔

(سرگزشتہائے تلخ و شیریں قرآن،ج۲،ص۳۲)

﴿۳۲﴾

منقول ہے کہ ایک دفعہ مقدس اردبیلی نے حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھا جبکہ حضرت موسیٰ بھی حضور اکرمؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ نے مقدس اردبیلی کی طرف رخ کر کے پوچھا: یہ کون ہیں؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا: خود انہی سے پوچھ لو۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا: تم کون ہو؟ مقدس اردبیلی نے کہا: میں محمد کا بیٹا احمد ہوں۔ اردبیل کے فلاں جگہ فلاں گلی میں اتنے نمبر کا گھر ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے فرمایا: میں نے صرف تمہارا نام پوچھا تھا۔ تم نے اتنی تفصیل کیوں بتائی؟ مقدس اردبیلی نے کہا: خداوند عالم نے آپؑ سے صرف یہ پوچھا تھا: ما تلك بيمينك يا موسىٰ؟

اے موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

تو آپ نے بھی جواب میں فرمایا تھا: (قال) هي عصاى اتوكؤا عليها واهش بها على غنمي ولى فيها مآرب اخرىٰ۔

یہ میرا عصا ہے۔ میں اس کے سہارے ٹیک لگاتا ہوں۔ اپنی بھیڑوں کو ہانکتا ہوں اور اس کے علاوہ دوسرے فائدے بھی ہیں۔

آپ کا جواب بھی میرے جواب کی طرح ہی تھا۔ آپ نے کیوں اتنی تفصیل سے جواب دیا تھا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے حضور اکرمؐ کی طرف رخ کر کے کہا:

آپ نے بہت ہی سچ کہا ہے کہ علماء امتي كانبياء بني اسرائيل

میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی مانند ہیں۔

(سرگزشتہائے تلخ و شیریں قرآن،ج۳،ص۱۰۲)

﴿۳۳﴾

سعید بن جبیر دین مبین اسلام کے جانثاروں میں سے ایک ہے۔ حجاج بن یوسف ثقفی نے اسے بلا کر شہید کرنا چاہا۔ تھوڑی دیر گفتگو کے بعد حجاج نے سعید سے پوچھا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کروں؟ سعید نے کہا: اگر خدا معاف کرے تو قبول ہے مگر تیری معافی کی ضرورت نہیں۔ حجاج نے کہا: اسے لے جاؤ اور قتل کرو۔ جب اسے قتل کرنے باہر لے جایا گیا تو ہنسنے لگے۔ اس کی اطلاع حجاج کو دی گئی تو واپس بلایا اور پوچھا: تم کس بات پر ہنسے تھے جبکہ میں نے سنا ہے کہ چالیس دن ہوئے ہیں تم ہنسے نہیں ہو۔

سعید نے جواب دیا: میں تیری گستاخی اور تیرے پروردگار کی بردباری پر ہنسا۔ یہ سن کر حجاج نے حکم دیا کہ اس کے سامنے ہی کوئی چٹائی بچھا کر اس کا سر قلم کیا جائے۔ یہ سن کر سعید نے کہا: **کل نفس ذائقة الموت**

ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

(سورۂ انبیاء، آیت ۳۵)

اس کے بعد کہا: **وجهت وجهی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین۔**

اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ میں مسلمان ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

(سورۂ انعام، آیت ۷۹)

حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ اس کو قبلہ رخ کے برعکس رکھ کر سر کاٹو۔ سعید نے کہا: **اینما تولو فثم وجه الله**

جس طرف بھی رخ کرو گے وہی خدا موجود ہے۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۱۵)

حجاج نے حکم دیا: اسے منہ کے بل لٹا کر ذبح کرو۔ سعید نے آیت پڑھی: منھا

خلقنا کم و فیھا نعید کم و منھا نخرجکم تارۃ اخریٰ

ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اسی کی طرف تمہیں لوٹا رہے ہیں اور ایک مرتبہ

پھر اس سے تمہیں نکالیں گے۔

(سورۂ طٰہٰ، آیت ۵۵)

حجاج نے حکم دیا کہ اس کا سر کاٹ لو۔ سعید نے کہا: اشھد الا الٰہ الا اللہ

وحدہ لا شریک لہ و ان محمد عبدہ و رسولہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ساتھ ہی انہیں اس چٹائی پر ذبح کیا گیا۔

(سرگزشتہای تکاندہندہ شیرین، ج ۳، ص ۱۵۵-۱۵۸)

آقای قرائتی کی گفتگو

کم سن حافظ محمد حسین طباطبائی علم الھدیٰ کے ساتھ

ق: السلام علیکم

م: سلام قولاً من رب الرحیم

سلامتی میرے مہربان پروردگار کا قول ہے۔

(سورہ یٰسین، آیت ۵۸)

خدا کی طرف سے اہلِ بہشت کو سلام کہا جائے گا۔

ق: تشریف رکھئے۔

م: ادخلوھا بسلام امنین

امن و سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

(سورہ حجر، آیت ۴۶)

ق: کیا آپ کھیل وغیرہ کو بھی پسند کرتے ہیں؟

م: ولا تنس نصیبک من الدنیا

دنیا سے اپنا حصہ لینا مت بھولو۔

(سورہ قصص، آیت ۷۷)

ق: بیٹے! کھانا تیار ہے کچھ اور بھی کھانا پسند کریں گے۔

م: و اذا قلتم یا موسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد فادع لنا ربک یبین لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض

اور جب تم نے کہا: اے موسیٰ ہم ایک غذا پر ہرگز اکتفا نہیں کریں گے۔ اس لیے اپنے پروردگار سے دعا کیجئے تاکہ جو کچھ زمین سے (سبزیاں) اگتی ہیں۔ ہمارے لیے

نکالے۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۶۱)

ق: کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ ایک دفعہ پھر آپ کو ہم مکہ پہنچائیں؟

م: قل ما سألتم من اجر فھولکم

کہہ دیجئے جو کچھ تم نے اجر مانگا ہے وہ دراصل آپ کا ہی ہے۔

(سورۂ سباء، آیت ۴۷)

ق: بیٹے کس طرح آپ نے اس کمسنی میں یہ مقام و مرتبہ پایا اور کس طرح قرآنی آیات سے درست اور مناسب انتخاب کرنے کا علم حاصل کیا؟

م: یوتی الحکمة من یشاء و من یوت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً وما یذکر الا اولوالباب

خدا جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا کی اسے خیر کثیر سے نوازا اور یہ صرف صاحبانِ عقل ہی یاد رکھتے ہیں۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۲۶۹)

ق: محمد حسین! اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو؟

م: فبئس القرین

میں ان کا برا ہمنشین ہوں۔

(سورۂ زخرف، آیت ۳۸)

ق: کیا ابھی تک آپ کے پدر بزرگوار نے کبھی آپ پر غصہ کیا ہے؟

م: و اذا غضبوا ھم یغفرون

جب بھی غصہ آتا ہے تو وہ معاف کرنے والے ہیں۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۳۷)

اتنے میں ویڈیو بنانے والے نے کہا کہ کیسٹ ختم ہو گئی ہے۔ اب اجازت دیں۔

م: و تمت کلمت ربك صدقا و عدلا

تیرے پروردگار کا کلام سچائی اور عدالت کے ساتھ تمام ہوا۔

(سورۂ تحریم، آیت ۷)

ویڈیو والے نے کہا: معذرت چاہتا ہوں۔

م: لا تعتذروا الیوم انما تجزون ما کنتم تعملون

آج کے دن معذرت مت کرو جو کچھ تم نے کیا اس کا بدلہ ملے گا۔

(سورۂ تحریم، آیت ۷)

ق: بیٹے! اس درست اور صحیح آیات کے انتخاب سے مجھے حیران کردیا۔

م: و تری الناس سکاریٰ و ما ھم بسکاریٰ و لکن عذاب اللہ شدیدا

تم لوگوں کو مست دیکھتے ہو مگر وہ مست نہیں لیکن خدا کا عذاب سخت ہے۔

(سورۂ حج، آیت ۲)

اسی دوران آپ کے والد گرامی تشریف لائے اور ان سے کہا: بیٹے آقای قرائتی آپ سے گفتگو کررہے ہیں۔ان کے ساتھ اچھی طرح گفتگو کریں۔

م: ما قلت لھم الا امرتنی بہ ان اعبد اللہ ربی و ربکم

میں تو انہیں صرف وہی بتارہا ہوں جس کا حکم آپ نے مجھے دیا ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ میرے اور اپنے پروردگار کی عبادت بجالائیں۔

(سورۂ مائدہ، آیت ۱۱۷)

(یہ الفاظ حضرت مسیح کی حکایت میں ہیں جو انہوں نے خدا سے مخاطب ہو کر کہے تھے۔)

یہ سن کر تمام حاضرین ہنس پڑے۔

م: افمن ھذا لحدیث تعجبون و تضحکون ولا تبکون

کیا لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہیں ہنستے ہیں اور روتے نہیں۔

(سورۂ نجم، آیت ۵۹،۶۰)

ق: بیٹے میں آپ سے بڑا متاثر ہوا ہوں اور تم سے محبت رکھتا ہوں۔

م: قال سنظر اصدقت ام کنت من الکاذبین

کہا ہم عنقریب دیکھتے ہیں کہ تم سچ بول رہے ہو یا جھوٹوں میں سے ہو۔
(سورۂ نمل، آیت ۲۷)

(یہ بات حضرت سلیمان نے ہدہد سے کہی تھی۔ جب اس نے ملکہ سبا کے بارے میں خبر دی تھی)

ق: بیٹے شاید آپ تھک گئے؟

م: لا یمسنا فیھا نصب ولا یمسنا فیھا لغوب
ہمیں یہاں نہ تو تھکاوٹ ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی تکلیف چھوتی ہے۔
(سورۂ فاطر، آیت ۳۵)

ق: کیا ہمارا حج قبول ہے؟

م: انما یتقبل اللہ من المتقین
بے شک خدا پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔
(سورۂ مائدہ، آیت ۲۷)

ق: محمد حسین! کیا تمہیں پسند ہے کہ میں آپ کو اپنے گھر دعوت پر بلاؤں۔ آپ وہاں آئیں تاکہ زیادہ سے زیادہ گفتگو کریں۔

م: فلن ابرح الارض حتٰی یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی و ھو خیر الحاکمین
اب میں اس سرزمین کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ والد محترم اجازت دیں یا خدا میرے حق میں کوئی فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔
(سورۂ یوسف، آیت ۸۰)

ق: بیٹے آپ نے یہ درست انتخاب اور آیات کا مناسب استعمال کس سے سیکھا ہے؟

م: ذالک مما علمنی ربی

یہ ان چیزوں میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھایا ہے۔
(سورۂ یوسف، آیت ۳۷)

ق: کیا آپ کو یہ بات پسند ہے کہ کربلا کا راستہ کھل جائے اور رکاوٹیں دور ہو جائیں تو سید الشہدا حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرو۔

م: فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی
انہوں نے کہا میں انہیں خدا کی خاطر دوست رکھتا ہوں۔
(سورۂ ص، آیت ۳۲)

ق: بیٹے آپ نے ہم پر احسان کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ وقت گزارا۔

م: و لقد مننا علیک مرة اخریٰ
ہم نے ایک دفعہ اور آپ پر احسان کیا۔
(سورۂ طٰہٰ، آیت ۳۷)

ق: محمد حسین میں تمہیں اتنا دوست رکھتا ہوں اتنا دوست رکھتا ہوں کہ جی چاہتا ہے کھا جاؤں۔

م: ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتاً فکرهتموه واتقو الله ان الله تواب رحیما
کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ یقیناً اسے ناگوار گزرے گا۔ خدا سے ڈرو اور خدا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔
(سورۂ حجرات، آیت ۱۲)

ق: محمد حسین! اپ اس عربی کرتے کو پسند کرتے ہیں یا اپنے ایرانی لباس کو؟

م: و لباس التقوی ذالک خیر
اور تقویٰ کا لباس سب سے بہترین ہے۔
(سورۂ اعراف، آیت ۲۶)

ق: آپ اپنی والدہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں یا والد سے۔

م: و قضی ربك الا تعبدوا الا اياه و بالوالدين احسانا

اور تمہارے پروردگار کا یہ فیصلہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

(سورۂ اسراء، آیت ٢٣)

ق: اس مقدس مقام میں ہمارے لیے دعا کرو۔ (یاد رہے یہ ملاقات حج کے دوران ہوئی ہے)۔

م: ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤوف الرحيم

ہمارے پروردگار ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی مغفرت فرما جنہوں نے ایمان میں ہم سے سبقت کی ہے اور ایمان لانے والوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں کینہ پیدا نہ کر۔ ہمارا پروردگار تو مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

(سورۂ حشر، آیت ١٠)

اسی لمحے آقای قرائتی کا احرام سرک گیا اور سینے کا کچھ حصہ نمایاں ہوا تو ظم لعدی نے فوراً یہ آیت پڑھی: ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن

اپنی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی زینتوں کو اپنے شوہروں کے علاوہ کسی اور پر ظاہر نہ کریں۔

(سورۂ نور، آیت ٣١)

آقای قرائتی نے احرام درست کیا مگر دوبارہ احرام کا سرا سرک گیا تو یوں کہا:

بل بدالهم ما كانوا يخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه

بلکہ یہ لوگ اس سے قبل جو چھپاتے تھے ان پر ظاہر ہو گیا اور اگر وہ واپس بھیجے

جائیں تو وہی پھر کرنے لگیں جس سے روکے گئے تھے۔

(سورۂ انعام۔ آیت ۲۸)

اسی دوران ہمارے درمیان ایک صاحب نے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں ایران میں یوں اور یوں کرتا ہوں۔ یہ سن کر آقائے محمد حسین نے کہا: ولا تقولن لشیء انی فاعل ذالك غداً الا ان یشاء الله و ذکر ربك اذا نسیت و قل عسی ان یهدین ربی لا قرب من هذا رشدا

اپنے کاموں کے بارے میں ہرگز ایسا مت کہو کہ میں اس کام کو کل انجام دوں گا مگر یہ کہ انشاء اللہ کہو۔ جب تم بھول جاؤ تو اپنے پروردگار کو یاد کرو اور کہو عنقریب میرا پروردگار اس سے قریب تر ہدایت کا راستہ بتا دے گا۔

ق: مکہ کو کیسا شہر پایا؟

م: بلدة طیبة و رب غفور

پاکیزہ شہر ہے اور پروردگار مغفرت کرنے والا ہے۔

(سورۂ سبا۔ آیت ۱۵)

ق: محمد حسین! گھروں کی تعمیر اور ان کی وسعت کے بارے میں کوئی آیت ذہن میں یاد ہے۔

م: لبیوتهم ابوابا و سرراً علیها یتکؤن

ان کے گھروں کے دروازوں میں اور ایسے تخت ہیں جس پر وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

(سورۂ زخرف۔ آیت ۳۴)

ق: محمد حسین! کیا آپ علم رکھتے ہیں؟

م: ما کت تدری ما لکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً نهدی به

من نشآء من عبادنا و انك لتهدی الٰی صراط مستقيم

تم اس سے پہلے نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا ہے۔ لیکن ہم نے اسے نور قرار دیا جس کے ذریعے سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں سیدھے راستے کی ہدایت کرتے ہیں اور بے شک ہم تمہاری سیدھے راستے کی طرف ہدایت کریں گے۔

(سورۂ شوریٰ، آیت ۵۲)

ق: محمد حسین میں تمہیں بیٹا بنالوں گا کیا تم میرے بیٹے ہو گئے۔

م: لا اقسم بهذا البلد و والد وما ولد

نہیں اس مقدس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور اس باپ اور بیٹے کی قسم کھاتا ہوں یعنی ابراہیم اور اسماعیل کی۔

(سورۂ بلد، آیت ۱-۳)

ق: محمد حسین واقعاً میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔

م: و عسٰی ان تحبوا شيئاً و هو شرلكم و انتم لا تعلمون

یہ ہوتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو مگر وہ تمہارے حق میں برائی ہو اور تم اس سے بے خبر ہو۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۲۱۶)

ق: خدا حافظ!

م: فا الله خير حافظاً و هو ارحم الراحمين

خدا ہی بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہے

(سورۂ یوسف، آیت ۶۴)

سعودی عرب کے وزیر کشور سے ملاقات

سال ۱۴۱۷ ہجری قمری کے مراسم حج کے موقع پر سعودی عرب کے وزیر مملکت کے ساتھ ملاقات میں وزیر موصوف نے سلام اور احوال پرسی کے بعد سخت عربی میں جلدی جلدی باتیں کیں اور علم الھدیٰ سے جواب کا انتظار کرنے لگے تو انہوں نے جواب میں کہا: ما نفقه كثيراً مما تقول

جو کچھ آپ کہتے ہیں اس میں سے اکثر ہم نہیں سمجھ رہے ہیں۔

(سورۂ ہود، آیت ۹۱)

سعودی وزیر نے کہا: آئندہ کی ملاقات میں، میں آپ کو انعام دوں گا۔ آپ کیا پسند کریں گے۔

محمد حسین نے کہا: لا اسئلكم عليه اجراً ان هو الا ذكر للعلمين

میں اس پر آپ سے کوئی بدلہ اور اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو صرف دو جہانوں کے لیے نصیحت کے سوا کچھ نہیں۔

سعودی وزیر مملکت کے ساتھ دوسری ملاقات میں جو جدہ کے محل میں واقع ہوئی۔ اس میں وزیر نے بہت ساری الیکٹرک اور الیکٹرانک گاڑیاں مہیا کر رکھی تھیں اور ایک کے بعد ایک محمد حسین کو دکھاتے اور حوالہ کرتے رہے اور آخر میں پوچھا: آپ کا ان خوبصورت تحفوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟

آپ نے فوراً کہا: فلما جآء سليمان اتمدونن بمال فما آتانی الله خير مما اتكم بل انتم بهديتكم تفرحون

جب ملکہ سبا کا وفد سلیمان کے پاس آیا تو سلیمان نے کہا: کیا تم مجھے مال دے کر مدد کرتے ہو۔ پس جو اللہ نے مجھے دیا ہے اس سے جو اس نے تمہیں دیا ہے بہتر

ہے۔ بلکہ تم اپنے تحفے سے خوش ہوتے ہو۔

(سورۂ نمل، آیت ۳۶)

سعودی وزیر مملکت کے سامنے ایک شخص کو قرآن پڑھنے کے لیے لایا گیا اور اس نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو جان بوجھ کر درمیان میں غلط پڑھنے لگا اور سعودی وزیر نے آقای محمد حسین سے پوچھا: اس بندہ خدا کے قرآن پڑھنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو جواب دیا: انا سمعنا قرآناً عجباً

ہم نے تعجب آور قرآن سنا۔

(سورۂ جن، آیت ۱)

وزیر نے کہا: اس سے آپ کا کیا ارادہ ہے واضح کر کے بتائیں۔ جواب دیا: یریدون ان یبدلوا کلام اللہ

ان کا ارادہ ہے کہ خدا کے کلام کو بدل دیں۔

(سورۂ فتح، آیت ۱۵)

وزیر نے کہا اس سے بھی واضح کر کے بیان کریں۔ جواب دیا: ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب

وہ لوگ جو جانتے ہیں اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں اور یہ صاحبان عقل کے لیے ایک نصیحت ہے۔

(سورۂ زمر، آیت ۹)

رخصت ہوتے وقت علم الھدیٰ سے کہا گیا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے میزبان سعودی عرب کے وزیر مملکت ہیں اور شاہی خاندان سے ان کا تعلق ہے تو جواب دیا: ان الملوك اذا دخلوا قریة افسدوھا و جعلوا اعزة اھلھا اذلة و کذالك یفعلون

بادشاہ لوگ جب کسی گاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں فساد پیدا کرتے

ہیں اور "معززوں کو ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ ہاں ان لوگوں کا کام ہی یہی ہے۔

(سورۂ نمل، آیت ۳۴)

سید محمد حسین طباطبائی سے متعلق واقعات اور یادداشتیں

اس باب میں محمد حسین طباطبائی کے جوابات جو انہوں نے مختلف مواقع پر دیے ہیں، درج کر رہے ہیں جسے ہم نے یادداشتوں اور مختلف کتب و مجلات سے حاصل کیا ہے۔

س : آپ کے نظریے میں اسرائیل کا انجام کیا ہے؟

ج :سیھزم الجمع و یولون الدبر

عنقریب یہ گروہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔

(سورۂ قمر، آیت ۴۴)

س : کیا آپ ہمارے گھر تہران آئیں گے؟

ج :فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی

میں اس سرزمین سے نہیں نکلوں گا یہاں تک کہ میرے والد مجھے اس کی اجازت نہ دیں۔

(سورۂ یوسف، آیت ۸۰)

س : میں آپ کو کیا انعام دوں؟ آپ کو کیا پسند ہے؟

ج :ولباس التقویٰ ذالک خیر

اور پرہیزگاری کا لباس بہترین لباس ہے۔

(سورۂ اعراف، آیت ۲۶)

س : اپنے اساتذہ میں سے کسے زیادہ دوست رکھتے ہو؟

ج :الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان و علمه البیان

مہربان پروردگار نے انسانوں کو قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان کرنا سکھایا۔

(سورۂ رحمن، آیت ۱-۳)

س: کیا آپ کے والد نے آپ کو کبھی ڈانٹا ہے؟

ج: بلی و ربی

کیوں نہیں خدا کی قسم۔

(سورۂ تغابن، آیت ۷)

س: اگر آپ کے بھائی آپ کو مارنے لگیں تو آپ کیا کریں گے؟

ج: فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما عتدای علیکم واتقو الله واعلموا ان الله مع المتقین

جو تم پر ظلم کرے اس قدر تم بھی اس پر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

س: اگر سپر طاقتیں اکٹھی ہو کر ہم پر چڑھائی کریں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ج: و جزاء سیة سیئة مثلها

برائی کا بدلہ اسی قدر برائی سے دیا جائے۔

(سورۂ شوریٰ، آیت ۴۰)

س: علمائے دین کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟

ج: انما یخشی الله من عباده العلما

خدا کے بندوں میں سے علما ہی خوف خدا رکھنے والے ہیں۔

س: آپ کیا کھانا پسند کریں گے؟

ج: فادع لنا ربك یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها و قثائها و

فومها و عدسها و بصلها

اپنے خدا سے ہمارے لیے زمین سے اگنے والی سبزیاں مانگ جیسے سبزی، ککڑی، مسور، پیاز وغیرہ۔

(سورہ بقرہ، آیت ۶۱)

س: کیا آپ اپنے سر کے بال چھوٹے کرتے ہیں؟

ج: ولا تحلقوا رؤوسکم حتی یبلغ الھدی محلة

جب تک قربان گاہ تک نہ پہنچیں اپنے سر کے بالوں کو مت تراشیں۔

(سورہ بقرہ، آیت ۱۹۶)

چند آیات جن سے شاہد مثال پیش کیا جاسکتا ہے

ہر مشکل کے بعد راحت ہے

ان مع العسر یسرا

بے شک ہر تکلیف کے بعد راحت و آسانی ہے۔

(سورۃ الانشراح، آیت ۶)

تمہارا دین تمہارے لیے ہمارا دین ہمارے لیے

لکم دینکم ولی دین

تمہارا دین تمہارے لیے میرا دین میرے لیے۔

(سورۃ الکافرون، آیت ۶)

انسان خسارے میں ہے

ان الانسان لفی خسر

بے شک انسان خسارے میں ہے۔

(سورۃ العصر، آیت ۲)

انسان مال کو خوش بختی کی علامت سمجھتا ہے

یحسب ان مالہ اخلدہ

گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ کی زندگی دے گا۔

(سورۃ الہمزہ، آیت ۳)

نیک انسان کے بارے میں کہا جائے گا

فھو فی عیشۃ الراضیہ

وہ خوشگوار زندگی پائیں گے۔

(سورۃ القارعہ، آیت ۷)

انسان ناشکرا ہے

ان الانسان لربه لكنود

بے شک انسان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے۔

(سورۂ عادیات، آیت ۶)

چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی دکھایا جائے گا

فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره و من يعمل مثقال ذرة شرا يره

جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ بھی دیکھے گا اور جس کسی نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ بھی دیکھے گا۔

(سورۂ زلزال، آیت ۷، ۸)

خدا اور بندوں کی خوشنودی

رضی الله عنهم و رضوا عنه

خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں۔

(سورۂ بینہ، آیت ۸)

بہترین اور بدترین مخلوق

اولئك هم خير البريه ○ اولئك هم شر البريه

یہ بہترین مخلوق ہیں۔ یہ بدترین مخلوق ہیں۔

(سورۂ بینہ، آیت ۶، ۷)

انسان بہترین صورت رکھتا ہے

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقويم

بے شک انسان کو اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔

(سورۂ تین، آیت ۴)

پیٹ بھرا سرکشی آگئی

ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی

بے شک انسان اس وقت سرکشی کرنے لگتا ہے جب وہ اپنے آپ کو تونگر پاتا ہے

(سورۃ علق، آیت ۶، ۷)

دنیا آخرت سے بہتر ہے

والأخرۃ خیر و ابقٰی

آخرت بہترین اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

(سورۃ اعلیٰ، آیت ۱۷)

یتیم پر غصہ نہ ہونا

و اما الیتیم فلا تقہر

یتیموں کو مت جھڑکو۔

(سورۃ ضحیٰ، آیت ۹)

فقرا کو مت دھتکارو

و اما السائل فلا تنہر

سائل کو مت دھتکارو

(سورۃ ضحیٰ، آیت ۱۰)

خدا کی نعمتوں کو یاد کرو

و اما بنعمۃ ربک فحدث

اپنے پروردگار کی نعمت کے بارے میں ذکر کرو۔

(سورۃ ضحیٰ، آیت ۱۱)

اپنے پروردگار کی طرف متوجہ رہو

و الیٰ ربك فارغب

اپنے پروردگار کی طرف رغبت کرو۔

(سورۂ انشراح، آیت ۸)

ہر کسی کی کوشش مختلف ہے

و ان سعیکم لشتٰی

بے شک تمہاری مساعی مختلف ہیں۔

(سورۂ لیل، آیت ۴)

ہدایت خدا کی طرف سے ہے

ان علینا للهدیٰ

ہدایت ہماری ذمہ داری ہے۔

(سورۂ لیل، آیت ۱۲)

پرہیزگار نجات پائیں گے

قد افلح من ذکّٰها

جس نے تزکیہ نفس کیا اس نے نجات پائی۔

(سورۂ شمس، آیت ۹)

قد افلح من تزکّٰی

یقیناً جس نے تزکیہ کی راہ میں کوشش کی اس نے تجات پائی۔

(سورۂ اعلیٰ، آیت ۱۴)

انسان اور غم ساتھ ساتھ ہیں

لقد خلقنا الانسان فی کبد

یقیناً ہم نے انسان کو سختی میں پیدا کیا ہے۔

(سورۃ بلد، آیت ۴)

انسان خدا کی نظروں میں ہے

ایحسب ان لم یرہ احد

کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ کوئی اسے نہیں دیکھتا۔

(سورۃ بلد، آیت ۷)

زبان کس نے دی دو آنکھیں کس نے دیں

الم نجعل له عینین و لسانا و شفتین

کیا اس نے دو آنکھیں، زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے ؟

(سورۃ بلد، آیت ۸-۹)

نفس مطمئنہ

یایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیه مرضیه فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو آنحالیکہ وہ تجھ سے راضی ہے اور تو اس سے راضی ہے تم میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(سورۃ فجر، آیت ۲۷-۳۰)

ہر کسی کا کوئی محافظ ہوتا ہے

ان کل نفس لما علیها حافظ

ہر جان پر ایک محافظ ہوتا ہے۔

(سورۃ طارق، آیت ۴)

و ان علیکم لحافظین

بے شک تمہارے اوپر حفاظت کرنے والے مقرر کیے گئے ہیں۔

(سورۃ انفطار، آیت ۱۰)

خدا کی گواہی

و اللہ علی کل شیء شہید

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

(سورۃ بروج، آیت ۹)

خدا سے ملاقات

یایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ

اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف بڑھ رہا ہے۔ عنقریب اس کے ساتھ ملاقات کرے گا۔

(سورۃ انشقاق، آیت ۶)

نیکوکار

ان الابرار لفی نعیم

بے شک نیکوکار نعمتوں سے مالا مال ہوں گے۔

(سورۃ مطففین، آیت ۲۲)

کم بیچنے والے

ویل اللمطففین الذین اذا کتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون

خرابی ہے ان لوگوں پر جو لوگوں سے مال لیتے وقت پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں دینے کے لیے تولتے ہیں تو وزن میں کمی کرتے ہیں۔

(سورۃ مطففین، آیت ۱-۳)

انسان خدا کے سامنے بھی غرور کرتا ہے

یایها الانسان ما غرک بربك الکریم

اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے پروردگار کے سامنے مغرور بنایا۔

(سورۂ انفطار، آیت ٦)

سارے امور خدا کے ہاتھ میں ہیں

والامر یومئذ لله

اس دن سارے امور خدا کے ہاتھ میں ہیں۔

(سورۂ انفطار، آیت ١٩)

کس گناہ میں قتل کیا گیا

بای ذنب قتلت

تمہیں کس جرم میں قتل کیا گیا؟

(سورۂ تکویر، آیت ٩)

کہاں جارہے ہو

فاین تذهبون

کہاں جارہے ہو؟

(سورۂ تکویر، آیت ٢٦)

خدا کی خواہش کے برخلاف کچھ نہیں چاہتے

وما تشاؤون الا ان یشآء الله رب العالمین

تم لوگ کچھ بھی نہیں چاہتے مگر یہی کہ جسے تمام جہانوں کا پروردگار چاہتا ہے

(سورۂ تکویر، آیت ٢٩)

انسان کو اپنے رزق کی طرف دیکھنا چاہیے

فلینظر الانسان الی طعامه

پس انسان اپنی غذا کی طرف دیکھے۔

(سورۂ عبس، آیت ۲۴)

بھاگنے کا دن

یوم یفر المرء من اخیه و امه و ابیه و صاحبته و بنیه

اس دن آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی اور اولاد سے بھی بھاگے گا۔

(سورۂ عبس، آیت ۳۴-۳۶)

انسان جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے

علمت نفس ما احضرت

اسے معلوم ہے کہ اس کے سامنے کیا حاضر کیا جائے گا۔

(سورۂ تکویر، آیت ۱۴)

یوم یتذکر الانسان ما سعٰی

انسان وہ سب کچھ یاد کرے گا جس کی کوشش کی تھی۔

(سورۂ نازعات، آیت ۳۵)

بل الانسان علی نفسه بصیرة

بلکہ انسان اپنے آپ سے خوب آگاہ ہے۔

(سورۂ قیامہ، آیت ۱۴)

فضول باتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں

لا یسمعون فیها لغواً ولا کذٰبا

جنت میں بیہودہ اور فضول باتیں نہیں سنی جائیں گی۔

(سورۂ نبا، آیت ۳۵)

ہر چیز لکھی ہوتی ہے

کل شیٔ احصیناہ کتابا

ہر چیز کو کتاب میں لکھا گیا ہے۔

(سورۂ نبا، آیت ۲۹)

نفس امارہ

وما ابرئ النفس ان النفس لامارۃ بالسوئی الا ما رحم ربی

میں اپنے نفس کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا کیونکہ نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہے۔ سوائے ان کے جن پر میرا پروردگار رحم فرمائے۔

(سورۂ یوسف، ۵۳)

قرآن کی عزائم سورتیں

عزائم سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی کسی ایک آیت کی تلاوت کرنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

قرآن کے واجب سجدے

قرآن کریم میں چار عزائم سورتیں ہیں جن کی مندرجہ ذیل آیتوں کی تلاوت پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے:

(۱) سورۂ سجدہ، آیت ۱۵، پارہ ۲۱۔

(۲) سورۂ فصلت، آیت ۳۷، پارہ ۲۴۔

(۳) سورۂ نجم، آیت ۶۲، پارہ ۲۷۔

(۴) سورۂ علق، آیت ۱۹، پارہ ۳۰۔

قرآن کے مستحب سجدے

وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ

(سورۂ اعراف ۲۰۶، پارہ ۹)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

(سورۂ نحل ۴۹، پارہ ۱۴)

يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا......

(سورۂ اسراء ۱۰۷، پارہ ۱۵)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ ......

(سورۂ رعد ۱۵، پارہ ۱۳)

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا ......

(سورۂ مریم ۵۸، ۱۶)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ ......

(سورۂ حج ۱۸، پارہ ۱۷)

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا

(سورۂ حج ۷۷، پارہ ۱۷)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ ......

(سورۂ فرقان ۶۰، پارہ ۱۹)

اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ

(سورۂ نمل ۲۵، پارہ ۱۹)

وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ

(سورۂ ص ۲۲، پارہ ۲۳)

وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ

(سورۂ انشقاق ۲۱، پارہ ۳۰)

قرآن میں سجدے کا ذکر

لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ حَقًّا لَآ اِلٰهَ اِيْمَانًا وَّ تَصْدِيْقًا لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ عُبُوْدِيَةً وَّرِقًّا سَجَدْتُ لَكَ يَا رَبِّ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَا مُسْتَكْبِرًا عَنْ عِبَادَتِكَ وَلَا مُسْتَنْكِفًا بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيْلٌ خَائِفٌ مُّسْتَجِيْرٌ .

قرآنی ترغیبات

☆ تَبَارَكَ اللهُ

اللہ تعالیٰ بابرکت ہے۔

(سورۂ مومنون، ۱۴)

☆ كَانَ لَكُمْ جَزَاءً

تمہارے لیے ایک بدلہ ہے۔

(سورۂ انسان، ۲۲)

☆ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا

تمہاری کوشش قابلِ قدر ہے۔

(سورۂ انسان، ۲۲)

☆ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ

یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔

(سورۂ بینہ، ۷)

☆ كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

جیسے کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

(سورۂ صف، ۴)

☆ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ (سورۂ مجادلہ، ۲۲)

☆ لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ

ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

(سورۂ حدید، ۷)

☆ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ

خوش اخلاق خوبصورت خواتین۔

(سورۂ رحمٰن، ۷۰)

☆ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ

صاحب اقتدار اور قوت کا مالک۔

(سورۂ قمر، ۴۲)

☆ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(زخرف، ۳۷)

☆ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

صبر کرنے والے شکر گزار بندے ہیں۔

(سورۂ شوریٰ، ۳۳)

☆ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

(سورۂ زمر، ۳۳)

☆ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ

اور آخرت میں بھی یہ لوگ نیکوکار ہیں۔

(بقرہ، ۱۳۰)

☆ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

یہ وہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے رحمت نازل ہوگی۔

(سورۂ بقرہ، ۱۵۷)

☆ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر

یہ قابلِ قدر کاموں میں سے ایک ہے۔

(سورۃ شوریٰ، ۴۳)

☆ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰه

اس کی جزا اللہ کے پاس ہے۔

(سورۃ شوریٰ، ۴۰)

☆ وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ

انھیں جنت کی بشارت دو۔

(سورۃ فصلت، ۳۰)

☆ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ

ہم دنیا اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔

(سورۃ فصلت، ۳۱)

☆ اَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ

بے شک وہ گہرا دوست اور حامی ہے۔

(سورۃ فصلت، ۳۴)

☆ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ

ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

(سورۃ فصلت، ۸)

☆ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ

کام کرنے والوں کے لیے کیا ہی اچھا اجر (بدلہ) ہے۔

(سورۃ زمر، ۷۴)

☆ اولئك هُم اولُو الْاَلْبَاب

یہی لوگ عقلمند ہیں۔

(سورۃ زمر، ۱۸)

☆ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

صبر کرنے والوں کے لیے بغیر حساب بدلہ ملے گا۔

(سورۂ زمر، ۱۰)

☆ نِعْمَ الْعَبْدُ

کیا ہی اچھا بندہ ہے۔

(سورۂ ص، ۳۰)

☆ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَ حُسْنَ مَاٰبٍ

وہ ہمارا بلند مرتبہ بندہ ہے اور انجام بہت اچھا ہے۔

(سورۂ ص، ۲۵)

☆ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ

وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ایک ہے۔

(سورۂ ص، ۱۲۲)

☆ وَ هُمْ مُّكْرَمُوْنَ

اور وہ لوگ گرامی ہیں۔

(سورۂ ص، ۴۲)

☆ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِیْمٍ

انھیں مغفرت اور اچھے بدلے کی خوشخبری دو۔

(سورۂ یٰس، ۱۱)

☆ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ

انھیں خدا کی مغفرت اور باعزت رزق معین ہے۔

(سورۂ سبا، ۴)

☆ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا

وہ خدا کے نزدیک بہت معتبر (بلند مرتبہ والا) ہے۔

(سورۂ احزاب، ۶۹)

☆ وَ اَعَدَّ لَھُمْ اَجْراً کَرِیْماً

ان کے لیے قابلِ قدر جزا مقرر ہے۔

(سورۂ احزاب، ۴۴)

قرآن کی ملامتیں

☆ فِی قُلُوبِھِمْ مَرَضٌ

ان کے دلوں میں بیماری ہے۔

(سورۂ بقرہ، ۱۰)

☆ عِجْلاً جَسَداً لَہٗ خُوَارٌ

ایک بے جان جسم سے بچھڑے کی آواز آتی ہے۔

(سورۂ اعراف، ۱۴۸)

☆ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ

بے شک خداوند عالم ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

(سورۂ شوریٰ، ۴۰)

☆ اُولٰئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْم.

یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(سورۂ شوریٰ، ۴۲)

☆ لَفِی ضَلٰلٍ بَعِیْد

یہ بہت عمیق گمراہی میں ہیں۔

(سورۂ شوریٰ، ۱۸)

☆ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْہِ یَلْھَثْ اَوْ تَتْرُکْہُ یَلْھَثْ

ان کی مثال اس کتے کی سی ہے جسے مارو تو اس کی زبان لٹکی ہوتی ہے اور اگر اسے چھوڑو تب بھی ایسا ہی ہے۔

(سورۂ اعراف، ۱۷۶)

☆ مَالَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَصِيْب

آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔

(سورۂ شوریٰ۔۲۰)

☆ فَرِيقٌ فِي السَّعِير

ان میں ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔

(سورۂ شوریٰ۔۹)

☆ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيْر

ظالموں کے لیے کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا۔

(سورۂ شوریٰ۔۷)

☆ فَحُكْمُهُ اِلَى اللهِ

اس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(سورۂ شوریٰ۔۱۰)

☆ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِه

منہ پھیر کر حق سے دور چلے جاتے ہیں۔

(سورۂ فصلت۔۵۱)

☆ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْد

شدید مخالفت کی زد میں ہیں۔

(سورۂ فصلت۔۵۲)

☆ لا یعقلون

عقل نہیں رکھتے۔ (سورۂ حجرات۔۴)

☆ لا یشعرون

شعور سے کام نہیں لیتے۔

(سورۂ بقرہ۔۱۲)

☆ لا یعلمون

کچھ نہیں جانتے۔

(سورۂ دخان، ۳۹)

☆ اِنَّھُمْ کَانُوا خَاسِرِیْنَ

یقیناً یہ نقصان کھانے والوں میں سے ہیں۔

(سورۂ فصلت، ۲۵)

☆ نَجْعَلْھُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا

ہم انہیں پامال کریں گے۔

(سورۂ فصلت، ۲۹)

☆ یَکُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ

پست ترین لوگوں میں سے ہوں گے۔

(سورۂ فصلت، ۲۹)

☆ اَعْدَاءَ اللّٰہِ

خدا کے دشمن ہیں۔

(سورۂ فصلت، ۲۸)

☆ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا

گدھے کی مانند بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں۔

(سورۂ جمعہ، ۵)

☆ قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ

دھتکارے ہوئے بندر۔

(سورۂ بقرہ، ۶۵)

☆ اِنَّ الْمُسْرِفِیْنَ ھُمْ اَصْحَابُ النَّارِ

فضول خرچ جہنمی ہیں۔

(سورۂ مومن، ۴۳)

☆ اِنَّکَ مِنْ اَصْحَابِ النَّار

تم اہل جہنم میں سے ہو۔

(سورۂ زمر، ۸)

☆ لَا مَرْحَبًا بِھِمْ

ان کے لیے خوشی نہ ہو۔

(سورۂ ص، ۵۹)

☆ فَتَعْسًا لَّھُمْ

ان پر افسوس ہو۔

(سورۂ محمد، ۸)

☆ لَصَوْتُ الْحَمِیر

گدھے کی آواز۔

(سورۂ لقمان، ۱۹)

☆ فَاِنَّکَ رَجِیم

تو راندہ درگاہ ہے۔

(سورۂ حجر، ۳۴)

☆ وَ اَعَدَّلَھُمْ سَعِیراً

ان کے لیے جہنم کی آگ آمادہ ہے۔

(سورۂ احزاب، ۶۴)

☆ قُتِلَ الْخَرّٰصُون

جھوٹوں کے لیے موت۔ (سورۂ ذاریات، ۱۰)

☆ فَوَیْلٌ لِلْقَاسِیَۃِ قُلُوبُھُمْ مِنْ ذِکْرِ اللہ

افسوس ہو ان پر جن کے دل اللہ کے ذکر کے لیے سخت ہوئے ہیں۔

(سورۂ زمر، ۲۲)

☆ وَسْوَاسِ الْخَنَّاس

پوشیدہ وسوسہ پیدا کرنے والا۔

(سورۂ ناس،۴)

☆ تَبَّتْ يَدَا

دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں۔

(سورۂ لہب،۱)

☆ حَمَّالَةَ الْحَطَب

لکڑیاں ڈھونے والی۔

(سورۂ لہب،۴)

☆ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْد

بے شک انسان اپنے رب کا ناشکرا اور بخیل ہے۔

(سورۂ عادیات،۶)

☆ اُفٍّ لَّكُمْ

وائے ہو تم پر۔

(سورۂ انبیاء،۶۷)

☆ اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْن

تم ہی مجرم ہو۔

(سورۂ مرسلات،۴۶)

☆ عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا

ترش رو اور سخت۔

(سورۂ انسان،۱۰)

☆ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْن

مشرکوں پر افسوس ہو۔

(سورۂ فصلت،۶)

☆ هُوَ مَذْمُوم

وہ قابلِ مذمت ہے۔

(سورۂ قلم، ۴۹)

☆ اِنَّا کُنَّا طَاغِیْنَ

بے شک ہم سرکش تھے۔

(سورۂ قلم، ۳۱)

☆ اِنَّا کُنَّا ظَالِمِیْنَ

یقیناً ہم ظالم تھے۔

(سورۂ قلم، ۲۹)

☆ اِنَّا لَضَالُّوْن

یقیناً ہم گمراہ تھے۔

(سورۂ قلم، ۲۶)

☆ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيم

عیب جوئی اور چغلخوری کرتے ہیں۔ (سورۂ قلم، ۱۱)

☆ مُعْتَدٍ اَثِيم

سرکش اور گناہگار ہیں۔

(سورۂ قلم، ۱۲)

☆ زَنِيم

بدنام پیٹو۔

(سورۂ قلم ۱۳)

☆ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَه

لکڑیوں کا ہولا بنایا ہے۔

(سورۂ منافقون، ۴)

☆ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ

خدا انہیں غارت کرے۔

(سورۂ منافقون، ۴)

☆ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْكَ

میں تجھ سے بیزار ہوں۔

(سورۂ حشر، ۱۶)

☆ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ

ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

(سورۂ حدید، ۲۶)

☆ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ

مغرور اور پر تعیش زندگی گزارنے والے ہیں۔

(سورۂ واقعہ، ۴۵)

☆ كَذَّابٌ اَشِرٌ

جھوٹا، ہوس پرست۔

(سورۂ قمر، ۲۶)

☆ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ

جہالت و گمراہی میں غرق ہیں۔

(سورۂ ذاریات، ۱۱)

☆ لَا یَفْقَهُوْنَ

نہیں سمجھتے۔

(سورۂ فتح، ۱۵)

☆ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا

دلوں پر قفل لگے ہیں۔

(سورۂ محمد، ۲۴)

☆ طَبَعَ اللّٰہُ علٰی قُلُوبِہِم

خدا نے ان کے دلوں میں مہر لگا دی۔

(سورۂ محمد، ۱۶)

☆ مُعَلَّمٌ مجنون

تعلیم یافتہ دیوانہ۔

(سورۂ دخان، ۱۴)

☆ اِنْ ھُمْ اِلاَّ یَخرُصُوْنَ

نرے جھوٹے ہیں۔

(سورۂ زخرف، ۲۰)

حیوانات کے نام

جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں

حیوان کا نام	لفظ	سورہ اور آیت نمبر
اژدھا	ثعبان	فإذا هی ثعبان مبين اعراف، ۱۰۷
مچھلی	حوت	فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِيْم صافات، ۱۴۲
ہاتھی	فیل	اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ فیل، ۱
گائے	بقرہ	اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً بقرہ، ۶۷
سور	خنزیر	حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ مائدہ، ۳
اونٹ	جمل	حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ اعراف، ۴۰
اونٹ	ابل	وَمِنَ الابل اثنين انعام، ۱۴۴
اونٹنی	ناقہ	قدْ جَائتكُم بينة مِنْ رَبِّكُمْ هٰذه نَاقَةُ الله لَكُم آية اعراف، ۷۳
اونٹ	بُدْنْ	وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِنْ شَعَائِرِ الله حج، ۳۶
گھوڑا	خیل	وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ الله انفال، ۶۰
گھوڑا	عادیات	وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحاً عادیات، ۱
گھوڑا	صافنات	اِذْ عُرِضَ بِالْعَشِیِّ الصافنات الجياد ص، ۳۱
بچھڑا	عجل	عِجلاً جسداً له خوار اعراف، ۱۴۸
گدھا	حمر	كأنهم حُمُرٌ مستنفره مدثر، ۵۰
شیر	قسورہ	فَرَّتْ مِن قَسْوَرَة مدثر، ۵۱
گدھا	حمار/حمیر	وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْر نحل، ۸

خچر	بغال	وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ	نحل، ۸
بھیڑ	غنم/نعجہ	لقد ظلمك بسؤال نعجتك إلى نعاجه	ص، ۲۴
بھینس	ضأن	مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ	انعام، ۱۴۳
بکری	معز	مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ	انعام، ۱۴۳
کتا	کلب	وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ	کہف، ۱۸
بندر	قردة	كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ	بقرہ، ۶۵
مچھلی	حوت	فاني نسيت الحوت	کہف، ۶۳
سانپ	حیہ	فاذا هي حية تسعى	طہٰ
ہدہد	هدهد	لا أرى الهدهد	نمل، ۲۰
کوا	غراب	ان اكون مثل هذا الغراب	مائدہ، ۳۱

کیڑے مکوڑوں کے نام

جو قرآن میں مذکور ہیں

کیڑوں کے نام	لفظ	سورہ اور آیت نمبر	
ٹڈی	جراد	كأنهم جراد منتشر	قمر، ۷
شہد کی مکھی	نحل	وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ	نحل، ۶۸
مکھی	ذباب	إِنَّ الَّذِينَ تدعون من دون الله لن يَخْلُقُوا ذبابا	حج، ۷۳
مچھر	بعوضہ	أَنْ يَضْرِبَ مَثَلاً مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا	بقرہ، ۲۶
چیونٹی	نمل	حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَة	نمل، ۱۸

جوں	قُمّل	فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ اعراف، ۱۳۳
مکڑی	عنکبوت	كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا عنکبوت، ۴۱
حشرات الارض	دابۃ الارض	فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ سبا، ۱۴
تتلی	فراش	يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ قارعہ، ۴

سبزیوں اور پھلوں کے نام
جو قرآن میں ذکر ہوئے ہیں

پھل کا نام	لفظ	سورہ اور آیت نمبر۔
انگور	عنب	وَعِنَبًا وَقَضْبًا عبس، ۲۸
کھجور	نخل	أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ اسراء، ۹۱
انار	رمان	وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انعام، ۹۹
زیتون	زیتون	وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ تین، ۱
انجیر	تین	وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ تین، ۱
کدو	یقطین	وَأَنبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّن يَقْطِينٍ صافات، ۱۴۶
سبزی	بقل	مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا بقرہ، ۶۱
کھیرا	قثاء	مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا بقرہ، ۶۱
لہسن	فوم	مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا بقرہ، ۶۱
پیاز	بصل	مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا بقرہ، ۶۱

سونٹھ	زنجبیل	مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا	انسان،۱۷

رنگوں کے نام

جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں

رنگ کا نام	لفظ	سورہ اور آیت نمبر	
خاکستری	رماد	كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ	ابراہیم،۱۸
سبز	اخضر	جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا	یٰس،۸۰
پیلا	صفراء	صفراءُ فاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِين	بقرہ،۶۹
رنگین	الوان	ثمراتٍ مختلفاً الوانها	فاطر،۲۷
کالا	سود	وغرابيبُ سُوْدٌ	فاطر،۲۸
کالا	اسود	حتی يَتَبَيَّنَ لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود	بقرہ،۱۸۷
سفید	ابیض	حتی يَتَبَيَّنَ لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود	بقرہ،۱۸۷
سر سبز	مدھامتان	مدھا مّتَان	رحمٰن،۶۴
سرخ	حمر	وَحُمرٌ مُختَلِفٌ اَلوانُهَا	فاطر،۲۷

پرندوں کا نام

جن کا نام قرآن میں آیا ہے

پرندے کا نام	لفظ	سورہ اور آیت کا نام	
ہد ہد	ھُدھُد	فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ	نمل،۲۰

کوا	غراب	اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ مائدہ،۳۱
پرندوں کا جھنڈ	ابابیل	فَاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ فیل،۳
سمانی	سلوٰی	عَلَیکم الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی بقرہ،۵۷

اعضائے بدن کے نام

جو قرآن میں ذکر ہوئے ہیں

عضو کا نام	لفظ	سورۃ اور آیت نمبر
سر	راس	لاتاخذ بلحیتی ولا براسی طٰہٰ،۹۴
چہرہ	وجوه	فاغسلوا وُجُوهَکُم مائدہ،۶
پیشانی	جبین	فلما اسلما و تلّهٗ لِلْجَبِیْنِ صافات،۱۰۳
چشم	عین	وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ مائدہ،۴۵
کان	سمع	سَمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ نحل،۷۸
کان	اذن	وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ مائدہ،۴۵
ناک	الخرطوم	سَنَسِمُهٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ قلم،۱۶
ناک	الْاَنْفَ	وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ مائدہ،۴۵
لب	شفة	وَلِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ بلد،۹
زبان	لسان	وَلِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ بلد،۹
منہ	افواہ	یقولون بافواهہم ما لَیْسَ فی قُلُوبِهِم آل عمران،۱۶۷
دانت	سن	والسِّنَّ بِالسِّنِّ مائدہ،۴۵
ٹھوڑی	الاذقان	فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فهم مُّقْمَحُوْنَ یٰس،۸

داڑھی	لحیہ	لَا تَأخذ بِلِحیَتِی	طہ، ۹۴
حلق	الحناجر	بَلَغَتِ القُلُوبُ الحَنَاجِر	احزاب، ۱۰
گلا	الحلقوم	فاذا بَلَغَتِ الحُلقُوم	واقعہ، ۸۳
گردن	الرقاب	فَضَربَ الرِّقَاب	محمد، ۴
ہاتھ	ایدی	السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما	مائدہ، ۳۸
بازو	عضد	وَمَا کُنتُ مُتَّخِذَ المُضِلِّینَ عَضُداً	کہف، ۵۱
کہنی	مرافق	واغسلو وجوھکم و ایدیکم اِلَی المَرافِقِ	مائدہ، ۶
انگلی	أصابع	یَجعَلُونَ أصَابِعَھُم فِی اذانِھِم	بقرہ، ۱۹
انگلی	انامِل	عَضُّوا عَلَیکُم الاَنَامِلَ من الغیظ	آل عمران، ۱۱۹
ناخن	ظُفُر	حَرَّمنَا علیھم کل ذِی ظُفُر	انعام، ۱۴۶
سینہ	صدر	رب اشرح لی صدری	طہ، ۲۵
دل	افئدۃ	سَمعَ وَالاَبصَارَ وَالاَفئِدَۃَ	نحل، ۷۸
پیٹ	بطن	وَاللہُ اَخرَجَکُم مِن بُطُونِ اُمَّھَاتِکُم	نحل، ۷۸
کمر	ظھر	وَاِذ اَخَذَ رَبُّکَ مِن بَنِی آدم مِن ظُھُورِھِم	اعراف، ۱۷۲
آنتیں	امعاء	فَقَطَّعَ امعائھم	محمد، ۱۵
شرمگاہ	سوآت	بَدَت لَھُما سوآتُھُما	اعراف، ۲۲
پاؤں	اَرجُل	اَلَھُم اَرجُل یَمشُونَ بِھَا	اعراف، ۱۹۵
پاؤں کے ابھار	کعبین	وارجلکم الی الکعبین	مائدہ، ۶
شرم گاہ	فرج		
ایڑی	اعقاب	یَرُدُّوکُم عَلَی اَعقَابِکُم فَتَنقَلِبُوا خاسرین	آل عمران، ۱۴۹
ایڑی	عَقِب	علی عقبیہ	آل عمران، ۱۴۴

گوشت	لحم	اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتاً	حجرات، ۱۲
جلد / کھال	الجلود	مَا فِی بُطُوْنِھِم وَالْجُلُوْد	حج، ۲۰
رگ	الورید	مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد	ق، ۱۶
شہ رگ	الوتین	ثم لقطعنا منہ الوتین	حاقہ، ۴۶
ہڈیاں	العظام	وَانظُر الی العظام	بقرہ، ۲۵۹
پہلو	جُنُوب	قیاماً و قُعُوداً و عَلٰی جُنُوبِھِم	آل عمران، ۱۹۱
آنسو	الدّمع	وَ اَعْیُنُھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْع	توبہ، ۹۲
خون	دَمْ	یَسْفِکُ الدِّمَاء	بقرہ، ۳۰

فرشتوں کے نام

جن کا نام قرآن میں آیا ہے

فرشتے	لفظ	سورہ اور آیت نمبر	
جبرئیل	وحی کا فرشتہ	مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِیْلَ	بقرہ، ۹۷
میکائیل	رزق کا فرشتہ	وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَالَ	بقرہ، ۹۸
ماروت		وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَ مَارُوْت	بقرہ، ۱۰۲
ہاروت		وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَ مَارُوْت	بقرہ، ۱۰۲
مالک	عذاب کا فرشتہ	وَ نَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ	زخرف، ۷۷
روح	حضرت مسیح کی تائید کرنے والا فرشتہ	وَ اَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُس	بقرہ، ۸۷

اعداد جو قرآن میں آئے ہیں

اعداد	لفظ	سورہ اور آیت نمبر
ایک لاکھ	مِائَةِ اَلْف	وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ صافات، ۱۴۷
پچاس ہزار	خَمْسِیْنَ اَلْفَ	فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ معارج، ۴
پانچ ہزار	خَمْسَةِ آلاف	هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ آل عمران، ۱۲۵
تین ہزار	ثَلٰثَةِ آلاف	اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ آل عمران، ۱۲۴
ہزاروں	اُلُوْف	وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ بقرہ، ۲۴۳
دو ہزار	اَلْفَیْنِ	اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ انفال، ۶۶
ایک ہزار	اَلْفَ	اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ حج، ۴۷
نو سو پچاس	الف سنة اِلاَّ خمسین	اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا عنکبوت، ۱۴
تین سو	ثَلٰثَ مِائَة	ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا کہف، ۲۵
۲۰۰	مِائَتَیْنِ	مِائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ انفال، ۶۶
۹۹	تِسْعٌ و تِسْعُوْن	تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً ص، ۲۳
۷۰	سبعین	سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا اعراف، ۱۵۵
۶۰	سِتِّیْن	فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا مجادلہ، ۴
۵۰	خمسین	اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا عنکبوت، ۱۴
۴۰	اَرْبَعِیْن	فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً اعراف، ۱۴۲
۳۰	ثَلٰثِیْن	وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً اعراف، ۱۴۲

۲۰	عِشْرُوْنَ	عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ	انفال،۶۵
۱۹	تِسْعَةَ عَشَرَ	عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَر	مدثر،۳۰
۱۲	اِثْنَىْ عَشَرَ	فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا	بقرہ،۶۰
۱۱	اَحَدَ عَشَرَ	اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا	یوسف،۴
۱۰	عَشَرَ	وَ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ	اعراف،۱۴۲
۹	تسع	تِسْعٌ	ص،۲۳
۸	ثمانية	ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ	انعام،۱۴۳
۷	سبع	وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ	بقرہ،۱۹۶
۷	سبع	سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْبُله	بقرہ،۲۶۱
۶	سِتَّةٌ	اَلَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّام	سجدہ،۴
۵	خمسة	خَمْسَة	آل عمران،۱۲۵
۴	اربع	مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ	توبہ،۳۶
۳	ثلاث	فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ	بقرہ،۱۹۶
۲	اِثْنَان	اِثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ	مائدہ،۱۰۶
۱	اَحَدَ	قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد	توحید،۱

اعداد ترتیبی و کسری جو قرآن میں ذکر ہوئے

ترتیبی و کسری اعداد	لفظ	سورہ اور آیت نمبر	
۱۰ سے ۴۰	عُصْبَة	وَ نَحْنُ عُصْبَة	یوسف،۸

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ
لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرْ

ترجمہ: ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے
آسان کردیا ہے، کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے۔
(القرآن)

جی ہاں قدرت نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔

آپ قرآن پڑھنا چاہتے ہیں مگر وقت کی کمی یا استاد کے میسر نہ آنے کی وجہ سے پڑھنا نہ سیکھ سکے ہوں تو مایوس نہ ہوں۔

الحرمین پبلشرز پاکستان کراچی نے قرآن کریم درست پڑھنے کو آسان کردیا ہے۔ چالیس گھنٹے میں بس اسباق آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعے ازبر کریں اور قرآن پڑھنا سیکھیں جو قرآن فہمی کی طرف پہلا قدم ہے۔ الحرمین پبلشرز کی فخریہ پیشکش خود آموز ناظرہ قرآن خوشنما، دیدہ زیب فولڈر میں کتاب اور اس کے تدریسی چار عدد کیسٹ آج ہی آرڈر دے کر طلب کریں۔

برائے ایصال ثواب جناب و بیگم مرحوم ، عبدالحسین غلام علی

IN THE NAME OF ALLAH, THE MOST GRACIOUS, THE MOST MERCIFUL

HIJAZ COLLEGE
ISLAMIC UNIVERSITY

HIJAZ College

I hereby Certify that

SAYED MOHAMMAD HOSSEIN TABATABAEI

having been assessed by the

HIJAZ EXAMINATION BOARD

in the

" Science of the Retention of the Holy Quran"

has been admitted to the Degree of

Honorary Doctor of Philosophy

By Authority of Allah Almighty
and his Beloved Prophet Muhammad p.b.u.h.
and those Beloved to them

21st SHAWWAL 1418
19th FEBRUARY 1998

HAZRAT ALLAMA PIR FAIZ -UL-AQTAB SIDDIQI. LLB.
Barrister at Law
Principal

عصر حاضر کا معجزہ

یعنی

(قرآنی گھرانہ)

از قلم

سید ذوالفقار علی زیدی

ناشر

الحرمین پبلشرز پاکستان، کراچی

عرض ناشر

یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ ان نوجوانوں اور بچوں کے لیے ترتیب دی گئی جو قرآن سے لگاؤ اور عشق رکھتے ہیں جو ایسے ہی بچوں اور ان کے عظیم والدین کے بارے میں ہے جنھوں نے اپنی تمام مساعی قرآن کی خدمت میں صرف کیں اور دوسرے والدین اور بچوں کے لیے نمونہ بن گئے۔ ان کے والدین کی عظمت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بچوں کو "قرآنی ماحول" فراہم کیا اور بغیر کسی مشقت کے قرآن کریم کو مختصر سی مدت میں حفظ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کے بارے میں جب لوگ تعجب کرتے ہیں کہ آپ لوگوں نے قرآن کو کیسے یاد کیا۔ تو یہ بچے جن کی عمریں ١٢ سال (صادق وزیری)، ١٠ سال (زہرا وزیری)، ٦ سال (فاطمہ وزیری) ہیں جواب دیتے ہیں اس کے برخلاف ہمیں تعجب اس بات پر ہے کہ آپ لوگوں نے قرآن کو کیونکر بھلا دیا ہے؟ کیا قرآن بھلانے کے قابل کتاب ہے؟ ہم یہاں پر عرض کریں کہ قرآن کو حفظ کرنے اور زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو قرآن سے آشنا کرنے کے لیے قرآنی ماحول ضروری ہے یعنی بچے اپنے گھروں میں تلاوت قرآن کی آواز سے مانوس ہوں۔ والدین پر فرض ہے کہ اپنے بچوں کے لیے ایسا ماحول فراہم کریں اور یہ کام ایسا مشکل نہیں جیسا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کے اس دور میں آپ اس قدر کریں کہ اپنے گھر سے "شیطانی ڈش" کو ہٹا کر اسے قرآن کے لیے اہل بنائیں۔ اگر یہ ناممکن ہے تو کم از کم ایسی ڈش لگوائیں جس کے ذریعے آپ، آپ کے بچے ہر وقت قرآن، حفظ قرآن اور اس کی تفسیر کے اسباق ٢٤ گھنٹے سن سکیں اور آپ کے گھر میں ہر وقت کتاب خدا کی تلاوت کی آواز آنے لگے گی۔ ہمیں معلوم ہے کہ قرآن سے عشق رکھنے والے بچوں کی کوئی کمی نہیں۔ قرآن سے عشق رکھنے والے بچے اپنے بزرگوں کو مجبور کریں گے کہ ان کے لیے ایسی ڈش کا بندوبست کریں اور مروجہ

شیطانی ڈش کو گھر سے نکال باہر کریں۔ آپ کو ہم بتادیں کہ اس کتاب کی دوسری جلد عنقریب آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ جس میں آپ کی ایک پانچ سالہ حافظ قرآن سید محمد حسین طباطبائی کے ساتھ ملاقات ہوگی

لیکن اگر آپ اپنے گھر میں جمہوری اسلامی ایران کی ڈش لگوائیں گے تو ہر ہفتے اسی ننھے حافظ کو قرآن کا درس دیتے ہوئے دیکھیں گے۔ یہ وہی حافظ ہے جسے ۵ سال کی عمر میں پی ایچ ڈی کی سند دی گئی ہے جو اس وقت چھٹے یا ساتویں سال میں ہے

ان عظیم بچوں نے اپنی کارکردگی کی بنا پر ایک قرآنی موج پیدا کی ہے جو بہت ساری قرآنی امواج کا سرچشمہ قرار پا گئی ہے۔

عزیز بچو! یاد رکھو کہ خود انسان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ ہاں وہ جو کچھ کام کرتا ہے وہی اس کی قیمت بن جاتی ہے۔ اگر کام عظیم ہے تو اس کی قیمت بھی عظیم ہو جاتی ہے یعنی ہر انسان کا کام اسے عظمت دیتا ہے اور دنیا کا دستور رہا ہے کہ کسی آدمی کی قیمت اس کے کام سے تعین کی جاتی ہے۔ اہل دل کو لوگوں سے یہی شکایت رہی ہے کہ وہ کسی بڑے کام کا نہیں سوچتے۔ بیچارے شاعر تو یہی شکایت کرتے ہوئے چلے گئے

کیا ہوئے احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن لی پھر مر گئے

ادارہ تین عظیم پاکستانی بچوں کی خدمات کو اپنی قوم کے بچوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہے اور یہ امید رکھتا ہے کہ ان بچوں کے عظیم کام کو سامنے رکھ کر ہمارے دوسرے بچے بھی قرآن کی راہ میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

اس کتاب کی تیاری میں مجلہ "آشنا"، اردو اور فارسی کے مختلف اخبارات اور رسائل سے مدد لی گئی ہے اور محترم عرفان علی صاحب نے متعلقہ تصاویر اور مواد ہم تک پہنچایا ہے جس کے لیے ہم شکرگزار ہیں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ
سید ذوالفقار علی زیدی

وطن عزیز پاکستان کا جب نام آتا ہے تو اس کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کا نام بھی آتا ہے اور پاکستان کے کسی بھی حصے سے کوئی پاکستانی شہر قائد کراچی میں آتا ہے تو وہ ضرور اپنے قائد سے متعلق یادگاروں کو دیکھتا ہے۔ مزار قائد کے علاوہ ایک اور جگہ بھی دیکھتا ہے جو قائداعظم محمد علی جناح کی جائے پیدائش ہے اور کراچی کے قدیم علاقے میں واقع ہے جو "وزیر مینشن" کے نام سے موسوم ہے۔ اکثر لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ قائداعظم کی جائے پیدائش "برتھ پلیس" کے ساتھ ساتھ وزیر مینشن کیوں کہلاتی ہے۔

ہم آپ کو بتادیں گے کہ "وزیر مینشن" کہلانے کی وجہ کیا ہے اور برتھ پیلس کے ساتھ ساتھ وزیر مینشن کا نام بھی دائم اور باقی رہنے کی وجہ بھی سمجھ جائیں اور آپ کو یہ بھی پتہ چلے گا کہ اس عمارت کے سابقہ مالک کے عقائد کی پختگی کس قدر تھی اور وہ روحانی طاقت اور خدا پر ایمان کی کس منزل پر فائز تھے۔

وزیر علی سے وزیری تک

پاکستان بننے سے پہلے ہندوستان کے شہر پونا میں ایک شخص رہتا تھا جو بہت نیک و مخلص تھا ان کا نام وزیر علی تھا۔ ہندوستان کے وسیع و عریض ملک میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد خدائے واحد کی بندگی اور ہدایت کی عظیم نعمت سے

بے بہرہ ہے اور خدائے واحد کے بجائے غیر خدا کی پوجا میں مشغول رہتے ہیں جیسے آگ، گائے، بندر اور بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں یہاں تک کہ انسان کو بھی ان کے قدموں پر قربان کرتے ہیں۔ وزیر علی اس قدر متقی اور موحد تھا کہ کسی بھی وقت ایک لمحے کے لیے بھی اپنے ماحول سے متاثر نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی یادِ خدا سے غافل رہا۔ ہر وقت مخلوق خدا کی خدمت اور رضائے الٰہی کی طلب میں مشغول رہا۔ وہ افسوس کرتا تھا کہ لوگ اس قدر ظالم کیوں ہیں اور خدا کی مخلوقات میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے۔ خدا کی عبادت کے بجائے طاقتوروں کے کیوں اسیر ہیں؟ کیوں حیوانات اور دوسرے اجسام کی پرستش کرتے ہیں؟ البتہ ہندوستان کے دوسرے کچھ افراد بھی وزیر علی کی طرح مسلمان تھے خدا پرستی اور دین داری پر قائم تھے۔

وزیر علی ایک زاہد اور متقی شخص تھا اور سادہ زندگی بسر کرتا تھا جو کسی بھی قسم کے تعیشات سے پاک تھی۔ وہ حقیقت میں عترتِ اہل بیت اور قرآن کے دوستوں میں سے ایک تھا۔ ایک حقیقی مجاہد تھا۔ مولائے کائنات علی ابن ابی طالبؑ کی ذات کو نمونہ عمل قرار دے کر اشراف کی زندگی گزارنے کی بجائے سادہ زندگی گزارتے ہوئے تھوڑے سے مال دنیا پر قناعت کرتا تھا۔ وہ اکثر اوقات اپنے کام میں مشغول رہتا اور اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف رکھتا تھا اگرچہ وہ جس سرزمین پر زندگی گزار رہا تھا وہاں کے اکثر حصے پر کفر نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ وزیر علی اپنی آمدنی میں سے جسے اس نے اپنی

محنت سے کمایا ہوا تھا اکثر فقیروں اور تنگدستوں کو دے دیتا تھا اور خود بہت کم پر قناعت کرتا تھا۔

وزیر علی کی ہجرت:

ایام گزرتے رہے، یہاں تک ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے بانی محمد علی جناح کی کوششوں سے مملکت پاکستان وجود میں آگیا جو اس وقت ہندوستان کا حصہ تھا اور اب ایک مستقل مملکت بن گیا، اسی دوران وزیر علی نے ارادہ کیا کہ وہ بھی پاکستان ہجرت کرلے کیونکہ پاکستان ایک مسلمان مملکت بن گئی تھی اور اس کا رہبر بھی ایک مسلمان بلکہ شیعہ اثنا عشری تھا۔ وزیر علی نے اپنے گھر، وطن، دوستوں اور احباب کو خیرباد کہہ کر صرف اس لیے پاکستان ہجرت کرنے کا ارادہ کیا کہ وہ وہاں پر اسلام اور مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرسکے گا۔ پونا میں ان کی جائداد میں ایک تین منزلہ عمارت تھی۔ انھوں نے یہ عمارت بیچ کر اپنے سفر کے لوازمات مہیا کرنے کے بجائے اسے پونا کے شیعوں کے لیے وقف کیا کہ وہاں دینی مراسم ادا کریں۔ اس کے بعد خدا پر توکل کرکے رحمت الٰہی پر امید رکھ کر اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان کی طرف ہجرت کی۔

ان الذین امنو والذین ھاجرو .... غفور الرحیم

بے شک جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کی رحمت کے سزاوار ہوسکتے ہیں اور خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۲۱۸)

وزیر علی نے پاکستان پہنچ کر کراچی کے شہر کو زندگی گزارنے کے لیے منتخب کیا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ خاندان والوں کے لیے وہاں ایک گھر خریدیں تاکہ سکون سے زندگی گزار سکیں پہلے انہوں نے ایک گھر خریدا اور رقم ادا کر دی لیکن چند دنوں کے بعد گھر کا مالک آیا اور گھر واپس لے کر سودا ختم کر دیا۔ وزیر علی نے دوسری جگہ جا کر ایک اور گھر خریدا۔ اس دفعہ بھی سودا چند دنوں کے بعد ٹوٹ گیا اور اس کا گھرانا بے گھر رہا۔

وزیر علی کسی بھی وقت خدا کی رحمت سے مایوس نہیں تھا۔ وہ پھر گھر خریدنے نکلا البتہ اس دفعہ نے کافی پیسے فراہم کیے تاکہ اس دفعہ گھر خریدے اور مشکلات دور ہو جائیں تاکہ پہلے کی طرح مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے اسی دوران اسے اطلاع ملی کہ ایک ہندوستانی جس کا نام "موتن داس" ہے گھر بیچنا چاہتا ہے۔ وزیر علی نے اس کا گھر جا کر دیکھا، پسند آیا، سودا پکا ہو گیا، نقد قیمت دے کر اس کا گھر خریدا اور اس عمارت کا نام "وزیر مینشن" رکھا۔ چونکہ وہ پونا کا رہنے والا تھا اس لیے لوگ اسے وزیر علی پونا والا کہتے تھے۔

موتن داس نے گھر کا قبضہ دیتے وقت وزیر علی سے کہا یہ گھر تمہارے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگا کیونکہ یہ وہی گھر ہے جس میں پاکستان کے بانی و رہبر محمد علی جناح پیدا ہو چکے ہیں۔ وزیر علی نے موتن داس کی ان باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دی لیکن ایک سال بعد یعنی ۱۹۴۸ء میں پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح وفات پا گئے۔ بانی پاکستان حضرت قائداعظم کے وفات کے چند دنوں بعد حکومت کے چند افسران ان کے گھر آئے اور کہا یہ گھر قائداعظم محمد

علی جناح کی جائے پیدائش ہے۔ آپ اسے خالی کر کے حکومت کے حوالے کریں۔ وزیر علی کو آج موتن داس کی باتوں کا یقین آیا۔ انہوں نے بغیر کسی مطالبے اور درخواست کے حکومت کے نمائندوں کی باتوں کو قبول کیا اور گھر خالی کر کے ان کے حوالے کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

حکومت کے نمائندوں میں سے ایک نے کہا ہم یہ گھر آپ سے لینے کے بعد اس کا نام تبدیل کریں گے۔ وزیر علی اس قسم کی باتوں کو اہمیت نہیں دیتا تھا۔ جواب میں کہا میں نے یہ مکان خالی کرنے کے لیے کوئی شرط نہیں رکھی ہے۔ آپ جو چاہیں کریں۔ جب وزیر علی نے ایسا کہا تو حکومت کے کارندوں نے نہ صرف یہ کہ اس عمارت کا نام تبدیل نہیں کیا بلکہ قریب کا ریلوے اسٹیشن بھی ان کے نام سے موسوم کیا۔ اس کے ساتھ ہی زمین کا ایک پلاٹ جو اس گھر کے نزدیک تھا وزیر علی کو دے دیا اور ان سے کہا کہ وہ وہاں پر ایک تجارتی کمپلیکس بنا کر اسے اپنے نام سے موسوم کرلے۔ اس طرح سے کراچی کے ایک اہم مقام پر ایک کلومیٹر فاصلے پر تین اہم عمارتیں "وزیر مینشن" کے نام سے معروف ہوئیں۔

پاکستان میں ایسے بہت کم اشخاص ہیں جن کے نام پر تین اہم عمارتوں کے نام رکھے گئے ہوں۔ یہ ظاہری شہرت جو وزیر علی کو حاصل ہوئی یہ صرف اس وجہ سے حاصل ہوئی کہ انہوں نے ہندوستان میں اپنے گھر کو فروخت کرنے کی بجائے خدا کی راہ میں وقف کیا اور خدا کی رحمت پر امید رکھ کر پاکستان ہجرت کی۔

خداوند عالم اپنی بے پایاں رحمتوں کے ذریعے نیک عمل کے معنوی ثواب اور اجر کے علاوہ جو اپنے نیکوکار بندوں کو عطا کرتا ہے، اس دنیا میں اس سے بھی بہتر اجر عطا کرتا ہے اور خیر و برکت ان کے شامل حال کرتا ہے۔ ان کی نسل کو عزت دیتا ہے تاکہ ان کے ذریعے ان کا نام اور یاد باقی رہے اور یہ وعدۂ الٰہی تمام نیکوکار بندوں کے ساتھ ہے:

فا اتاهم الله ثواب الدنیا .... والله یحب المحسنین

خدا دنیا میں ان لوگوں کو دنیا میں ثواب عطا کرتا ہے اور اس سے اچھا آخرت میں عطا کرتا ہے اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورۂ آل عمران، آیت ۱۴۸)

وزیر علی نے اپنا جو نیا تجارتی کمپلیکس بنایا تھا ۱۲۵۰ افراد کو کرائے پر دیا تاکہ وہاں تجارت کریں جو انھیں کرایہ ادا کرتے تھے۔ اس طریقے سے اس کی آمدنی بہت اچھی ہو گئی۔ اتنی اچھی کہ جس کے ذریعے وہ ایک پرتعیش زندگی گزار سکتا تھا اور اپنے اور خاندان کے لیے بہت سی سہولیات فراہم کر سکتا تھا۔ مگر وزیر علی ایک مرد مومن تھا وہ سعادت اور خوش بختی کو پرتعیش زندگی میں نہیں جانتا تھا بلکہ سعادت کی زندگی کو خدا کی اطاعت اور سیرت معصومینؑ کی پیروی پر جانتا تھا۔ اور یہی زندگی دنیا و آخرت کی سعادت کا باعث بن سکتی ہے۔ خدا نے انھیں پندرہ اولادیں عطا کیں جن میں سے ۴ دنیا سے جا چکے ہیں۔ ان کے بہت بڑے کنبے کی زندگی کے لیے بہت زیادہ اخراجات کی ضرورت تھی لیکن وہ اپنی آمدنی میں سے ۲۰ فیصد اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے تھے جو ضروری تھا۔

اس بناء پر اس کی بیوی اور بچے بعض اوقات ناراض ہو جاتے تھے کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ آمدنی بہت زیادہ ہے اور ان کی زندگی بہت ہی سادہ گزر رہی ہے اور وہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ وزیر علی باقی آمدنی کا کیا کرتا ہے۔ کراچی میں وزیر علی کی زندگی اتنی سادہ تھی کہ عام لوگوں کا خیال تھا کہ وہ ایک کنجوس شخص ہے شاید اپنے مال کا خمس بھی نہیں دیتا ہے۔

وزیر علی موت کے بعد

۳ ماہ شعبان ۱۳۹۷ھ قمری مطابق ۱۹۷۷ عیسوی کو وزیر علی کا انتقال ہوا اور اس کے انتقال کی خبر پاکستان کے دوسرے شہروں تک پہنچ گئی۔ اس خبر کے ملتے ہی پاکستان کے دوسرے شہروں سے عزاداری کے ماتمی دستوں نے کراچی کی طرف رخ کیا اور اس کا فاتحہ پڑھنے اور پسماندگان سے تعزیت کرنے کے لیے کراچی آئے۔ مرحوم کا خاندان تعجب کرنے لگا یہ عزاداری کے ماتمی دستے کیوں ان کے گھر آئے ہیں۔ جبکہ وزیر علی اپنی زندگی میں اس قدر دوست و آشنا نہیں رکھتا تھا اور دوسرے طرف ماہ رمضان شروع ہو چکا تھا اور ان کی سادہ زندگی میں اتنے سارے لوگوں کو افطاری دینے کے وسائل بھی موجود نہیں تھے بالآخر جب اس کی وجہ ڈھونڈی گئی تو پتہ چلا کے وزیر علی نے اپنی زندگی میں اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ قرآن کے حصے، رمضان کا حصہ، رمضان کے افطاری کے حصے، فقراء کے حصے قرار دے کر کسی کے علم میں لائے بغیر یا کہیں لکھے بغیر پاکستان کے دوسرے شہروں جیسے لاہور، ملتان اور حیدر آباد وغیرہ بھیجتا رہا ہے۔

اس نے یہ کام اس قدر خفیہ طریقے سے کیا گویا ایک ہاتھ سے دیا تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوئی۔ اور یہاں تک کہ اس کی بیوی اور بچے بھی نہیں جانتے تھے۔ اس نے کراچی میں خیرات کا اس طرح کا کوئی کام نہیں کیا۔ صرف اس لیے کہ لوگ اس کے عمل خیر سے مطلع نہ ہو جائیں۔ اس کی موت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کنجوس اور مال جمع کرنے کا دلدادہ نہیں تھا بلکہ کشادہ دل تھا اور اہل خیر میں سے تھا اور صرف خلوص کے ساتھ خدا کی خاطر اپنے مال کا حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والا تھا۔ خمس کے بارے میں مرحوم وزیر علی کا نظریہ یہ تھا کہ ایک انسان ۲۰ فیصد خدا کی راہ میں خرچ کر کے ۸۰ فیصد اپنی زندگی میں خرچ کرنے کے بجائے یہ ہونا چاہیے کہ ۸۰ فیصد خدا کی راہ میں اور ۲۰ فیصد اپنی زندگی کے لیے خرچ کرے۔ وہ اپنی اس نظریے کی دلیل میں کہتا تھا جب ہم چاہتے ہیں کہ خدا کی راہ میں قربانی دیں تو حکم ہے کہ بے عیب اور بے نقص موٹا تازہ سفند لا کر ذبح کریں یہاں تک کہ اس کا کان بھی کٹا ہوا نہ ہو تو خدا کی راہ میں خمس کے لیے کم مال خرچ کیوں کریں۔

ہم کیسے دولت مند ہوئے؟ اس کی ایک اور دلیل یہ بھی کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ ہم خدا کی راہ میں دیتے ہیں اس کا کئی گنا خدا ہمیں عطا کرتا ہے اور ہمارے مال و دولت کو زیادہ کرتا ہے اور جب ہم اپنے مال و دولت کو خرچ کرتے ہیں تو اس میں اور اضافہ ہوتا ہے اور اگر ہم اپنے مال و دولت کا زیادہ حصہ خدا کی راہ میں خرچ کریں گے تو ہمارے مال میں بھی زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ اس بنا پر یہ بہتر ہے اگر ہم مال و دولت میں اضافہ چاہتے ہیں تو اپنی ۲۰ فیصد آمدنی

کو اپنی ذات پر خرچ کریں اور ۸۰ فیصد آمدنی کو دینی امور اور راہ خدا میں خرچ کریں تاکہ خدا ہمارے مال و دولت کو زیادہ سے زیادہ برکت نصیب کرے۔

ہاں خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا دکھاوے اور ریا کے طور پر نہ ہو اور صرف خدا کی رضا مطلوب ہو تو خدا کی طرف سے خیر و برکت انسان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اس کا کئی گنا دنیا میں اور لاانتہا ثواب آخرت میں حاصل ہوتا ہے قرآن میں متعدد آیات میں سے جن میں ایک سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۶۱ بھی اسی موضوع کی تائید کرتی ہیں۔

وزیر علی حافظ قرآن

وزیر علی اپنے گھر میں مسلسل قرآن کی آیات کی تلاوت کرتا رہتا تھا اور تلاوت کی آواز ہمیشہ اس کے گھر کو معطر رکھتی تھی۔ اس کی اولاد رات کے وقت باپ کی تلاوت کی آواز سنتے ہوئے سو جاتی تھی اور جب صبح بیدار ہوتے تھے تو تلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی۔ قرآن کی تلاوت نے اس کے گھر کو نورانی بنا رکھا تھا جیسا کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

نوروا بیوتکم بتلاوۃ القرآن

تم اپنے گھروں کو تلاوت قرآن سے نورانیت بخشو۔

گویا وزیر علی پیغمبر اکرمؐ کے اس ارشاد پر مکمل عمل کرتا تھا جیسا کہ ارشاد فرمایا:

علیك بتلاوت القران علی کل حال

ہر حالت میں تم پر قرآن کی تلاوت لازم ہے۔

وزیر علی پونا والا کی بیوی ایک مخلص پاک دامن اور پرہیزگار عورت تھیں۔ خدا پر اعتقاد اور چہاردہ معصومین سے لگاؤ اور محبت رکھنے نیز قرآن سے وابستگی رکھنے میں بے مثال تھیں۔ خصوصاً امام زمانہؑ پر بہت کم لوگوں کا ایسا محکم اور راسخ عقیدہ ہوگا جو ان کی محبت اور خلوص کا پتہ دیتا ہے۔ اس پرہیزگار خاتون کا کہنا ہے کہ ہمیں اپنی حاجات کو براہ راست خدا سے طلب نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہمیں چاہیے کہ اپنی حاجات چہاردہ معصومین کے ذریعے خدا تک پہنچائیں تاکہ ان کی مدد اور شفاعت سے خدا اپنی رحمتوں کا دروازہ ہم پر کھولے اور ہماری دعائیں پوری ہو جائیں۔

اس مومنہ کے دوسرے اعتقادات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص ہر روز چہاردہ معصومینؑ کی نیت سے صدقہ دے اور نیت کرے کہ خدا اگر مجھے کعبہ کی زیارت نصیب کرے تو اپنے حج کی ادائیگی کے علاوہ ایک اور حج امام زمانہؑ کی نیت سے بجالاؤں گا تو اس میں شک نہیں کہ خدا اس شخص کو اپنے گھر کی زیارت کی سعادت عطا کرے چاہے اس کی مالی حالت کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو اور ظاہری طور پر حج اس کے لیے ناممکن ہو۔ بہت سارے لوگوں نے ایسا کیا ہے اور ان کی مالی مشکلات کے باوجود مکہ جا کر حج بجالانے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ بلکہ ایک دفعہ نہیں بلکہ دو مرتبہ حج بجالانے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ اگرچہ ان کے ظاہری وسائل کچھ بھی نہیں تھے اور ان کے لیے حج پر جانا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ اس مومنہ کا یہ بھی عقیدہ ہے وہ کہتی ہیں اگر کسی شخص کو

اس طرح کا حج بجالانے کی توفیق ملے تو ہر وہ حاجت جو شرعی لحاظ سے جائز ہو اپنی نظر میں رکھے اور خدا سے مانگے چاہے وہ حاجت کتنی ہی بڑی اور ناممکن ہی کیوں نہ ہو پوری ہو گی۔

یہ چند عقائد و نظریات اس پرہیزگار اور مخلص خاتون کے ہیں جسے خدا اور رسولؐ سے عشق تھا اور قرآن و عترت کے نام پر فریفتہ تھیں۔ اگر ہم اچھی طرح توجہ کریں اور کافی غور و فکر کے ساتھ قرآن کو سمجھتے ہوئے پڑھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ حق و باطل میں تمیز کرنے کی طاقت، انسان کی بصیرت، امور میں کشائش، مشکلات کے دور ہونے میں زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے حاجتوں کے پورا ہونے کے لیے خانۂ خدا کی زیارت کی توفیق۔ یہ تمام باتیں تقویٰ، پرہیزگاری کے گلستان کے میوے ہیں اور اس کی چابی قرآن سے تمسک رکھنا اور چاردہ معصومینؑ کو وسیلہ بنانا ہے۔ سورۂ طلاق کی چند آیات میں اس تقویٰ و خوف خدا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب و من یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا و من یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ و یعظم لہ اجرا

(سورۂ انفال، آیت ۲۹)

یا ایھا الذین ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم

(سورۂ حجرات)

خداوند عالم نے اس پارسا عورت کے ازدواجؐ کے صلے میں انہیں پندرہ

اولادیں عطا کیں جن میں سے چار اس دنیا سے جا چکی ہیں اور باقی حیات ہیں۔

حرمت علی وزیری

پندرہ اولاد میں سے ایک بیٹے کا نام حرمت علی ہے۔ حرمت علی نے اپنے عظیم باپ کی نسبت سے اپنا خاندانی نام وزیری رکھا ہے۔ اور اس طرح وہ حرمت علی وزیری کہلاتے ہیں۔

حرمت علی وزیری بچپن ہی سے علم و عمل کے دلدادہ تھے۔ ایک طرف علم و دانش کے حصول میں مشغول رہتے اور دوسری طرف خلق خدا کی خدمت میں لگے رہتے۔ اسی وجہ سے مدرسہ و اسکول کالج کی تعلیم کے بعد وہ ابتدائی طبی امداد کا کورس کر چکے تھے اور اپنے اسکول کالج کے بعد کا وقت اسی خدمت میں گزارتے تھے جس میں ان کے والد ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اس سلسلے میں کافی مہارت حاصل ہو جانے کے بعد رفاحی اداروں کی طبّی امداد میں خاصہ وقت صرف کیا اور مخلصانہ اور قیمتی خدمات کی بنا پر انھیں اسناد ملیں۔ ان کی اس تمام کارکردگی کی بنا پر انھیں صوبائی اور ملکی اداروں کی طرف سے سرٹیفکیٹس اور پچاس قدردانی کی اسناد ملیں۔

حرمت علی نے ایک مذہبی و معنوی خاندان میں پرورش پائی ہے۔ اپنی پرہیزگاری اور چہاردہ معصومینؑ سے عشق و محبت کرنے کی وجہ سے حق کی پیروی کرتے ہیں۔ حسن خلق، امانتداری، معاشرتی ذمہ داری اور خلوص سے پروگرام کے مطابق کام کرنا اور کام کے لیے حوصلہ رکھنا جیسے نیک صفات سے

متصف ہیں جو کسی بھی انسان کی کامیابی کے لیے ضروری ہیں وہ دقیق ٹائم ٹیبل کے مطابق علم کے حصول کو اہمیت دیتے تھے۔ اس طرح وہ اپنے باپ کی مدد کرتے اور گھرانے کی معاشرتی معاونت بھی کرتے تھے۔

ایک روز حرمت علی مارکیٹ گئے ہوئے تھے تو انہیں معلوم ہوا کہ ایک شخص ایک تھیلا وہاں پھینک کر چلا گیا ہے جب انہوں نے تھیلا اٹھا کر دیکھا تو اس میں پانچ لاکھ روپے تھے۔ دراصل بات یہ تھی کہ کسی ڈاکو نے ایک تاجر سے یہ رقم چھینی تھی اور وہاں سے بھاگتے ہوئے پولیس والوں سے ڈر کر وہاں پھینک کر چلا گیا تھا۔ حرمت علی نے اپنے بھائی دلاور علی کے ساتھ عمارت کے چوکیدار کو لے کر رقم کا تھیلا اٹھایا اور پولیس کے ہیڈ آفس جا کر حوالے کیا۔ تھانے والوں نے اتنی رقم دیکھی جو ان کی تحویل میں دی جا رہی تھی تو انھوں نے کہا کسی نے آج تک اتنی بڑی رقم جمع نہیں کرائی، ساتھ ہی شک کرنے لگے کہ اتنی بڑی رقم کہاں سے آئی، لیکن جب انہیں تمام بات معلوم ہوئی تو مطمئن ہو گئے اور یقین کیا کہ حرمت علی اور ان کے ساتھیوں نے یہ رقم پڑی ہوئی پائی ہے جو انہوں نے اپنی ایمانداری اور تقویٰ کی وجہ سے جمع کرائے ہیں۔ بعد میں رقم کا مالک پہنچا اور اس نے بتایا کہ یہ رقم ایک آدمی نے ان کے دفتر سے چھینی ہے جب اسے پتہ چلا تو اس نے حرمت علی اور اس کے بھائی کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہوئے۔ اس وجہ سے وہ ہر وقت حرمت علی کے لیے دعا گو رہتا اور حرمت علی سے کہتا، تم جس وقت چاہو جس قدر چاہو میں تم کو رقم دینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن حرمت علی نے چونکہ یہ کام خدا کی خاطر انجام دیا

تھا اس سے کسی چیز کو طلب نہیں کیا اور خدا حافظ کہہ کر رخصت ہوئے اور پھر کبھی اس شخص کے پاس نہیں گئے کہ کہیں وہ شخص ان کی مدد نہ کرنے لگے۔

حرمت علی اخبارات میں

کراچی کے اخبارات میں یہ خبر چھپی اور بڑی تیزی کے ساتھ پھیلی اور تمام اخبارات نے حرمت علی کی امانتداری اور تقویٰ کے بارے میں لکھا اور ان کے مختلف انٹرویو لیے اور ساتھ ہی حکومت کے عہدے داروں اور فوجیوں نے اس انسانی عمل اور صفت کی قدر دانی کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن ان تمام قدردانیوں اور شکر گزاریوں کے باوجود جو حکومت کے عہدے داروں نے حرمت علی سے کیا اور اخبارات کے ذریعے خوب شہرت دی، اس کا زہد و تقویٰ اور مال دنیا کی طرف بے توجہی بڑھتی گئی۔ جو قرآن کے احکام پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

ان اللہ یامرکم ان تووداالامانات الی اھلھا

خدا حکم دیتا ہے امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کرو۔

حرمت علی جوانی میں حاجی بن گئے

حرمت علی اپنی جوانی کے آغاز سے ہی اپنی ماں کی نصیحت کے مطابق چہاردہ معصومینؑ کے نام سے صدقہ دیتے تھے اور ساتھ ہی امام زمانہؑ کی سلامتی کے لیے صدقہ نکالتے تھے اور ساتھ ہی یہ نیت بھی کرتے تھے کہ اگر خداوند عالم نے اپنی گھر کی زیارت کی توفیق دی تو ایک حج امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کی

جانب سے ادا کروں گا۔

خداوند عالم نے ان کی نیت کی درستی، خلوص اور کردار و گفتار کی ہم آہنگی کی وجہ سے بیت اللہ کی زیارت ان کو نصیب کی۔ حرمت علی مکہ چلے گئے۔ حج کے انجام دینے کے بعد ایک اور حج امام زمانہؑ کی نیت سے بجالائے۔ حرمت علی کی والدہ کا کہنا تھا اگر کسی شخص کو اس طرح منت مان کر حج نصیب ہو جائے تو عین اس وقت جب پہلی دفعہ اس کی نظر خانۂ خدا میں پڑے تو وہ شخص اپنی تین حاجتیں خدا سے طلب کرے۔ خدا اس کی ان تین حاجتوں کو قبول کرتا ہے۔ اس لیے اس حج کے دوران جب ان کی نظر خانہ کعبہ پر پڑی تو انہوں نے خدا سے دعا مانگی کہ انہیں ایک شائستہ، باتقویٰ بیوی نصیب کرے اور خدا انہیں ایک بیٹے سے نوازے جسے وہ درجہ اجتہاد تک پڑھائیں اور آخرے عمر میں خدا شہادت سے نوازے۔ وہ اسی حج کے دوران پاکستان کے ایک اور شہر کے رہنے والے گھرانے سے آشنا ہوئے اور اسی گھرانے کی ایک لڑکی سے شادی ہوئی۔ شادی کے بعد حاجی حرمت علی نے خدا سے دعا کی کہ اگر اس شادی کے ثمر میں خدا انہیں بیٹا دے تو اسے درجہ اجتہاد تک پہنچانے کے لیے ہر ممکن کام انجام دے گا۔ خدا نے اس خاندان پر مہربانی فرمائی اور ان کی پہلی اولاد بیٹا دیا۔ حاجی حرمت علی نے اس کا نام محمد صادق وزیری رکھا۔ اس طرح انہوں نے اسلام کے بانی حضرت محمدؐ کا نام اور فقہ جعفریہ کے بانی امام جعفر صادقؑ کے نام کو یکجا کر لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی منت پوری ہو گئی ہے تو انہوں نے وعدے کو پورا کرنے کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ شروع شروع میں انہوں نے پاکستان کے

بڑے بڑے علماء سے رہنمائی چاہی تو انہوں نے حاجی حرمت علی سے کہا کہ اگر تم نے واقعتاً ایسا ارادہ کیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ وہ واقعی مجتہد و مرجع بن جائے تو پاکستان چھوڑ کر ایران چلے جاؤ تاکہ خدا تمہیں اس مقصد میں کامیابی عطا کرے۔ علماء کی اس رائے کے بعد حاجی حرمت علی نے اپنے خاندان، وطن اپنی سرزمین ، رشتہ داروں اور دوستوں کو خیرباد کہہ کر ایران اسلامی ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ اس دوران اس کی تعلیم کا سلسلہ کراچی یونیورسٹی میں ایل ایل بی کا آخری سال تھا۔ آخری سمسٹر کے امتحانات تھے مگر انہوں نے ان امتحانات کا انتظار نہیں کیا جلدی جلدی سامان سفر مہیا کر کے جموری اسلامی ایران روانہ ہو گئے۔ اگر حرمت علی ایک مہینے رکتے، چند امتحانات دیتے تو وہ ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کرتے اور پاکستان چھوڑتے لیکن خدا سے جو انہوں نے وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے اس ڈگری کے حصول کو درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ جب حاجی حرمت علی اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ ایران جانے کے لیے رشتہ داروں دوستوں سے ملے تو کوئی نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایران جائیں۔ خاندان کے تمام معاملات و حساب و کتاب اپنے والد کے بعد سنبھالے ہوئے تھے جب وہ ان سب کو چھوڑ کر ایران چلے گئے تو مرحوم وزیر علی کے خاندان کو بہت خسارہ ہوا لیکن حاجی حرمت علی ایک مستحکم ارادے کے ساتھ نکلے جبکہ انہیں خاندان کے ہونے والے خسارے کا علم تھا لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نہیں آئے اور ایران، قم میں قیام پذیر ہو گئے۔

حاجی حرمت علی ایران آنے کے بعد ماں کی نصیحت کے مطابق پھر سے

حج کی دعا مانگنے لگے جبکہ ایران سے مکہ جا کر حج کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن چند سال بعد انہیں کعبہ بیت اللہ کی دوسری مرتبہ زیارت نصیب ہوئی اور وہ دوسری مرتبہ حج کرنے کعبہ بیت اللہ چلے گئے ایک حج اپنی طرف سے اور دوسرا امام زمانہؑ کی طرف سے بجالائے۔

حج کا یہ سفر ۱۳۶۶ شمسی مطابق ۱۹۸۴ عیسوی میں انجام پایا اس سال آل سعود کی حکومت نے شیطان بزرگ امریکہ کے حکم سے حرم الٰہی کی حرمت کو پاش پاش کیا اور واقعہ خونین مکہ پیش آیا۔ سعودی عرب کی فوجوں نے جن کا فریضہ خدا کے حاجیوں اور گھر کی حفاظت کرنا تھی نہتے حاجیوں پر جو مراسم حج کی ادائیگی کرتے تھے حملہ کیا جوان، بوڑھے، مرد اور عورت تمام کو مختلف قسم کے اسلحوں کا نشانہ بنایا جس میں ہزاروں افراد زخمی ہوئے اور سینکڑوں شہید ہوئے۔ اس حج کے بعد حرمت علی کو خدا نے ایک اور رحمت سے نوازا اور ایک بیٹی عطا کی جس کا نام زہرا رکھا جو فاطمہ زہراؑ کے نام پر رکھا گیا تھا خود حرمت علی کی والدہ کا نام بھی فاطمہ زہرا تھا جو پاکستان میں زندگی گزار رہی ہیں۔ ایک مرتبہ پھر حرمت علی نے خانہ خدا کی زیارت کی نیت کی۔ اس مرتبہ انہوں نے نیت کی کہ اگر خدا اسے حج سے نوازے تو وہ چاردہ معصومینؑ کی طرف سے حج بجالائے گا ادھر صورتحال یہ تھی کہ جمہوری ایران اور سعودی عرب کے درمیان خونی واقعۂ مکہ کی وجہ سے تعلقات خراب ہو چکے تھے مگر تین سال کے بعد یہ تعلقات بحال ہوئے اور ایک بار پھر ایرانی زائروں کو خانہ خدا کی زیارت کی توفیق ملی خدا نے ایک بار پھر لطف فرمایا۔ سابقہ کسی تیاری و ہم آہنگی کے بغیر ہی

سازمان تبلیغات اسلامی کی طرف سے تیسری بار مکہ کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں انہوں نے اپنی نیت کے مطابق چہاردہ معصومینؑ کی طرف سے حج ادا کیا۔

حضرت معصومۂ قم اور زہرا کی شفایابی

جس وقت حاجی حرمت علی وزیری اس سفر سے لوٹے تو چند دن کے بعد ایک ناخوشگوار واقعہ رونما ہوا۔ ان کی بچی زہرا جو تین سال کی تھی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا، مگر خدا کے فضل و کرم سے اس خاندان کو کسی غم کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس حادثے کی تفصیل یوں ہے کہ ۱۹۸۵ء مطابق ۷ ۷ ۱۳ شمسی کو حاجی حرمت علی اپنے گھر والوں کو لے کر مجلس عزاداری میں شمولیت کے لیے معصومہ قم کے حرم مطہر کی طرف جا رہے تھے جس وقت شہید مطہری پل سے گزر رہے تھے اچانک زہرا پل سے نہر میں گر گئی یہ دیکھ کر زہرا کی ماں نے حاجی حرمت علی کو جو چند قدم آگے چل رہے تھے آواز دی اور کہا کہ زہرا نہر میں گر گئی اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا نہ نہر میں داخل ہونے کی کوئی جگہ تھی۔ چند لمحوں بعد انہوں نے دیکھا ایک شخص جو مکمل کالے لباس میں ملبوس تھا زہرا کو اٹھا کر لا رہا ہے جبکہ اس کے سر اور کانوں سے خون بہہ رہا ہے اور اس کا چہرہ کالا پڑ گیا تھا۔ وہ اس وقت نہیں دیکھ سکا کہ کون ہے ایک گاڑی روک کر قم میں شہید بہشتی اسپتال میں داخل کر لیا جہاں وہ چھبیس گھنٹے بیہوش رہی۔ تمام ڈاکٹروں نے معائنہ کرنے کے بعد اس کی صحت و سلامتی اور دوبارہ زندہ ہونے سے ناامیدی کا اظہار کیا۔ بہت ساری کوششوں کے بعد انہوں نے اس قدر

احتمال کا اظہار کیا کہ اگر زہرا کا آپریشن کیا جائے تو اس کی صحت و سلامتی کا ۵ فیصد امکان ہے وہ بھی اس صورت میں جبکہ اس کے سر کی ہڈیاں نہ ٹوٹیں ہوں۔ اس دوران زہرا کے والدین حضرت معصومہ قم کے حرم میں جا کر اس معظمہ کے وسیلے سے بچی کی صحتیابی کے لیے دعائیں کرنے لگے اور اس معظمہ کو بچی کے لیے شفیع قرار دے کر بچی کی صحت یابی کی دعائیں مانگیں۔ اس دعا کے تیسرے دن زہرا کے جسم میں صحت و شفایابی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ایک ایسی بچی جو ظاہری طور پر مرچکی تھی بغیر کسی آپریشن کے اس کو صحتیابی نصیب ہوئی۔ اس کی صحتیابی نے تمام ڈاکٹروں کو تعجب میں ڈال دیا۔ تمام لوگ خصوصاً زہرا کے والدین خوشی کے آنسو رونے لگے۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں رقم کسی کام کی نہیں، ڈاکٹروں کی طرف سے عجز کا اظہار ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں، ایسے معاملے میں جب انسان ہر جگہ سے ناامید ہو جاتا ہے تو خدا کی رحمتیں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ خاندان عصمت کی وجہ سے ایک تین سالہ بچی اس قدر چوٹیں آنے کی وجہ سے بیمار ہو جاتی ہے اور دوبارہ صحت یاب ہو جاتی ہے۔ یہ تیسرے حج کی برکت تھی جو حرمت علی کو نصیب ہوئی۔

حاجی حرمت علی وزیری نے اپنی ماں کی نصیحت کے مطابق چہاردہ معصومینؑ کے نام سے صدقہ دینے، ان کے توسل سے دعائیں مانگنے، یہاں تک کہ منت کا حج کرنے امام زمانہؑ اور نبی اکرمؐ کی طرف سے حج کرنے کی توفیق حاصل کرنے کے بعد ہر حج کے بعد خدا نے ان کی حاجتوں کو پورا کیا یہاں تک

کہ محمد صادق کی ولادت اور زہرا کی شفایابی بھی ان ہی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

حاجی حرمت علی کا کہنا ہے کہ اگر ہم کسی کا کوئی کام انجام دیں اور اگر وہ شخص کوئی اجرت نہ بھی دے تو وہ ہمارے اس کام کی قدردانی کرے گا اور شکریہ ادا کرے گا۔ اب اگر ہم خدا کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے چہاردہ معصومینؑ جو فضل و کرم کا سرچشمہ ہیں ان کے لیے کوئی کام انجام دیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہم بغیر اجر و مزدوری کے رہ جائیں۔ جب ہم چہاردہ معصومینؑ کی نیابت میں حج بجالاتے ہیں اور ان کے واسطے سے خدا کے حضور دعا کرتے ہیں تو خدا ان حضرات کے واسطے سے بظاہر ناممکن کاموں کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔

حاجی حرمت علی نے ایران اسلامی میں آنے کے بعد علوم اسلامی حاصل کرنے کے لیے حوزۂ علمیہ قم میں داخلہ لیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ خدائے مہربان توفیق دے تو ہم اپنے بزرگوں کے حقوق ادا کریں جیسے آیت اللہ خمینی، شہید بہشتی، رجائی، باہنر چمران جیسے محسنوں کے لیے کہ جن کی فداکاری کی وجہ سے ہمیں جمہوری ایران جیسی حکومت ملی ہے۔ حج نہ ہو سکے تو عمرہ اور اگر عمرہ بھی نہ ہو سکے تو ان کے لیے خانہ کعبہ کا ایک طواف بجالائیں۔ یہ عمل خدا کی رحمت و مغفرت کا باعث ہے اور ان بزرگوں پر خدا کی رحمت و مغفرت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی برکت و رحمت ہم پر بھی نازل ہوتی ہے۔

تیسری اولاد فاطمہ

۱۳۷۲ شمسی ہجری کو حاجی حرمت علی وزیری کو خدا نے تیسری اولاد

عطا فرمائی جس کا نام فاطمہ رکھا گیا جو رسول اکرمؐ کی صاحبزادی کے نام پر رکھا گیا۔ جس وقت حاجی حرمت علی خود حوزۂ علمیہ قم میں علوم دینی کے حصول میں مشغول تھے جب ان کے بیٹے محمد صادق مدرسہ جانے کی عمر میں پہنچے تو انہیں مدرسہ شیرازی قم میں بھیجا گیا۔ محمد صادق نے ابتدائی اول و دوئم کو ۵۱/۱۹ اور ۵۶/۱۹ کے تحت باپ کی مدد سے ۲ پارہ قرآن کا حفظ کیا اور کلاس دوئم کے پارہ عم کے حفظ کے مقابلے میں قم کے شہر میں اول قرار پائے۔ اسی وجہ سے جب انہیں تیسری کلاس میں داخل کرنے کا وقت آیا تو (دبستیان غیر انتفاعی) کے پرنسپل نے حاجی حرمت علی کو مجبور کیا کہ وہ اپنے بیٹے کو اعزازی طور پر فیس ادا کیے بغیر ان کے مدرسے میں داخل کریں۔ یاد رہے کہ اس مدرسے کی فیس پینتالیس ہزار تومان تھی اور حاجی حرمت علی نے بھی اس مدرسے کی کارکردگی اور غیر تدریسی سرگرمیوں کی مناسبت کی بناء پر اس پیشکش کو قبول کیا اور محمد صادق کو اس مدرسہ میں داخل کیا۔ محمد صادق صبح ۸ بجے سے ۳ بجے تک مدرسے میں ہوتا اور ۴ بجے گھر لوٹ آتا۔ گھر میں بھی روزانہ دو گھنٹے مدرسے کے پڑھے ہوئے اسباق میں صرف کرتا۔ اس لیے اس کو قرآن حفظ کرنے کے لیے وقت نہیں بچتا تھا۔ دو ڈھائی مہینہ تک حفظ قرآن میں کوئی خاص قابل ذکر پیشرفت نہیں کر سکا۔ آہستہ آہستہ دو پارے جو حفظ کیے تھے وہ بھی فراموش کر بیٹھا جب اس کے باپ نے دیکھا ان کا بیٹا اصلی اور بنیادی مقصد حفظ قرآن سے دور ہو چکا ہے تو انہیں پریشانی ہوئی اور مدرسہ کے پرنسپل سے گفتگو کی۔ مدرسہ کے اساتذہ اور پرنسپل نے کہا ہم محمد صادق کے لیے دو گھنٹہ کم کرتے ہیں تاکہ محمد صادق

نے کے لیے قرآن کا حفظ کرنا آسان ہو جائے۔

چونکہ اس طرح اس بات کا امکان تھا کہ محمد صادق اپنے ہم کلاس طلباء سے پیچھے نہ رہ جائے اور اسے مشکلات کا سامنانہ کرنا پڑے۔ تو باپ نے اصرار کیا کہ اس کا بیٹا پورا وقت گھر میں رہے لیکن مدرسہ کے سرپرستوں نے قبول نہیں کیا تو حاجی حرمت علی نے کہا آپ لوگوں نے میرے بیٹے کو قرآن کے حفظ کی خاطر قبول کیا تھا۔ اب اگر وہ مدرسہ کے درس کی خاطر قرآن بھول جائے تو کیا یہ قرآن کے ساتھ خیانت نہیں۔ کیا یہ کام درست ہے؟ آخر کار مدرسہ کے پرنسپل نے اجازت دی کہ صادق وزیری کو قرآن حفظ کرنے کے لیے گھر بھیج دے اور جس طرح اس کا باپ چاہتا ہے اسی طرح اس کا بیٹا قرآن حفظ کرے۔

جب حاجی حرمت علی نے اپنے بیٹے کو مدرسے سے نکالا اور گھر لے آئے تو ساتھ ہی اپنی تعلیم بھی چھوڑ دی تاکہ زیادہ سے زیادہ بچے کی رہنمائی اور مدد کر سکیں۔ خدا کی مدد، قرآن سے تمسک اور چہاردہ معصومینؑ سے توسل طلب کرتے ہوئے بڑی باریک بینی کے ساتھ منظم پروگرام کے تحت محمد صادق نے قرآن حفظ کرنا شروع کیا۔ انہوں نے قرآن کو اس کے شایان شان اہمیت دیتے ہوئے ہمت کے ساتھ دن رات میں چودہ گھنٹے چودہ معصومینؑ کے نام کام کرنا شروع کیا اور قرآن کو حفظ کرنے کا بیڑہ اٹھالیا۔

حاجی حرمت علی نے ہر آیت کو چہاردہ معصومینؑ کے نام پر چودہ بار ٹیپ میں کیسٹ ریکارڈ کرنا شروع کیا جو عثمان طہ کے خط میں ہے۔ اس کیسٹ کو سنتے ہوئے محمد صادق بھی چودہ بار اسے دہراتا۔ اس طرح محمد صادق نے ڈیڑھ سال

کے عرصے میں ۲ پارے قرآن کے حفظ کیے۔

حاجی حرمت علی کے اتنا وقت صرف کرنے کے بعد بھی محمد صادق حفظ کے معاملے میں کمزور تھے اور ان کے حافظے کی کمی کی وجہ سے کوئی خاص امید نظر نہیں آتی تھی، بہت تھک جاتے تھے لیکن خدا کے لطف وکرم پر بھروسہ کرتے ہوئے چہاردہ معصومینؑ کا توسل دیتے ہوئے کام جاری رکھا۔ ایک رات محمد صادق نے ایک بڑا اچھا خواب دیکھا اور اسی خواب کے بعد ان کا حافظہ اچھا اور مضبوط ہوگیا۔ اس طرح ایک سال سے کم عرصے میں مکمل قرآن کریم کو پچاس مختلف قسم کی معلومات کے ساتھ حفظ کیا اور اسکول کے ابتدائی سوم چہارم اور پنجم کو پیچھے چھوڑتے ہوئے مختلف اسلامی علوم میں سے ۲۷ عنوانات کو حفظ کیا اور وہ خواب جو محمد صادق نے دیکھا تھا یوں تھا:

انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ جس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا مکہ معظمہ میں کعبے کے ساتھ کھڑے ہیں۔ سب سے پہلے محمد صادق کے باپ نے دعا مانگی اور جا کر کعبہ کی دیوار کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد محمد صادق نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد خدا کی طرف سے دو تین آیتیں پڑھی گئیں جنہیں سن کر محمد صادق نے کہا "خدایا میں چاہتا ہوں کہ میں تجھے بوسہ دوں"۔ خدا کی طرف سے آواز آئی "نہیں بلکہ میں تمہیں بوسہ دوں" یہ سن کر تیسرے شخص نے جو ان کے ساتھ تھا کہا "بڑے تعجب کی بات ہے کہ خدا انہیں یعنی محمد صادق کو بوسہ دے گا"، اسی دوران محمد صادق خواب سے بیدار ہوا اور یہ خواب باپ کو بتایا چونکہ ان کے باپ نے کئی مرتبہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی

ہے۔ انہوں نے چند سوال خانہ کعبہ کی دیواروں کے اور حجر اسود کے بارے میں محمد صادق سے پوچھے تو انہوں نے بالکل ٹھیک جواب دیا بالکل ایسے جیسے کہ انہوں نے سالہا سال خانہ کعبہ میں زندگی گزاری ہو۔ اس کے علاوہ محمد صادق نے اس خواب کا ذکر اپنے اساتذہ سے کیا اور سوالوں کے جوابات دیئے تو پتہ چلا کہ ان کا خواب بالکل حقیقی ہے اور عام خوابوں میں سے نہیں ہے۔ یہی خواب محمد صادق کے حافظے میں اضافے اور یاد کرنے میں پیشرفت کا سبب ہوا۔ یہ سعادت جو خدا کی طرف سے ملی انہوں نے ثابت قدمی کے ساتھ مقصد کے حصول کے لیے خدا پر توکل کرتے ہوئے ایک دن میں چودہ گھنٹے چہاردہ معصومینؑ کے نام سے یہ کام انجام دیا۔ اس مقصد کے لیے کوشش اور اس راہ میں زحمتوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے خدا کی اس پر رحمتیں و برکتیں ہوئیں اور وہ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ تم حرکت کرو میں برکت دوں گا۔ محمد صادق اس کا مصداق بن گئے۔ حاجی حرمت علی محمد صادق کے علاوہ خاندان کے دوسرے افراد کو بھی قرآن کے حفظ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ایک قابل استاد کی طرح قرآنی اور مثالی گھرانے کی تربیت کی ہے جو ہر اعتبار سے دنیا میں ایک بے مثال نمونہ ہے۔

حاجی حرمت علی نے اپنے تمام بچوں کو قرآن کے حفظ کی راہ میں لگا دیا ہے جیسے کہ پہلے بیان ہوا۔ صادق وزیری اور زہرا وزیری کے علاوہ خدا نے حرمت علی کو ایک اور رحمت سے نوازا ہے جسے فاطمہ نام دیا گیا ہے۔ صادق وزیری اور زہرا وزیری نے اس وقت مکمل قرآن حفظ کیا ہوا ہے اور پانچ سالہ فاطمہ چھ پارے حفظ کر چکی ہے۔ اس طرح حرمت علی نے اپنے گھرانے کو

قرآنی گھرانہ بنایا ہوا ہے۔ اب ہم ان بچوں کے لیے "قرآنی بچے" کا لفظ استعمال کریں گے۔

قرآنی نونہالوں کا گھرانہ

ہم یہاں قرآنی نونہالوں کا ذکر کر رہے ہیں جو بہن بھائی ہیں اور ایک ہی گھرانے میں پرورش پا رہے ہیں۔

"قرآنی نونہالوں" کا گھرانہ عبارت ہے۔ محمد صادق وزیری، عمر ۱۲ سال، مکمل قرآن کریم کے حافظ۔ زہرا وزیری، عمر ۱۰ سال، مکمل قرآن کی حافظہ۔ فاطمہ وزیری، عمر ۵ سال، پانچ پاروں کی حافظہ۔ محمد صادق وزیری حرمت علی وزیری کے سب سے بڑے بیٹے ہیں جنہوں نے آٹھ سال کی عمر میں حفظ قرآن شروع کیا اور خاندان کی دوسری اولاد زہرا وزیری نے پانچ سال کی عمر سے قرآن کو حفظ کرنا شروع کیا اور فاطمہ وزیری نے اپنے بھائی اور بہن کی نسبت بہت کم عمر میں حفظ کرنا شروع کیا یعنی پانچ سال کی عمر میں ۵ پارے حفظ ہیں۔ اس خاندان کا محور والدین ہی ہیں جن کی کوششوں اور خلوص کا ثمرہ اولاد ہیں۔ انہی معنوں میں اولاد کو میوہائے دل کہا گیا ہے۔

ان کے والدین نے گھر کا ماحول مہر و محبت سے بھرپور بنا رکھا ہے اور قرآن کی تلاوت کی دلنشین آواز ہر وقت گھر سے سنائی دیتی ہے اور اسی دل انگیز آواز نے بچوں کی توجہ اپنی طرف جذب کی۔ یہی بات اس کا سبب بنی کہ بچے اپنے دلی میلان کے ساتھ قرآن کی طرف کھنچتے چلے گئے اور اس سلسلے میں ان کے

والدین نے بھی ان کی صلاحیتوں اور استعداد کو بروئے کار لانے کے لیے تجربہ کار اساتذہ کا کردار ادا کیا۔ ان کے والد کے کہنے کے مطابق چونکہ ماں کا رابطہ بچوں کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے اس لیے ان کے بچوں کی پرورش اور تربیت میں ان کی ماں کا حصہ ۸۰ فیصد ہے۔ امام خمینی اعلیٰ اللہ مقامہ نے فرمایا، "مرد عورت کی گود سے معراج حاصل کرتے ہیں"۔

ان بچوں کی زندگی کا ٹائم ٹیبل بہت ہی منظم ہے۔ ہر وقت خوشحال اور شاداب ہیں اور مل جل کر کھیلنے کو پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مطالعے کا وقت بھی بہت منظم ہے اور ان کے لیے تھکاوٹ یا بوریت کا باعث نہیں اور کھیل کود کے کسی بھی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

والدین اپنی اولاد کی تعلیمی ترقی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے اور ان کی تعلیمی پسماندگی پر پریشان ہو جاتے ہیں، ساتھ ہی انہیں چاہیے کہ ان کی معنوی تربیت کی قدر و قیمت کے زیادہ سے زیادہ قائل ہوں۔ یہ وہی موضوع ہے جسے وزیری خاندان نے اپنی ترقی کے لیے بنیاد بنا رکھا ہے۔ بڑے اطمینان سے اسے قبول کر کے عمل کر رہے ہیں۔

محمد صادق کی قرآن سے محبت دانش کو اس کی خفیہ صلاحیتوں کے اجاگر ہونے میں بڑا موثر سمجھتا ہے۔ وہ قرآن کو اپنے خاندان کے لیے ایک مددگار دوست اور ایک الٰہی مکتب جانتا ہے اور قرآن سے محبت کو ہر قسم کی بلاؤں سے تحفظ کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ وہ ابتدا میں بڑی سست رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا اور اپنے آپ کو قرآن حفظ کرنے میں کمزور اور کم صلاحیتوں کا مالک

سمجھتا تھا لیکن آہستہ آہستہ قرآن سے مانوس ہوتے ہوئے ائمہ ہدیٰ کے توسل سے تمام مشکلات پر قابو پایا اور مکمل قرآن کو دوسری قرآنی معلومات کے ساتھ حفظ کیا

وہ اس وقت اجتہاد و تفقہ کی راہ میں قدم بڑھا رہے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ دینی علوم کے صاحب نظر افراد میں شامل ہوں۔ اسی طرح زہرا اپنے بھائی کی طرح انہی صلاحیتوں کی مالک ہے اور کم سن فاطمہ بھی پانچ پاروں کے ساتھ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے خطبے، حضرات معصومینؑ کے بارے میں معلومات اور چند دعاؤں کو بھی حفظ کر چکی ہے۔

خوبصورت منظر وہ ہے جب ایک شخص کمسن فاطمہ وزیری کو قرآنی سوالات کے جوابات دیتے ہوئے دیکھتا ہے۔ طویل سورتوں کی تلاوت، آیات قرآنی اور قسم قسم کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے ناظرین کو دنگ کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بڑے بھائی اور بڑی بہن کی استاد کہلانے لگی ہے۔

قرآن کے خادم اور مبلغ

یہ قرآنی تو نہال اپنے آپ کو قرآن کے حافظ نہیں کہتے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ ہم تو قرآن کے خادم ہیں اور قرآن ہی ہمارا حافظ ہے۔ آپ لوگ قطرے کو دریا سمجھتے ہیں مگر ہم اپنے آپ کو قطرے سے کم پاتے ہیں۔ ہم نے یوں کیا اور نتیجہ یہ ہوا۔ اب آپ کیا کریں گے جو بھی شخص اسی طریقے سے جسے ہم نے اختیار کیا۔ اختیار کرتے ہوئے قرآن کو حفظ کرنا شروع کرے تو انہیں بھی ایسی ہی مہارت حاصل ہو گی اور وہ کبھی بھی قرآن کو نہیں بھول سکیں گے اور قرآن ان

کے ذہنوں سے نہیں نکلے گا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اسے فراموش کرنا چاہے تو بھی نہیں بھول سکے گا۔

ایک شخص اگر قرآن حفظ کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اسے اپنی صلاحیتوں کا علم نہیں کیونکہ "جس کسی نے اپنے آپ کو پہچانا تو گویا اس نے اپنے خدا کو پہچانا"۔ کیونکہ کسی بھی انسان کی اندرونی صلاحتیں ہی اس کی استعداد اور عظمت مقام کو آشکار اکرتی ہیں۔

"قرآنی نونہالوں" اور مرحوم کربلائی کاظم اور اس قسم کے افراد کو صرف قرآن اور اہلبیت کا معجزہ ہی سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ کربلائی نے اپنی زندگی بھر کہیں سے بھی لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، مگر خدا کے فضل وکرم اور معصومینؑ کی عنایت سے ایک لمحے میں مکمل قرآن کا حافظ بن گیا۔

(مرحوم کربلائی کی تفصیل کے لیے الحرمین پبلشرز کی کتاب "واقعات قرآن" کی طرف رجوع کریں)

دنیا کے بے مثال حافظ قرآن

قرآن کے حفظ پر ان بچوں کا عبور عالمی سطح پر بے مثال ہے۔ علاوہ اس کے کہ انہوں نے قرآن کو حفظ کیا ہے بلکہ قرآن کریم کو مختلف طریقوں جیسے کراس، چوکور اور دائرے کے اسالیب کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور آخر سے شروع کی طرف بھی پڑھ سکتے ہیں جو پورے عالم میں شاید ہی کوئی ہو جو ان طریقوں کے مطابق قرأت کرسکے۔ بلکہ تمام آیتوں کے نمبر، صفحہ نمبر، پارہ نمبر اور حزب نمبر کو بھی جانتے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ کہہ دیں کونسا جملہ کس سورۃ اور کون سے پارے میں ہے بلکہ یہ بھی بتاسکتے ہیں کہ وہ جملہ کس صفحہ اور

کس سطر میں ہے اور کونسا جملہ ہے صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ کونسا جملہ کون سے پارے میں کس سورۃ میں کس صفحے اور کس آیت میں ہے۔ اگر کسی کے مد نظر کوئی حرکت بھی ہو تو بھی بتا سکتے ہیں کہ قرآن میں کہاں ہے، کس پارے، کس سورت، کس صفحے اور کس سطر میں ہے۔ سطر کا کون سا لفظ ہے اور لفظ کی کونسی حرکت مد نظر ہے۔

اس تبحر اور عبور کا موید وہ اسلوب ہے جو عددی اشاروں کی صورت میں باپ اور بیٹے کے درمیان معلوم ہیں۔ آیات الٰہی کو ہمیشہ تکرار اور اس کی مداومت اور حفظ کرنے کی صحیح روش کو اختیار کرنے کی وجہ سے یہ سب کچھ ممکن ہوا۔ یہاں تک کہ ان معصوم بچوں کا نعرہ یہ ہے کہ "دنیا کا آسان ترین کام قرآن کو حفظ کرنا اور سخت اور مشکل کام اسے فراموش کرنا ہے"۔ حفظ قرآن میں انہیں جس قدر عبور حاصل ہے۔ اس سے آپ اندازہ کریں۔ وہ کہتے ہیں "جس طرح کوئی شخص اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی تعداد کو فراموش نہیں کر سکتا، اسی طرح حافظ قرآن کے لیے یہ بھی ممکن نہیں کہ قرآن کے حفظ کے صحیح اسلوب کو اپنائے بغیر قرآن کریم کی آیات کو جہاں سے بھی ارادہ کرے پڑھ سکے اور کسی بھی قسم کی غلطی نہ کرے"۔

صلاحیتیں اور اسالیب

فاطمہ وزیری نے دو سال کی عمر سے قرآن کو حفظ کرنا شروع کیا اور بہت ہی کم مدت میں قرآن کی کئی ایک آخری سورتیں حفظ کیں۔ نیز ساتھ ہی سورۂ حمد اور سورۂ بقرہ بھی حفظ کرلیں۔

فاطمہ وزیری نے سورہ بقرہ کو ترجمہ کے ساتھ موضوعی اعتبار سے حفظ کیا ہوا ہے۔ وہ مختلف موضوعات جن کے بارے میں سورہ بقرہ میں ذکر ہوا ہے، بہشت کی بشارت، نماز، نماز جماعت، حج، روزہ، جہاد، والدین کے ساتھ نیکی، حضرت آدم و حوا کی کہانی، حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کی کہانی کی موضوعات سے متعلق آیات قرآنی کی تلاوت و ترجمہ کے ساتھ اس موضوع پر چند احادیث بھی بیان کرسکتی ہیں۔

اسی طرح فاطمہ امام زمانہ کی سلامتی کے لیے دعا، چودہ معصومین کے اسمائے گرامی، چند دعائیں، احادیث، روایات اور حضرت زہرا کا خطبہ بھی حفظ کرچکی ہے۔ انشاء اللہ مڈل کلاسز میں جانے سے پہلے ہی قرآن مجید کو مکمل حفظ کرلیں گی۔

محمد صادق وزیری اور زہرا وزیری دونوں کو قرآن کریم سے متعلق مختلف قسم کی معلومات یاد ہیں جو عددی، توضیحی اور تفسیری پہلو سے یاد ہیں۔ اس کے

علاوہ مختلف کتابوں کا مطالعہ کر کے سائنس اور اسلامی معارف کے پہلوؤں میں آیات الٰہی کو ان کتابوں کی روایات کے ساتھ موضوع کے اعتبار سے تطبیق کر سکتے ہیں۔

ہم صادق وزیری اور زہرا وزیری کی صلاحیتوں کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے وضاحت کریں گے جن میں سے پہلے تین حصوں کو جدت اور ذہنی تکان سے بچنے کے لیے یاد رکھنا ضروری اور بعد کے دو حصوں کو بنیاد اور اصل قرار دیتے ہیں۔

پہلا حصہ

قرآن مجید سے متعلق تمام معلومات عددی شکل میں

الف: یہ حصہ پاروں، سورتوں، حزبوں، آیتوں، جملوں، حروف اور حرکتوں کی تعداد کے بارے میں معلومات ہیں۔ اگر محمد صادق یا زہرا میں سے کسی سے اگر مندرجہ بالا موارد میں سے کسی ایک کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ یہ بھی بتادیں گے کہ قرآن مجید میں کتنی بار آیا ہے اور اسی طرح مندرجہ بالا میں سے کسی کی تعداد کے بارے میں پوچھا جائے تو بتادیں گے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ یہ تعداد کس سے مربوط ہے؟ تو بھی فوراً جواب دیں گے۔

مثال کے طور پر اگر ان سے پوچھا جائے کہ قرآن میں کتنی مرتبہ زیر آیا ہے تو جواب میں کہیں گے ۵۲۴۳ مرتبہ اور اگر سوال یوں پوچھا جائے کہ

عدد ۵۳۲۴۳ کس چیز کی تعداد سے مربوط ہے تو جواب دیں گے، قرآن کے زیروں کی تعداد ہے۔

ب : عربی زبان کے حروف جو ۲۸ ہیں اور الف سے یا تک ہیں اگر حروف الف با اور اعداد کے ساتھ ایک سے ۲۸ تک تناظر برقرار رہے اور اگر صادق وزیری یا زہرا سے پوچھا جائے کہ الف با میں سے انیسواں حرف کونسا ہے تو جواب دیں گے کہ غ جو قرآن میں ۱۲۲۱ مرتبہ آیا ہے۔ اسی طرح اگر اس کے برعکس سوال پوچھا جائے کہ کون سا حرف قرآن میں ۲۴۵۷۹ مرتبہ آیا ہے تو جواب دیں کہ یا جس کا نمبر شمار ۲۸ ہے۔

دوسرا حصہ

قرآنی سورتوں سے متعلق معلومات

الف : تمام سورتوں کے نام اور نمبر وہ آیت یا آیات جن میں اس سورہ کا نام آیا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر کسی سورۃ کا نمبر جو ایک سے ۱۱۴ تک ہیں تو محمد صادق وزیری یا زہرا وزیری سے کہا جائے تو وہ اس آیت کا سیاق و سباق بتاتے ہوئے جس میں اس سورہ کا نام آیا ہے تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے دوران سورہ کے نام کو واضح کر کے پڑھتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ان سے پوچھا جائے کہ قرآن کی نویں سورۃ کونسی ہے تو جواب دیں گے صفحہ ۲۰۳، آیت ۱۰۴ اور ساتھ ہی آیت پڑھنی شروع کریں گے اور لفظ "التوبہ" پر وقف کرنے کے بعد اسی جملہ سے تلاوت کو جاری

رکھتے ہیں۔اس طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن کی نویں سورۃ "التوبہ" ہے۔

اسی طرح اگر سورہ کا نام کہا جائے تو سورہ نمبر، آیت کا سیاق و سباق اور سورۃ کا نام بتائیں گے۔

ب : سورتوں کی معلومات : جب محمد صادق وزیری اور زہرا وزیری سے کہا جائے کہ قرآنی سورتوں میں سے کسی ایک کے بارے میں معلومات بتائیں تو وہ سورۃ کا نمبر بتانے کے ساتھ اس کے معنی، آیتوں کی تعداد، الفاظ کی تعداد، حرف، رکوع اور سورہ کی حزبوں، اس کی ترتیب اور شان نزول کو بھی بیان کریں گے اور اس سورت کی ان آیات کو بھی بیان کریں گے جو سورۃ کے نزول کی جگہ سے باہر نازل ہوئی ہوں۔ جیسے منیٰ، عرفات یا کوئی دوسری جگہ۔اسی طرح وہ یہ بھی بتائیں گے کہ یہ سورہ کتنے جزوں یا کس جز میں واقع ہے۔اس کے کتنے صفحے ہیں اور کون سے صفحے سے شروع ہوتی ہے اور کس صفحے پر ختم ہو جاتی ہے۔اگر ان سے کہا جائے کہ اس سے پہلے کی اتنی اور بعد کی اتنی سورتوں کے نام بتاؤ تو وہ ایسا ہی کریں گے۔

تیسرا حصہ

قرآن کے صفحات کے بارے میں معلومات

اگر قرآن کریم کے صفحات کا نمبر (عثمان طہٰ کے خط سے) بتا دیا جائے تو محمد صادق وزیری اور زہرا وزیری یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ صفحہ قرآن کے دائیں طرف واقع ہے یا بائیں طرف ساتھ ہی وہ سورت کا نام اور پارہ بتا دیں گے۔ نیز

اسی طرح اس صفحہ کی آیات اوپر سے نیچے کی طرف، نیچے سے اوپر کی طرف، دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں طرف، کراس، چوکور اور دائرے میں تلاوت کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر قرآن کا کوئی صفحہ جیسے: ۴۱۴ کا نام لیا جائے تو محمد صادق وزیری اور زہرا وزیری یوں کہیں گے:

☆ دائیں طرف کا صفحہ
☆ سورہ لقمان
☆ اوپر سے نیچے آیت کے نمبر ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴
☆ نیچے سے اوپر ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹
☆ اور اگر ان سے کہا جائے اس صفحے کی تلاوت کریں تو آیتوں کا نمبر یاد رکھتے ہوئے ان کی تلاوت کرنا آسان ہے۔ اور اگر محمد صادق اور زہرا سے کہا جائے کہ کراس کے اعتبار سے پڑھیں تو بترتیب آیات ۲۰، ۳۴ اور ۲۸، ۲۹ کی تلاوت کریں گے۔
☆ اگر انہیں کہا جائے کہ چوکور کے طرز پر تلاوت کریں تو آیات ۲۰، ۲۹، ۳۴، ۲۸ کی تلاوت کریں گے۔
☆ اگر انہیں دائرے میں تلاوت کرنے کو کہا جائے تو آیتوں کو اس ترتیب سے پڑھیں گے ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۱۹ یا اس کے برعکس ۲۹، ۲۰......... کو پڑھیں گے۔
☆ اگر ان سے کہا جائے کہ صفحہ کے نیچے سے اوپر ہر آیت کا نمبر بتاتے ہوئے، آیت کا ابتدائی لفظ بھی بتائیں تو وہ اس صفحے کے بارے میں یوں

جواب دیں گے۔ ۳۴ ان اللہ ، ۳۳ یا ایہا الناس ، ۳۲ و اذا ، ۳۱ الم تر ، ۳۰ ذالك ، ۲۹ الم تر ۔ یہ کام ان کے لیے بغیر نمبر شمار کے ذکر کے بھی آسان اور ممکن ہے۔

مذکورہ موارد کے جواب نہایت ہی سرعت کے ساتھ اور پورے عبور کے ساتھ دیتے جاتے ہیں جو تمام سننے والوں کے لیے تعجب کا باعث ہیں۔ یہ بچے بغیر کسی جھجک اور بغیر کسی رہنمائی کے تمام قرآنی سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔

یہ بچے اگرچہ اپنے کام میں ماہر اور مکمل عبور رکھتے ہیں اور اپنی مہارت کو باقی رکھنے کے لیے بڑی محنت اور جانفشانی کرتے ہیں لیکن ہر پروگرام سے پہلے خداوند عالم پہ توکل کرتے ہوئے ائمہ معصومین علیہم السلام سے متوسل ہوتے ہیں تاکہ اپنے پروگرام کے دوران کوئی غلطی وغیرہ نہ کریں۔

چوتھا حصہ

قرآن کریم کے مفاہیم

یہ حصہ پانچ الگ الگ اقسام پر مشتمل ہے جس پر قرآنی نونہالوں نے بہت زیادہ توجہ دی ہے:

الف : قرآنی موضوعات، آیات، احکام، مسائل شرعی اور آیات قرآنی کی تطبیق، احادیث اور روایات کے ساتھ۔

محمد صادق اور زہرا ابھی تک قرآنی موضوعات کے بارے میں بہت زیادہ

مطالعہ کر چکے ہیں اور ہر موضوع سے متعلق آیات اور احادیث کو متن کے ساتھ پڑھ کر ترجمہ بھی کرتے ہیں جو بھی موضوع زیر بحث آتا ہے اگر ابتدا میں موضوع کلی ہو تو یہ بچے اسے جزئی موضوعات میں تبدیل کرتے ہیں اور پھر جو بھی بنیاد منتخب ہو اسے صفحہ کے نمبر کے ساتھ آیت نمبر اور سورۃ نمبر آیت یا آیتیں جو اس موضوع سے متعلق ہوں تلاوت کرتے ہیں اور ترجمہ سناتے ہیں اور پھر کتب حدیث سے ان کی سند پیش کرتے ہیں اور ان کی کتب کو جن کا مطالعہ انہوں نے کیا ہے اسے موضوع سے مربوط احادیث اور روایات ان کے مکمل خصوصیات یہاں تک کہ راویوں کا سلسلہ بھی بیان کرتے ہیں اور روایات کا ترجمہ بھی کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر نماز کا موضوع زیر بحث آئے تو زہرا اور محمد صادق پوچھتے ہیں کہ کون سی نماز زیر بحث ہے؟ نماز پنجگانہ، نماز جمعہ، نماز شب، نماز استسقاء یا اور کوئی نماز۔

اگر نماز یومیہ بحث کے لیے منتخب ہو تو پوچھیں گے کیا خود نماز زیر بحث یا اس کے مقدمات یعنی وقت نماز، مقدمات نماز وغیرہ

اگر مقدمات نماز منتخب ہو جائیں تو پوچھیں مقدمات نماز میں سے کونسا مقدمہ یعنی طہارت، وقت، قبلہ، مکان یا نمازی کا لباس زیر بحث ہے۔

اب اگر طہارت کا موضوع زیر بحث آئے تو پوچھیں گے طہارت کی کون سی قسم، وضو، غسل یا تیمم اور جب یہ جزئی موضوع منتخب کیا جاتا ہے تو اس موضوع سے متعلق آیات و روایات سیاق و سباق کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور

اس کا ترجمہ بھی کرتے ہیں۔

محمد صادق وزیری اور زہرا وزیری بعض موضوعات جیسے نماز، شہادت، ولایت، علم و دانش پر بغیر کسی وقفے کے آیات قرآنی، اسی موضوع سے متعلق روایات اور احادیث سلسلہ اسناد کے ساتھ مسلسل دو گھنٹے تک سنا سکتے ہیں۔ اس میں ان کتب کا تذکرہ بھی شامل ہے جن کا انھوں نے مطالعہ کیا ہے اور ہر آیت و حدیث اور روایات کا سیاق و سباق بھی بتاتے ہیں۔

ب : قرآنی کہانیاں : محمد صادق وزیری اور زہرا وزیری نے اس پس منظر میں بہت محنت کی ہے۔ کسی بھی موضوع کو زیر بحث لا کر اس سے متعلق آیت سیاق و سباق کے ساتھ سنا کر اسی سے متعلق کہانی بھی سنا کر اس کا نتیجہ بھی پیش کرتے ہیں۔ انھیں موضوعاتی ترتیب سے نوے سے زیادہ کہانیاں یاد ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ان سے معاد اور انسانوں کے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں پوچھا جائے تو محمد صادق اور زہرا سب سے پہلے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵۹ کی تلاوت کر کے اس کا ترجمہ بھی سنائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عزیرؑ کا واقعہ بیان کر کے نتیجہ بھی بیان کریں گے۔

ج : مختصر تفسیر : اس بنیاد میں ابھی تک ۵۰۰ سے زیادہ احادیث پر تحقیق کی ہے۔ سب سے پہلے آیت کی تلاوت کے بعد تحت اللفظ ترجمہ کر کے اس کے بعد آیات کے بارے میں توضیحات پیش کریں گے۔

د : مختلف پیشے : زہرا وزیری اور محمد صادق وزیری نے ابھی تک پچاس سے

زیادہ پیشوں سے متعلق جیسے معلمی، زراعت، گلہ بانی، معماری، درزی گری، باورچی، بیوٹی پارلر، بڑھئی، لوہار وغیرہ پر قرآنی آیات سے تحقیق کی ہے۔

ھ: قرآنی دعائیں ترجمہ کے ساتھ: ان دونوں بہن بھائیوں نے ۵۶ سے زیادہ قرآنی دعاؤں پر موضوعات کے تحت تحقیق کی ہے جس موضوع کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو دعا پر مشتمل اس آیت کی تلاوت کر کے اس کے سیاق و سباق کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی بیان کرتے ہیں۔

پانچواں حصہ

قرآنی الفاظ

زہرا وزیری اور محمد صادق وزیری نے مختلف قسم کے نام جیسے افراد، ایام ہفتہ، جنگوں کی اقسام، سامان اسباب، جانوروں، سبزیوں، مختلف رنگوں، اعضائے بدن کے ناموں پر تحقیق کی ہے ہر اس نام کے بارے میں بتادیں گے کہ کتنی بار قرآن میں آیا ہے اور ساتھ ہی اس لفظ کے مختلف معانی بھی بتادیں گے۔

انسان کا تعجب انگیز حافظہ

جو مطالب یہاں بیان ہوں گے وہ اکثر افراد کے لیے ناقابل یقین ہیں مگر یہ کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اگرچہ یہ مطالب جو یہاں بیان ہوئے ہیں۔ نہایت ہی مختصر ہیں اور قارئین کی طاقت برداشت کے بالکل متناسب ہیں اور ان

قرآنی بچوں کی استعداد اور صلاحیتوں کو مکمل بیان نہیں کیا گیا ہے۔ پھر بھی اس قسم کے سوالات ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں کہ کیا اس طرح قرآن حفظ کرنا اور ساتھ ہی مختلف قسم کے مطالب کو یاد کرنا ممکن ہے؟ کیا انسانی ذہن میں اتنی گنجائش ہے کہ اتنے سارے مطالب یاد رکھ سکے؟ کیا اس طرح انسانی دماغ دباؤ کا شکار نہیں ہوگا۔

اکثر لوگ ان قرآنی نونہالوں کو نابغۂ روزگار افراد کی صف میں شامل کرتے ہیں اور خود یہ لوگ نہ صرف خود کو نابغہ نہیں جانتے بلکہ ہمیشہ تحقیق کرتے ہوئے علما کے گروہ سے استناد پیش کرتے ہیں۔

علما کا عقیدہ ہے کہ انسانی دماغ دس ہزار کروڑ الفاظ کو محفوظ کرنے کی گنجائش رکھتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں انسانی دماغ چھ سو صفحات کی ایک کروڑ کتابوں کے الفاظ کو اپنے اندر محفوظ کر سکتا ہے۔

ان دانشمندوں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص عثمان طٰہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن جو ۶۰۴ صفحات پر مشتمل ہے اگر کوئی انسان حفظ کرتا ہے تو اپنے دماغ کا صرف ۱۰۰۰۰۰۰۰/۱ حصے کو استعمال کرتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ تمام مسلمان قرآن کو حفظ کرتے ہوئے اپنے اذہان کو نورانی کرتے اور اپنے دماغ کی صلاحیت و قدرت میں بھی زیادہ سے زیادہ اضافہ کرتے۔

صرف یہ نہیں کہ ان بچوں نے قرآن کریم اور بہت ساری کتابوں کو حفظ کیا ہوا ہے۔ باوجود اس کے وہ کہتے ہیں (جدید تحقیق جو ابھی بیان ہوئی وہ بھی مد نظر رہے) کہ قرآن کریم اور ان کتابوں کے حفظ کرنے بعد ہمارے دماغ کا

صرف ۱/۱۰۰۰۰۰ حصہ پر ہو چکا ہے۔ ہمیں پر شدہ اس حصے کو نہیں دیکھنا چاہیے جو بہت کم اور معمولی ہے۔ ہمیں اس خالی حصے پر نظر رکھنی چاہیے جو خالی ہے جو استعمال شدہ حصے کی نسبت بہت ہی زیادہ ہے۔

یہ قرآنی بچے اپنے دماغ اور اس کی صلاحیتوں پہ نازاں نہیں بلکہ ہمیشہ حوصلہ، کوشش، محنت، لگن اور منظم نظام الاوقات کی پابندی کے ساتھ ائمہ ھدیٰ اور شہدای کربلا سے متوسل بھی ہیں۔ وہ جب بھی قرآن کریم کا ایک حصہ حفظ کرتے ہیں تو شہیدان کربلا اور دوسرے شہدائے اسلام کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ ان قرآنی بچوں کا عقیدہ ہے کہ ائمہ معصومین اور شہیدان اسلام بھی اس دنیا میں مدد کرتے اور ان کی اسی مدد کے سائے میں انسان ناقابل تصور نتائج حاصل کرتا ہے۔

حفظ قرآن کا لازمہ

ان قرآنی نونہال نے خلوص نیت، لطف الٰہی پر یقین، اعتماد نفس، وقت سے بہترین فائدہ، ہمت و حوصلہ، ثابت قدمی، محنت و کوشش سے کام کے لیے منظم پروگرام بنایا اور دوسرے اسباب جیسے سادہ غذا، رزق حلال، گناہوں سے پرہیز جیسے اسباب کو قرآن کے حفظ کرنے کا لازمی حصہ جانتے ہیں۔

ان کا ایمان ہے کہ قرآن حفظ کرنے کے لیے صرف لگاؤ کافی نہیں بلکہ اس راہ میں بہت سارے کاموں سے چشم پوشی کرتے ہوئے جو قرآن کی عظمت کے سامنے بہت معمولی ہیں بالکل عاشقانہ انداز میں قدم اٹھانا پڑتا ہے۔

قرآن کے حفظ کی روش

یہ قرآنی بچے قرآن مجید کو حفظ کرنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات کو بہت موثر قرار دیتے ہیں۔

۱) قرآن مجید مانوس ہونا۔ ہر روز اس کی تلاوت اور دیگر قرآنی علوم اور تفاسیر کا مطالعہ کرنا۔

۲) قرآن پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا۔

۳) پہلے صفحات کے مکمل حفظ ہونے پہلے دوسرے صفحات کو حفظ نہ کرنا۔

۴) آیات کو بار بار پڑھ کر کسی بھی قسم کے اعتراض یا اشکال کو بر طرف کرنا۔

۵) اپنے آپ کو کسی خاص وقت کا پابند نہ کرنا۔

پروگرام پیش کرنے کے اسالیب

یہ قرآنی بچے قرآن مجید کے حفظ پر جو عبور رکھتے ہیں اس بنا پر قرآنی محفلوں میں مختلف اسالیب کے ذریعے حاضرین کے الات کے جوابات دیتے ہیں۔ ان کی یہ روش ایک طرف تو قرآن کے حفظ میں ان کی تبحر علمی کا ثبوت ہے اور ساتھ ہی ان محافل میں حاضرین کے دلوں میں قرآن اور دین کے معاملے میں ے ہوئے جذبات بیدار کرنے کا سبب ہیں۔ نیز محفل کی یکسانیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور ایک قسم کی تازگی اور جدت پیدا ہوتی ہے۔ ان اسالیب کا قاعدہ ایک عددی اشارہ یا کوڈ باپ کی طرف چوں کو منتقل ہونے کی وجہ

سے مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ اشارے بے حد سادہ اور آسان ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان سے آگاہ نہ ہونے کی بنا پر بعض کم غور و فکر کرنے والے افراد کو اشتباہ میں ڈال دے۔ مگر یہ اشارے سو فیصد ظاہری اور حسی ہیں۔

الف : اشارہ آشکارا : یہ اس صورت سے کہ حاضرین میں سے کوئی ایک محفل قرآنی میں ان بچوں کو سنائے یا دکھائے بغیر کوئی سا موضوع ان کے باپ سے کہہ دے اور ان سے چاہے کہ اس کا جواب ان کے بچوں میں سے کوئی ایک دیدے اور یہ موضوع موارد زیر میں سے ایک ہو یعنی سورہ، حزب، پارہ، صفحہ، آیت، سطر، لفظ، حرکت یا حرف حرکت ہو تو ان کا باپ واضح اور روشن اشارہ اور عددی رمز کے ذریعے اپنے بچوں میں سے کسی ایک کو منتقل کرتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتے ہیں۔

نیز مندرجہ ذیل اسالیب کے ذریعے بھی مطلوبہ سوال بچے تک پہنچایا جاسکتا ہے:

۱) شہداء میں سے کوئی ایک یا چند ایک کا نام حاضرین میں سے کوئی منتخب کرتا ہے جسے ان کا باپ ایک خاص طریقے سے تکرار کرتا ہے اور اس کے تکرار کرنے کا طریقہ سوال کو بچے تک منتقل کرتا ہے۔ اس طرح تکرار کرنا باپ اور بیٹے کے درمیان ایک قرارداد ہے (پہلے سے طے شدہ بات ہے) چاہے بچہ محفل میں موجود ہو یا کسی اور طریقے سے (مثلاً فون کے ذریعے) صرف باپ کی آواز سنتے ہی مکمل مہارت اور عبور کے ساتھ اس سوال کا جواب دے دیتا ہے۔

۲) باپ کے ہاتھ نئے اشارے کے ساتھ جو پہلے سے طے شدہ کوڈ ہیں اور صفحہ، سطر وغیرہ کو بیان کرتے ہیں۔ یہ ان کے جواب دینے کا ایک اور انداز ہے۔

۳) میکروفون یا کسی دوسرے جسم پر انگلیوں سے مار کر آواز پیدا کرتے ہوئے پوچھا گیا سوال بچے کو منتقل کیا جاسکتا ہے۔

۴) آنکھوں سے اشارے کر کے سوال پوچھنا ایک اور طریقہ ہے اس کے والد پوچھے گئے سوال کو آنکھوں سے مختلف پہلوؤں کی طرف حرکت دیتے ہوئے بچے تک منتقل کرتا ہے۔

اگر کوئی دوسرا شخص بھی ان باپ بیٹوں کے درمیان طے شدہ اشاروں اور رموز سے آگاہ ہو جائے تو براہ راست بچے کو ان کے ذریعے سوال منتقل کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ ان اشاروں کے طریقے بھی جانتا ہو۔

وہ طریقے جو اشاروں کے اسلوب ہیں اور باپ ان بچوں کو سوال منتقل کرنے میں استعمال کرتا ہے۔ تدریس کے بہترین طریقوں میں شامل ہوتے ہیں۔

ب: غیر واضح اشارے: قرآنی محفل میں حاضرین کسی بھی صورت ان غیر واضح اشاروں کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتے۔ ان کے والد بہت باریکی کے ساتھ دقیق اشارے اس حالت میں کرتے ہیں کہ ان کی پشت بچوں کی طرف اور رخ حاضرین کی طرف ہوتا ہے اور ان کا اشارہ حاضرین کے لیے بالکل غیر محسوس اور نامعلوم ہوتا ہے جبکہ بچے ان اشاروں کو بالکل محسوس کرتے ہیں اور

سمجھ کر جواب بھی دیتے ہیں۔

یہ حرکات شانہ، کہنی، بازو اور انگلیوں کے بالکل نامعلوم اور غیر محسوس طریقے سے کرتا ہے جبکہ حاضرین باپ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں مگر ان اشاروں کو محسوس نہیں کرسکتے اور کبھی پھونک مار کر یا پھر پھونک مار کر سوال بچوں تک پہنچاتا ہے۔ اور ساتھ ہی سوال شدہ موضوع کی جگہوں کا اشارہ بھی کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی گہری گہری سانسیں بھی بچوں کو سوال منتقل کرتی ہوں اور ان کی دوسری سانسیں سطر اور لفظ کا عنوان بتا رہی ہوں۔ یہاں تک کہ اگر حاضرین میں سے کوئی ان کے والد سے ربط رکھتے ہوئے تحریری یا زبانی اظہار کرے کہ کوئی سوال اس کے پیش نظر نہیں تو ان کا باپ اسی مطلب کو ایک نامعلوم اشارے سے بچے تک پہنچاتا ہے۔ تو بچہ فوراً ہی جواب دیتا ہے کہ کوئی سوال نہیں پوچھا گیا ہے۔ اس سے ان کی مہارت اور مکمل عبور کا پتا چلتا ہے۔

قرآنی مفاہیم

یہ بچے قرآن کی عمومی معلومات جیسے آیت نمبر، صفحات، سورتوں کے بارے میں اطلاعات، آیتوں کو حروف کی ترتیب کے مطابق پڑھنا، اور اس طرح خصوصیت کے ساتھ قرآن الفاظ کے متعلق معلومات جیسے جانوروں کے نام، کھانے پینے کی چیزوں کے نام، لباس، ہفتے کے دنوں کے نام، مہینوں اور سالوں کے نام، گھاس، پودے، اور سبزیوں کے نام اس کا سبب بنے ہیں کہ قرآنی محافل

میں موجود افراد ان مذکورہ چیزوں کی طرف متوجہ ہو جائیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اکثر محافل قرآنی میں پروگرام کے لیے جو وقت معین ہو جاتا ہے وہ صرف الفاظ کے پہلوؤں کے گرد ہی گھوم کر ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے مفاہیم کو زیر بحث لانے کا موقع ہی نہیں ملتا جبکہ یہ مفاہیم بیشتر اہمیت کے حامل ہیں۔

مفاہیم قرآنی کے بارے میں ان بچوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ اسے یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ قرآن کے نورانی الفاظ کو یاد کرنے نے انہیں اس کے مفاہیم کو یاد کرنے سے بے نیاز نہیں رکھا ہے۔ یہ بچے مفاہیم قرآن کے بارے میں سوالات کے جوابات میں آیات کی تلاوت کے ساتھ اس کے تحت اللفظ ترجمہ اور ان کی تفسیر کو بھی بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے پس منظر میں کہانیاں اور دعاؤں میں بھی بڑی محنت کی ہے اور قرآنی موضوعات کو روایات کے ساتھ موضوعی تطبیق بھی دے سکتے ہیں۔ ان کے خصوصی پروگرام جہاں حاضرین قرآنی محفل کی علمیت اور مہارت کے مطابق ہوتے ہیں۔ قرآنی مفاہیم زیادہ سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔

عوام کے مختلف طبقات کے متناسب موضوعات کے بارے میں جیسے خواتین اساتذہ، طلبہ، کالجوں کے طلبہ، ہر پیشہ افراد، ججوں، دینی طلبہ، مسلح افواج، اور مجرموں نیز اسی طرح دوسرے تمام موضوعات جیسے اصول دین، فروع دین اور معصومین کی زندگی کے واقعات پر مشتمل سوالات کے ٹھیک جوابات دیتے ہیں۔

بچوں کے تبلیغی سفر اور ان کا پسندیدہ انعام

چونکہ ان بچوں کو ہر وقت قرآنی پروگراموں کو منعقد کرنے کے لیے اور قرآن کے حفظ کرنے کی روش کا پرچار کرنے کے لیے ایران کے گوشہ و کنار سے دعوتیں ملتی رہتی ہیں اور یہ بچے ان دعوتوں پر لبیک کہتے ہوئے سفر کرتے ہیں اور ان پروگراموں کو منعقد کرتے ہیں تو وہ ہر وقت ایک انعام کے خواہشمند ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ جو لوگ ان کے پروگراموں میں حاضر ہوتے ہیں وہ ان کے پروگرام کو مکمل توجہ کے ساتھ دیکھیں اور سنیں اور اگر یہ ان کے توجہ کے قابل نظر آئے تو اس وقت عزم صمیم کریں کہ وہ قرآن کو حفظ کریں گے۔ اپنی اولاد، اپنے دوستوں اور قرابت داروں کو قرآن کی طرف متوجہ کریں گے اور انھیں ترغیب و تشویق دیں گے اور ان کے ساتھ مل کر پورے ملک میں عظیم قرآنی موج پیدا کریں گے اور اسی کو وہ اپنا انعام قرار دیتے ہیں۔

یہ بچے قرآنی محفلوں میں سوالات کے جوابات دینے لگتے ہیں تو ان کا مقصد اور ہدف صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن و اسلام کی تبلیغ کر کے رضائے الٰہی حاصل کریں اور پیغمبر اکرمؐ کے جاودانی معجزے قرآن کو حفظ

کرنے کی طرف دوسرے لوگ متوجہ ہو جائیں اور اس پر عمل کریں۔ صرف اسی ہدف اور مقصد کو اپنا انعام قرار دے کر یہ بچے پوری مملکت کے گوشہ وکنار میں پہنچ جاتے ہیں۔

ان بچوں نے دراصل پورے ملک میں ایک قرآنی موج پیدا کی ہے اور دور دراز علاقوں کے سفر کی تکلیف اور مشقتیں برداشت کرتے ہوئے چاہتے ہیں کہ اس موج کو تقویت ملے یہ صرف ایک موج نہ رہے بلکہ قرآنی امواج میں تبدیل ہو جائے تاکہ پورے معاشرے کو قرآنی معاشرہ بنا سکیں۔ اور قرآن دوست عوام نے بھی اپنی قرآن دوستی کا ثبوت دیا اور دل و جان سے ان بچوں کی کوششوں اور کاوشوں کو سراہا۔ اسی وجہ سے ملک کے گوشہ وکنار سے بہت زیادہ دعوت نامے آتے ہیں مگر ان میں سے صرف وہ دعوت نامے قبول کیے جاتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ عمومی ہوں اور جن سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

ان بچوں نے صرف سال ۱۳۷۶ھ میں پورے ملک میں ۲۵ مقامات پر قرآنی محفلیں منعقد کی ہیں۔ جن مراکز میں زیادہ سے زیادہ ان بچوں کو دعوت ملتی ہے۔ وہ یونیورسٹیوں کے مراکز ہیں جہاں کے طلبہ مشتاقانہ طور پر گرمجوشی کے ساتھ ان کا استقبال کرتے ہیں اور قرآن کے ساتھ اپنی وابستگی کا ثبوت دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ان بچوں نے مندرجہ ذیل اہم یونیورسٹیوں میں اپنی قرآنی محفلیں منعقد کی ہیں:

(۱) تہران یونیورسٹی، (۲) شہید بہشتی یونیورسٹی، (۳) امیر کبیر

یونیورسٹی ، (۴) انجینئرنگ یونیورسٹی ، (۵) علامہ طباطبائی یونیورسٹی ، (۶) اصفہان یونیورسٹی اور کئی دوسری یونیورسٹیاں شامل ہیں۔

بعض قرآنی محافل میں شمولیت

قم میں ایک خوبصورت محفل میں رہبر معظم کی موجودگی میں ایک قرآنی محفل منعقد ہوئی۔ اس محفل میں حافظان قرآن کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ "حافظان قرآن فاؤنڈیشن" کے مسئول نے محمد صادق کا تعارف کرایا اور ان کی صلاحیتوں پر بھی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد محمد صادق نے پروگرام پیش کیا۔ خود رہبر معظم نے بھی چند سوالات ان سے پوچھے اور انہیں سراہا۔ اس کے بعد نماز باجماعت ہوئی اور محمد صادق نے اس نماز جماعت میں تکبیر گوئی کی۔ اس وقت فاطمہ طفل تھی لہذا وہ شریک نہیں تھی۔ آخر میں رہبر معظم نے ان کے کام کو سراہا اور انہیں مزید ترغیب و تشویق دی۔

قرآن کے بین الاقوامی مقابلے

وزارت اوقاف کی دعوت پر گیارہویں بین الاقوامی مقابلوں میں جو حسینیہ ارشاد میں منعقد ہوئے۔ محمد صادق وزیری نے جو اس گھرانے کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

اس وقت وہ صرف ۲۰ پاروں کے حافظ تھے اور ۱۵ قسم کی مختلف معلومات یاد تھیں۔ آیتوں اور سورتوں کے بارے میں سوالات میں وقت نظر اور سرعت کے ساتھ جوابات دے کر عام ناظرین و حاضرین خصوصاً بیرون ملک

سے آئے ہوئے مہمانوں کو حیران کر دیا۔ انہوں نے بڑے شوق و اشتیاق کے ساتھ غیر معمولی حد تک پذیرائی کی اور ان کے اصرار پر ان جلسات کے آخر میں ایک مرتبہ پھر یہ قرآنی محفل دوبارہ منعقد ہوئی۔

وحدت اسلامی کی آٹھویں سالگرہ

محمد صادق اور زہرا وزیری نے بیرون ملک سے آئے ہوئے مہمانوں اور اندرون ملک سے شرکت کرنے والوں کے قرآن سے متعلق سوالات کے جوابات دے کر انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

اعتکاف کے مراسم

ماہ رمضان ۱۴۱۵ھ کے اعتکاف کے مراسم میں مسجد جمکران، مسجد امام حسن عسکری، مسجد اعظم قم میں انہوں نے اعتکاف کرنے والوں کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے اور یہ نظارہ قابل دید تھا۔

علما کے درس خارج کے اجتماع میں

آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی کے درس خارج میں موجود طلبہ نے محمد صادق وزیری سے قرآن سے متعلق سوالات پوچھے جن کے جواب انہوں نے بڑی سرعت اور دقت نظری کے ساتھ دیتے۔ اس کے بعد آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی نے ان قرآنی نونہالوں کے بارے میں خطاب کیا، ان کے حق میں دعا کی اور ان کی کوششوں کو سراہا۔ اور انہیں ترغیب و تشویق دی۔

جمگران میں حاضری

ہفتہ ولادت کی مناسبت سے پاسداران انقلاب اسلامی اور ائمہ جمعہ و جماعت اہل سنت کے نمائندوں کے ساتھ ۱۱/۵/۷۵ کو منعقد ہوا اور اس پروگرام میں بھی محمد صادق وزیری اور زہرا وزیری نے شرکت کی اور قرآنی پروگرام کو بڑے پرکشش انداز سے پیش کیا۔ تمام حاضرین عش عش کرنے لگے۔

دراصل یہ ایک بڑی توفیق تھی جو خداوند عالم کی طرف سے ملی کہ عصر حاضر میں اسلام اور قرآن کی احیا کرنے والے ملک میں پروگرام منعقد ہوا اور اسی سے یہ پروگرام دوسرے ممالک میں بھی پہنچا۔ اس کے بعد ان بچوں نے حضرت امام کے گھر کی زیارت کی اور آپ کی اہلیہ محترم نے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

ایک قیمتی ہدیہ

"تویسرکان" میں یہاں کے امام جمعہ نے ایک بڑے مجمع میں قرآنی پروگرام کے بعد ان بچوں کو حضرت امام خمینی علی اللہ مقامہ کے پاسپورٹ کی ایک خوبصورت تصویر جسے ایک خوبصورت لوح میں فریم کیا ہوا تھا۔ محمد صادق وزیری کو ہدیہ کیا جو ان کے لیے ایک قیمتی ترین ہدیہ ہے۔

حضرت ابوالفضل عباسؑ کی تربت

۱۳۷۴ شمسی میں جامع مسجد امام حسن عسکری علیہ السلام میں اعتکاف

کے مراسم میں قرآنی بچوں کے قرآنی پروگرام سے پہلے نمائندہ ولی فقیہ نے تقریباً ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ اپنی تقریر کے دوران انہوں نے اپنے کربلائے معلٰی کے سفر میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت ابوالفضل عباسؑ کے درگاہ سے تربت اٹھانے کا تذکرہ کیا۔ ان کی تقریر کے بعد محمد صادق وزیری اور زہرا وزیری نے قرآنی پروگرام میں پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات دیئے۔ نمائندہ ولی فقیہ پروگرام کے دوران ہی اٹھ کر ان بچوں کے پاس آئے اور وفور جذبات میں سرشار ہو کر صادق وزیری کے ہاتھ چومنے لگے اور تربت مطہر سے لائی ہوئی مہران کے لیے ہدیہ کیا۔

سرزمین وحی حجاز میں نیا سال

سال ۱۳۷۷ شمسی میں وزیری گھرانے کو خانہ خدا کی زیارت کی توفیق ملی۔ پہلے تو محمد صادق وزیری اور ان کے والد نے حج کیا۔ سال نو کی تحویل اور معظم مقام رہبری اور صدر جمہوریہ اسلامیہ کے پیغام کے نشر کرنے کے بعد محمد صادق اور ان کے والد نے قرآنی پروگرام منعقد کیا۔

ابتدا میں اس پروگرام کے لیے دس منٹ کا وقت متعین کیا گیا تھا۔ لیکن جب پروگرام شروع ہوا تو اس کی جاذبیت اور کشش کی وجہ سے یہی پروگرام ۹۰ منٹ تک جاری رہا۔

اس پروگرام کے منعقد کرنے کے بعد حاضرین میں سے کسی نے اس پورے گھرانے کے لیے انعام کے طور پر کربلا کے سفر اور حج و عمرہ کے لیے

نکٹ کی پیشکش کی اور اسی محفل میں یہ طے پایا کہ محمد صادق کی والدہ اور بہنوں کو بھی ایران سے مکہ معظمہ بلایا جائے۔ انہوں نے مختلف قافلوں اور آیات عظام کے مختلف کاروانوں میں پروگرام کو جاری کیا اور ایک پروگرام مدینہ کے شیعوں کے لیے نخاولہ کی مسجد میں منعقد کیا۔

مکہ معظمہ اور منی میں بھی کئی پروگرام منعقد کیے گئے۔ ان دو مقدس مقامات میں فاطمہ اور زہرا بھی موجود تھیں اور قرآنی پروگرام میں ان کا حصہ بڑا جاذب اور قابل دید تھا۔ پانچ سالہ فاطمہ شیریں زباں، کم سن نے اپنے بھائی اور بہن سے زیادہ سوالات کے جوابات دیئے اور تمام حاضرین کے تعجب اور حیرت میں اضافہ کیا۔

مختلف حجاج کے کاروانوں میں پروگرام منعقد کیے جن میں کاروان آزادگان کا پروگرام پر شکوہ تھا۔ لوگوں نے یہ پروگرام دیکھ کر خوشی کے آنسو بہائے اور آپے سے باہر ہوتے گئے۔

ایک پروگرام سعودی عرب کے وزیر مملکت امیر نائف کی دعوت پر وزارت داخلہ میں منعقد ہوا۔ یہاں ان بچوں سے بہت سارے سوالات پوچھے گئے۔ جو چیز حاضرین کے لیے جاذب اور حیران کن تھی وہ ان بچوں کا اپنی معلومات پر کامل تسلط تھا اور خاص طور پر فاطمہ کے سوالات کے جوابات اور مختلف قرآنی موضوعات پر غیر واضح اشارے کے ذریعے پوچھے گئے سوالات کے جوابات تھے۔ غیر واضح اشارے کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

ایک انٹرویو

یہ انٹرویو ایران کے ایک ماہنامے "آشنا" کی نمائندہ "خواہر صالحی" نے قرآنی گھرانے کے افراد سے لیا ہے۔ جسے ہم نے مجلہ آشنا کے شمارہ ۷۷-۷۸، سال ۱۳۷۷ھ شمسی سے لیا ہے۔ اس قرآنی گھرانے کے افراد کا تعارف یوں ہے:

(۱) استاد حاج حرمت علی وزیری: اس گھرانے کے سربراہ اور شفیق استاد ہیں۔ جنھوں نے کراچی یونیورسٹی، پاکستان سے ایل ایل بی کیا ہوا ہے اور حوزۂ علمیہ قم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مکمل قرآن مجید، نہج البلاغہ، صحیفہ سجادیہ اور روایات واحادیث کی ۲۷ کتابوں کے حافظ ہیں۔

(۲) خانم وزیری: ان قرآنی بچوں کی والدہ ہیں۔ قرآن کریم، نہج البلاغہ، اصول کافی اور دوسری اسلامی روایات پر مبنی ۲۷ کتابوں کی حافظ ہیں۔

(۳) حاج محمد صادق وزیری: آپ کی عمر ۱۲ سال ہے۔ اس گھرانے کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ جنھوں نے سات سال کی عمر سے منظم مشق اور بلند ہمت کے ساتھ قرآن حفظ کرنا شروع کیا۔ اس وقت وہ مکمل قرآن اور دوسری ۲۷ احادیث کی کتابوں کے حافظ ہیں۔ انھیں چند اسالیب کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے کی مہارت حاصل ہے۔

(۴) زہرا وزیری : اس وقت ان کی عمر ۹ سال ہے۔ قرآن مجید، نہج البلاغہ اور احادیث کی ۲۷ کتابوں کی حافظ ہیں۔ ان کی قرآنی صلاحتیں اپنے بھائی محمد صادق کے برابر ہیں۔

(۵) فاطمہ وزیری : آپ کی عمر اس وقت ۵ سال ہے اور قرآن کریم کے پانچ پاروں کی حافظ ہیں ساتھ ہی موضوعی ترتیب کے ساتھ اپنے بھائی کی روش کے مطابق حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا خطبہ اور دعائے امام زمانہؑ حفظ ہے۔

ہم نے گفتگو کا آغاز آقای حاج حرمت علی وزیری سے کیا، جنہوں نے بڑی گرمجوشی، سادگی اور خلوص کے ساتھ ہماری پذیرائی کی۔ اپنی اور اپنے خاندان کی قرآن سے متعلق کارکردگی کے بارے میں بتایا۔ اس ملاقات میں یوں گفتگو ہوئی :

نمائندہ : آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہمیں ملاقات کا وقت دیا۔ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ اس کا سبب کیا تھا کہ آپ نے حفظ قرآن کا بیڑا اٹھایا اور ساتھ ہی اس کے بارے میں اپنی معاشرتی اور دینی خدمات بھی بتائیں۔

حرمت علی : شکریہ آپ لوگوں کا کہ آپ نے زحمت کی اور تشریف لائے۔ میرا نام حرمت علی وزیری ہے۔ پاکستان کے شہر کراچی کا رہنے والا ہوں۔ ۱۳۶۵ھ شمسی کو میں اپنی زوجہ اور بیٹے محمد صادق کے ساتھ ایران آیا ہوں۔ میں اور میری بیوی نے محمد صادق کی ولادت سے پہلے منت مانی تھی کہ اگر خداوند عالم ہمیں بیٹا عطا کرے گا تو اس کی تربیت اس طرح کریں گے کہ وہ یقیناً

اجتہاد کے درجے تک پہنچے اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی عہد کیا تھا کہ اس مقصد کے حصول کے لیے کتنی ہی زحمت اٹھانی پڑے اسے برداشت کروں گا۔

جب محمد صادق کی ولادت ہوئی تو ہم پاکستان میں تھے۔ وہاں میں نے احباب، دوستوں اور علماء سے اس بارے میں پوچھا کہ اس بچے کے لیے تعلیمی لوازمات کس طرح فراہم کریں، لیکن تمام مشوروں کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ہم پاکستان میں رہ کر اپنے اس مقصد کو نہیں پا سکتے۔ سب نے یہی کہا کہ اگر واقعاً ایسا چاہتے ہو تو تمہیں ایران کے شہر قم جانا پڑے گا اور وہاں جا کر تم اس راہ میں قدم بڑھا سکتے ہو۔

ہمارا ایران آنا بڑا مشکل تھا کیونکہ میں پاکستان میں چند جگہوں پر ملازمت کرتا تھا اور ساتھ ہی کالج کا طالب علم بھی تھا۔ اس وجہ سے ہمارے لیے بڑی مشکلات تھیں، لیکن خداوند عالم کی توفیق شامل حال رہی اور میں نے اپنی ساری مصروفیات ترک کر دیں۔ ان تمام سختیوں اور مشکلات کے باوجود اپنی اہلیہ اور بیٹے محمد صادق کو لے کر ایران پہنچا اور قم میں قیام پذیر ہوا۔ یہاں میں نے بزرگوں سے پوچھا کہ بچوں کی تربیت کے سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور ان کی تعلیم کس عمر سے شروع کرنی چاہیے۔ ہمیں کہا گیا کہ سات سال تک کچھ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس عمر میں بچوں کو آزاد ہونا چاہیے اور سات سال کے بعد "شہید ثانی" کے کہنے کے مطابق میں یہ جان گیا کہ ایک طالب علم کو سب سے پہلے جو کام کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ قرآن حفظ کرے اور صرف حفظ پر اکتفا نہ کرے بلکہ تمام علوم قرآنی کا مطالعہ کرے اور اس کے بعد دوسرے دروس

شروع کرے۔

ہم نے محمد صادق کی تربیت آٹھ سال کی عمر میں شروع کی، مگر بعد میں ہم سمجھ گئے کہ ہم نے غلطی کی ہے۔ ہمیں سات سال سے پہلے ہی تربیت شروع کرنی چاہیے تھی۔ اسی بنا پر ہم نے اپنی بیٹی زہرا کی تعلیم کا سلسلہ ۵ سال کی عمر میں قرآن حفظ کرنے سے شروع کیا اور اس کے بعد دوسری بیٹی فاطمہ کی تعلیم و تربیت ڈھائی سال کی عمر سے شروع کی۔ ہم اب پشیمان ہیں کہ ہم نے محمد صادق کے لیے دیر کیوں کی۔

میرا اعتقاد ہے کہ اس طرح الٰہی اور قرآنی تعلیم و تربیت بچے کی پیدائش سے پہلے شروع ہونی چاہیے۔ اس بارے میں میرے پاس پانچ اسالیب اور مرحلے ہیں:

(i) پیدائش کے پہلے سے شیر خوارگی تک

(ii) سات سال کی عمر تک

(iii) سات سال سے پندرہ سال تک کی عمر تک

(iv) پندرہ سال سے اوپر کی عمر کے لیے

(v) خصوصی طریقہ، یہ روش بنیادی طور پر قرآن کو نہیں بھولنے کے لیے ہے۔

نمائندہ: قرآن کے حفظ کرنے کے لیے آپ کا اسلوب کیا ہے؟

حرمت علی: ہم نے چند ایک اسالیب بیان کیے ہیں چونکہ پہلے پہلے تو ہمیں اس کام پر عبور حاصل نہیں تھا۔ آخر میں ہم نے ان پانچ اسالیب کی بنیاد رکھی اور

میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو کوئی بھی ان پانچ اسالیب پر کام کرے گا اس کے لیے ممکن ہی نہیں کہ ان کے بچے میرے بچوں جیسے نہ ہوں۔

نمائندہ: کیا آپ نے خود قرآن حفظ کرنے کے لیے اپنے بچوں کے ساتھ کام شروع کیا یا ان سے پہلے یا بعد میں؟

حرمت علی: میں نے چند پارے آغا صادق کے ساتھ حفظ کیے تھے اور بعد میں جب زہرا پانچ سال کی تھی تو ہم نے دیکھا کہ نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ ہم نے سوچا کہ اب فاطمہ پر کام کرنا چاہیے جبکہ ان کی عمر دو سال تھی۔ انہیں حفظ کراتے ہوئے ہم نے خود بھی حفظ کر لیا۔ خدا کا کرم یہ ہوا کہ نتیجہ بہت ہی مثبت نکلا۔

نمائندہ: آپ قرآن کے صرف الفاظ یاد کرتے ہیں یا معنی پر بھی توجہ دیتے ہیں؟

حرمت علی: میں حضرت آیت اللہ خامنہ ای کی تاکید کے مطابق قرآن کے معنی، اس کے موضوعات اور اس کے ترجمہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور بچوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کامل طریقے سے کام کرتا ہوں۔ ہمارے بچے ابھی تک ایک ہزار سے زیادہ قرآنی موضوعات پر کام کر چکے ہیں البتہ ان کا یہ کام فارسی ترجمہ کے ساتھ ہے۔ اسی طرح تفسیروں اور مختلف حدیثوں پر موضوعی طور پر کام کر چکے ہیں۔

نمائندہ: آپ نے خود بچوں کے ساتھ قرآن حفظ کرنے کی مشق کی یا پہلے

سے آپ حافظ تھے یا بچوں کے ساتھ ساتھ شروع کیا؟

حرمت علی: میں بغیر کسی انکساری کے یہ کہوں گا کہ نہ میں اور نہ میرے بچے قرآن کے حافظ ہیں جبائے اس کے قرآن ہمارا حافظ ہے۔ ہم تو صرف قرآن کے خادم اور اس کے مبلغ ہیں۔ میں نے حفظ کرنا بچوں کے ساتھ ہی شروع کیا البتہ جب ہم مختلف شہروں میں جاتے تھے اور قرآنی پروگرام کا اجراء کرتے تھے تو ہم صرف قرآنی مبلغ کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو قرآن کا حافظ نہیں بتاتے۔ یہ بہت دور کی بات ہے کہ ہم قرآن کے حافظ کہلائیں۔

نمائندہ: آپ اپنی اور اپنے خاندان کی کامیابی کے اسباب کیا سمجھتے ہیں؟

حرمت علی: خداوند عالم کا لطف و برکت اور عنایتیں شامل حال رہیں اور ہم ایک ایسی سرزمین پر ہیں جس نے شہدا کے خون سے تبرک حاصل کیا ہے۔ مملکت ایران کو ایک الٰہی یونیورسٹی سمجھتا ہوں۔ یہ مرکز دنیا میں جنت ہے۔ ہمیں اس حفظ کی راہ میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی اور ہمارے ایرانی بھائیوں نے ہماری تشویق جاری رکھی جس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ساری چیزیں خدا کے لطف و کرم سے ہوئی ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ تم حرکت کرو تو خدا برکت عطا کرے گا۔

نمائندہ: (اب ہم نے محمد صادق سے پوچھا) آپ اپنے والدین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

محمد صادق: میں اپنے والد کا شکرگزار ہوں جنہوں نے مجھے قرآن سکھایا میں

اپنے والد بزرگوار کی مدد سے ہی صبح سے شام تک قرآن حفظ کرتا تھا اور ان کے معنی یاد کرتا تھا۔ میرے والد نے میرے اور میری بہنوں کے بارے میں بہت زحمت اٹھائی ہے۔ میں ان کے ساتھ اپنی مہربان والدہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہر وقت ہماری مدد کی ہے۔

نمائندہ : آپ اس وقت ایک حافظ قرآن ہیں۔ آپ کے احساسات کیا ہیں ؟

محمد صادق : مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اور میں اسی طرح دوسرے مسلمان ہم سن بھائیوں سے امید رکھتا ہوں کہ قرآن حفظ کر کے اس پر عمل کرنے والے بن جائیں۔

نمائندہ : آپ حافظ قرآن کیوں بنے۔ اس میں آپ کی کامیابی کے کیا عوامل ہیں ؟

محمد صادق : قرآن خدا کا کلام ہے۔ ہم جس چیز کے محتاج ہوں اسے حاصل کر سکتے ہیں اور جو کوئی بھی قرآن کی راہ میں قدم بڑھتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ محنت اور کوشش کے ساتھ خدا پر توکل کرنا۔ اس میں کامیابی کا سبب ہے۔

نمائندہ : کیا حفظ قرآن نے آپ کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو بھی اثر انداز کیا ہے ؟

محمد صادق : ہاں! حفظ قرآن میری تمام زندگی اور اس کے تمام پہلوؤں پر موثر ہے۔ میرے جذبات و خیالات بہت اچھے ہیں۔ دوستوں کے ساتھ بہت اچھے روابط ہیں اور جب سے میں نے قرآن حفظ کیا ہے۔ انہیں وصیت کرتا

ہوں کہ وہ بھی قرآن کو یاد کریں اور اس سلسلے میں کسی بھی قسم کی مدد سے دریغ نہیں کرتا۔

نمائندہ: اپنے ہم سن دوستوں کے لیے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

محمد صادق: میں انہیں تاکید کروں گا کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کریں اور اسے حفظ کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن خدا کا کلام ہے۔ قرآن کا حفظ کرنا مشکل نہیں، جب انسان قرآن حفظ کرتا ہے تو مدرسہ اور اسکول کے دروس میں مدد ملتی ہے۔

نمائندہ: آپ آئندہ کیا بننا پسند کریں گے؟

محمد صادق: انشاء اللہ آئندہ میں عالم دین بنوں گا اور دین کی خدمت کروں گا۔

نمائندہ: آپ اپنے فارغ اوقات میں کیا کرتے ہیں؟

محمد صادق: کتابیں پڑھتا ہوں، کھیلتا ہوں اور اکثر علمی، ادبی اور قرآنی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ ورزش کرتا ہوں۔ خصوصاً جمناسٹک مجھے بہت پسند ہے۔

نمائندہ: ابھی تک آپ نے جتنے قرآنی مقابلوں میں حصہ لیا ہے ان میں کوئی پوزیشن بھی حاصل کی ہے؟

محمد صادق: جی ہاں بہت زیادہ قرآنی مقابلوں میں حصہ لیا ہے۔ پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

نمائندہ: اب اگر اس قسم کے مقابلے ہوں تو آپ ان میں حصہ لیں گے؟

محمد صادق: نہیں۔

نمائندہ: کیوں؟

محمد صادق: (مسکرائے اور خاموش رہے)۔

ان کے والد حرمت علی نے جواب میں کہا کہ جیسا کہ ہم نے کہا ہمارے بچے دوسرے بچوں سے الگ نہیں جبکہ یہ حافظ ہی نہیں ہیں تو کیسے مقابلوں میں شرکت کریں گے۔ جس زمانے میں یہ بچے معارف حاصل کر رہے تھے تو انہوں نے کئی مقابلوں میں شرکت کی اور پوزیشن حاصل کی ہے۔ مجھے ایک واقعہ یاد ہے جسے یہاں بیان کروں تو مناسب ہوگا۔ اس زمانے میں آقا محمد صادق نے چھ یا سات مقابلوں میں شرکت کی تھی اور تمام میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی کچھ دنوں کے بعد ہم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو چند بچے ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ آقا محمد صادق کل ہونے والے مقابلوں میں شرکت کریں گے؟ ہم نے کہا، نہیں۔ تو یقین کریں کہ بچے یہ جواب سن کر بہت خوش حال ہوئے۔ میں نے اسی وقت مصمم ارادہ کیا کہ اب کے بعد ہمارا ہدف و مقصد دوسرے بچوں کی خوش حالی ہونا چاہیے، چاہے اس کی قیمت میں خود ہمارے بچے شرکت نہ کر سکیں۔

نمائندہ: اس کا مطلب یہ ہوا کہ آقا محمد صادق سے جیتنے کا مرحلہ چھین لیا جائے؟

حرمت علی: اسی دن سے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ یہ کسی مقابلے میں شرکت

نہیں کریں گے اور کسی کے ساتھ مقابلے پر نہیں آئیں گے کیونکہ ہمارا کام قرآن کی تبلیغ ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

نمائندہ: پس اس سے معلوم ہوا کہ آپ مقابلہ کرنے کو ترقی کا سبب اور عامل نہیں سمجھتے ہیں؟

حرمت علی: آپ اگر غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ میرا گھر سرٹیفکیٹ، اسناد اور انعامات سے بھرا ہوا ہے۔ جو دوسرے بچوں نے ہمیں دیا ہے۔ ہمارے بچے ان کے تصور سے زیادہ حاصل کر چکے ہیں۔ تشویق اور قدردانی بھی کی گئی ہے۔ ہمارا اصلی ہدف اور مقصد جس میں ہم دوسرے پروگرام نشر کرتے ہیں۔ قرآنی ثقافت کی تبلیغ و ترویج ہے اور اس کے معجزے کو عام کرنا ہے اور مجھے امید ہے کہ عوام کے درمیان اس کے مثبت اور تعمیراتی اثرات ہوں گے۔ خدا نہ کرے ہمارا ارادہ شہرت و جاہ حاصل کرنا ہو۔ اسی لیے میں بچوں کو مقابلوں میں شرکت سے روکتا ہوں اور انہیں زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے بچے قرآن اور اسلام کی راہ میں مفید خدمات انجام دینے کے لیے تربیت پائیں گے۔

اسی طرح میں ایک اہم نکتہ کی طرف متوجہ کروں کہ ہمارا گھر اور ہماری زندگی گزارنے کا طریقہ بہت سادہ ہے اور بعض اوقات تو زندگی کے ضروری لوازمات سے بھی بے بہرہ ہیں۔ اگر ہمارا ارادہ شہرت حاصل کرنا ہوتا تو یقیناً ہم اسی حالت میں پڑے نہیں رہتے۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں اس قسم کی زندگی کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ صرف میری آرزو یہ ہے کہ خداوند عالم تبلیغ دین اور

معارف اسلامی کی راہ میں ہمیں توفیق دے کہ ہم آگے بڑھیں جیسا کہ ہم نے ایک سال میں پچیس سے زیادہ شہروں کا سفر کیا اور تبلیغ کا یہ مقصد حاصل کیا ہے

اس قرآنی گھرانے کے ساتھ ہم نے گفتگو کی اور قرآنی استعداد کے چند گوشے بیان کیے۔ جہاں یہ بچے اعجاز کی حد تک قرار پائے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے فاطمہ وزیری جن کی عمر پانچ سال ہے سے بھی چند سوالات کیے۔ وہ بھی اس طرح کہ چند سوالات لکھ کر حرمت علی کو دیا تو حرمت علی نے مسکراتے ہوئے فاطمہ سے سوال کیا، بیٹی اس خاتون نے اس کاغذ پر کیا سوال لکھا ہے؟

فاطمہ: (مسکراتے ہوئے) "یا ایھا الذین امنو ...."

حرمت علی: موضوع کیا تھا؟

فاطمہ: (مسکراتے ہوئے) ولایت فقیہ۔

حرمت علی: (نمائندہ آشنا سے) آپ نے کیا لکھا ہے؟

نمائندہ: (متعجب ہوتے ہوئے جواب دیا) میں نے بھی یہی "ولایت فقیہ" لکھا ہے۔

نمائندہ: (آقای حرمت علی وزیری سے) آپ کو قرآن حفظ کرتے وقت کا کوئی واقعہ یاد ہو تو بتا دیجئے؟

حرمت علی: مجھے ایک اہم واقعہ یاد ہے۔ یہ چند سال پہلے کی بات ہے کہ ہم ایران میں ایک پروگرام کا اجراء کرنے گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ہمارا احترام

کیا اور بہت سارے لوگ جمع ہو چکے تھے۔ پروگرام کے بعد اکثر حاضرین بچوں سے ملنے آئے۔ ان سے آٹوگراف لیے اور بچوں کو آفرین کہتے تھے۔ یہاں ایک واقعہ پیش آیا۔ اس پروگرام کے دوسرے دن ایک صاحب میرے پاس آئے اور میرا شکریہ ادا کیا اور مجھے مبارکباد دی اور محمد صادق کی بہت تعریفیں کیں۔ انہوں نے بتایا کہ میری بیٹی جس کی عمر اکیس بائیس سال ہے۔ اس نے آقا صادق سے آٹوگراف لینا چاہا تو انہوں نے آٹوگراف نہیں دیا۔ ایک دفعہ چلی گئی پھر دوبارہ آئی اور پھر انہوں نے آٹوگراف نہیں دیا۔ یہ دیکھ کر میری بیٹی نے ان سے کہا، آپ ہر کسی کو آٹوگراف دے رہے ہیں لیکن مجھے نہیں دیتے؟ محمد صادق نے کہا کہ آپ نے اپنے بالوں کو اچھی نہیں چھپایا ہوا ہے جو شریعت کے خلاف ہے۔ میں آپ کو آٹوگراف نہیں دوں گا جب تک آپ اچھی طرح حجاب نہ کرلیں۔ جب اس نے اپنے بالوں کو اچھی طرح چھپالیا تو انہوں نے آٹوگراف دیا۔ اس نے آٹوگراف کو بوسہ دیا اور گھر آکر باپ سے کہا، آئندہ میرے بالوں کا ایک تار بھی نظر آئے تو جلادیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنی بچی سے کہتا تھا کہ اپنا حجاب درست کرو، لیکن وہ سنتی نہیں تھی۔ آقا محمد صادق کے آٹوگراف کے بعد سے اس نے اپنا حجاب درست کرلیا۔ یہ اس قرآن کے حافظ کی باتوں کی تاثیر تھی جس سے وہ اثرانداز ہوئی۔

ایک اور واقعہ کراٹے کنگ فو کے استاد نے ہمارے گھر آکر یوں بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب میں نے سب سے پہلے انہیں کراٹے سکھانا چاہا تو قبول نہیں کیا۔ میں نے حیران ہو کر وجہ پوچھی تو محمد صادق نے کہا کہ میں آپ

کے ساتھ کراٹے کی مشق صرف اس صورت میں کروں گا کہ آپ اپنی داڑھی کو درست رکھیں۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ کراٹے کے استاد نے اپنی داڑھی مونڈھی ہوئی تھی۔ اسی بنا پر صادق نے اس کے ساتھ مشق کرنے سے انکار کیا۔ کراٹے کا استاد گھر آیا اور کہا آج تک میں غلطی پر تھا۔ مجھے دوسروں نے بھی کہا تھا لیکن میں نے توجہ نہیں دی تھی جب سے اس بچے نے تاکید کی ہے تو میں سوچنے پر مجبور ہوا اور آخر کار فیصلہ کیا کہ جب تک میری داڑھی متعارف حد تک نہ پہنچے میں اس کے سامنے نہ جاؤں۔ دراصل یہ ان کے قرآنی معارف کی تاثیر ہے جو ان کے سینے میں محفوظ ہے۔

نمائندہ: (آقای وزیری سے) آپ کے خیال میں کس طرح قرآنی معارف کو روزمرہ کی زندگی میں رائج کیا جا سکتا ہے؟

حرمت علی: آپ کا سوال بڑا اہم ہے ہمارا یہ کہنا ہے کہ ہر بچے کو نرسری اور پرائمری سے پہلے مکمل طور پر قرآن حفظ کرنا چاہیے اور اس کی ہماری تاکیدی خواہش ہے۔ صرف ایک پیشکش نہیں اگر ایسا کیا گیا تو بچوں کی طاقت و توانائی اور حافظہ سوگنا بڑھ جائے گا۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ میں مثال دوں گا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ کام ہونے کا نہیں، آپ کے بچے نابغہ ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر نابغہ ہوتے تو کئی ہزار میں سے ایک ہو جاتا مگر ہمارے سب بچے ایسے کیوں ہیں۔ شاید آپ کہیں کہ آپ کا خاندان نابغہ ہے۔ میں کہوں گا کہ آپ یہ کہہ کر عین مسؤلیت سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ چار پانچ سالہ بچے کو ذہن میں

رکھیں، کیا وہ اچھی فارسی نہیں بولتے ہیں؟ کیا وہ مجھ سے اچھی گفتگو نہیں کرتے؟ ان کے لیے کیا مشکل ہے؟ مجھے دیکھئے کہ عمر میں ان سے دگنا ہوں لیکن میں فارسی اچھی طرح نہیں سیکھ سکا اور نہ لہجہ اختیار کرسکا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ آپ نے کیسے سیکھا تو آپ کہیں گے کہ ہم نے اسے نہیں سیکھا، یہ ہماری مادری زبان ہے۔ ہم نے اپنے ماحول سے یاد کیا ہے۔ پس اگر ایک بچہ قرآنی ماحول میں ہو تو وہ سات سال کی عمر سے پہلے ہی قرآنی معارف کو یاد کرتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ بھولتا نہیں اور اس کے ذہن میں رہتا ہے۔ قرآن تمام پہلو اور احکام رکھتا ہے اور ہمارے لیے راستے کھولتا ہے اور اگر قرآن کے تمام پہلوؤں پر زیادہ توجہ دی جائے تو ایک روشن مستقبل میں پہنچاتا ہے۔

نمائندہ: ہمارے مجلّے کے قارئین اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے کیا پیغام دینا پسند کریں گے؟

حرمت علی: دنیا میں سب سے آسان ترین کام قرآن حفظ کرنا ہے اور سب سے مشکل ترین کام قرآن کو فراموش کرنا ہے۔ میں تمام نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ غلطی نہ کریں اور اپنی زندگی کے مقصد کو نہ بھولیں۔ جدید اور اعلیٰ تعلیم بہت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھیں چاہیے کہ وہ قرآنی معارف عالیہ کو حاصل کریں تاکہ ان کی کامیابی یقینی ہو۔

نمائندہ: (نوسالہ زہرا سے) آپ نے قرآن کس عمر سے حفظ کرنا شروع کیا؟

زہرا: میرے ماں باپ نے مجھے پانچ سال کی عمر سے قرآن حفظ کرلیا۔

نمائندہ: فارغ اوقات میں آپ کیا کرتی ہیں؟

زہرا: کہانیاں پڑھتی ہوں۔

نمائندہ: آپ اپنی ہم عمر بہنوں کو کیا پیغام دیں گی؟

زہرا: میں ان کو پیغام دیتی ہوں کہ اپنے والدین کا احترام کریں۔ حجاب اسلامی کی پابندی کریں۔ قرآن کی تلاوت کریں اور اپنا سبق دل لگا کر پڑھیں۔

قرآن عظمت

دریائے بے پایاں

جہاں قرآن کی عظمت کی بات ہو بہتر ہے کہ انسان غور و فکر کرتے ہوئے اپنے آپ کو قرآن کے سامنے چھوٹا اور حقیر جانے۔ اپنی کمزوری اور ناتوانی کا اعتراف کرے، کیونکہ کبھی عجز اور کمزوری کا اعتراف مدح و ثنا میں بولنے اور قلم طرازی کرنے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

کس طرح ممکن ہے کہ ایک انسان اپنے پروردگار کے کلام کی حقیقت اور اصلیت کا ادراک کر سکے اور اس کو اپنے چھوٹے سے دماغ میں سما دے؟ کس طاقت کی مدد سے ممکن ہے قرآن کے اصل مقام اور قدر کے تصور کو اپنے ناکافی دماغ میں نقش کرے اور اس کا بیان کر سکے؟

ایک مصنف اس بارے میں کیا لکھ سکتا ہے؟ یا ایک سخن شناس خطیب اپنے پیشے میں مہارت کے باوجود اس بارے میں کیسے داد سخن دے سکتا ہے جو اس کے شایان شان ہو؟

قرآن کی عظمت کے بارے میں یہی کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی قدر و منزلت کے بارے میں بھی یہی کافی ہے کہ یہ خاتم النبیین کا معجزہ

ہے۔ اس کی آیات بنی نوع انسان کی زندگی کے تمام شعبوں میں اور ہر زمانے میں رہنمائی کر سکتی ہیں اور انسانوں کی عظمت و بزرگی اور ابدی سعادت کی ضمانت فراہم کرتی ہیں۔ اس حقیقت کو قرآن کی ہی زبانی سنتے ہیں:

ان هذا القران يهدى للتى هى اقوم

"بے شک یہ قرآن ایک ایسے آئین کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو خود محکم اور پائیدار ہے"۔

(سورہ اسراء، آیت ۹)

الر كتاب انزلناه اليك لتخرج الناس من الظلمٰت الى النور باذن ربهم الى صراط العزيز الحميد

"یہ کتاب ہم نے تم پر نازل کی ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کی اجازت سے لوگوں کو اس کے ذریعے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو جو تمہارے غلبہ والے حمید پروردگار کا راستہ ہے"۔

(سورہ ابراہیم، آیت ۱)

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں، "اللہ کے کلام کو دوسرے کلام پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے مخلوقات پر خدا کو فضیلت حاصل ہے"۔

(بحار الانوار، ۱۹ر۶)

یہاں اس حقیقت کا راز کھل جاتا ہے جس کا ذکر ہم نے شروع کی سطور میں کیا تھا اور یہی بہتر ہے کہ قرآن کی عظمت اور فضیلت پر زبان بند رکھی جائے اور اس کام کو رسول اکرمؐ اور ائمہ معصومینؑ پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو قرآن کی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ خود فضیلت میں قرآن

کے قریب اور شانہ بہ شانہ ہوتے ہیں اور ہدایت و رہنمائی میں بھی قرآن کے شریک ہیں اور اس کے دوستوں میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے اپنی بابرکت زندگی کے آخری ایام میں ارشاد فرمایا، ''میں تمہارے درمیان دو عظیم اور قیمتی امانتیں یادگار کے طور پر چھوڑتا ہوں۔ ایک قرآن اور دوسری میری عترت اہلبیت۔ یہ دو چیزیں کبھی ایک دوسرے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے ساتھ ملاقات کریں''۔

(یہ حدیث جو حدیث ثقلین کہلاتی ہے متواتر احادیث میں سے ہے اور اکثر شیعہ اور سنی علماء کی کتب میں اس کا ذکر ہے۔)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ائمہ طاہرینؑ فضیلت میں قرآن کے برابر اور ہمراز ہیں اور لوگوں کو قرآن کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو سب سے زیادہ قرآنی احکام اور حقائق سے واقف ہیں۔ پھر کیوں نہ ہم قرآن کریم سے شناسائی کے لیے ان ہی ہستیوں کے کلام پر اکتفا کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی حارث ہمدانیؒ سے فرمایا:

''حارث! میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، انہوں نے فرمایا، فتنے برپا ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ان فتنوں سے کس طرح چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے؟ حضورؐ نے فرمایا، قرآن اللہ کی کتاب ہے جس میں گزرے ہوئے لوگوں اور آنے والوں کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ ایسی کتاب ہے جس میں آپ کے اختلافات اور جھگڑوں کا حل بھی موجود ہے۔ ایسی کتاب ہے جو حق کو باطل سے بہ آسانی الگ کر سکتی ہے۔ ایسی حقیقت ہے جس میں طنز و مزاح کا کوئی راستہ نہیں۔ ایسی کتاب ہے کہ اگر کوئی

ظالم اور جابر اس کو دور پھینکے تو اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا اور اس کو ذلت کی موت سے ہم کنار کرے گا، جو کوئی ہدایت کو اس کے سوا کسی اور چیز میں تلاش کرے تو اس کا انجام گمراہی ہوگا۔ یہ وہی اللہ کی مضبوط رسی ہے جس سے انسان اور خدا کے درمیان رابطہ وابستہ ہے اور یہ وہی حکمت بھری کتاب اور سیدھا راستہ ہے جسے انسانی ہوئی وہوس اور نفسانی خواہشات بدل نہیں سکتیں۔ اسی کتاب کے سارے ہی اپنی زبانوں کو سہو وخطا سے محفوظ کرتے ہوئے، فضول اور باطل گفتگو کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے مطالعے اور اس پر غور و فکر کرنے سے دانشوروں کا دل نہیں بھرتا۔ صدیاں گزر جانے کے باوجود کہنہ و فرسودہ نہیں ہوتی۔ قرآن وہی کتاب ہے جس کو سن کر جن بھی دل دے بیٹھے اور اس کے گرویدہ ہوگئے اور بے اختیار کہنے لگے، ہم حیرت انگیز قرآن کو سن رہے ہیں جو ہمیں سعادت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جو کوئی قرآن سے گفتگو کرے اس کا بیان صحیح ہوگا اور جو کوئی اس کے مطابق حکمرانی اور انصاف کرے تو اس نے دراصل عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی اور فیصلہ کیا ہے۔ جو کوئی اپنے عمل کو قرآن کے مطابق انجام دے تو اچھا اور نیک ہے اور انعام پائے گا۔ جو کوئی لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے تو گویا اس نے لوگوں کو ان کو صحیح اور سیدھے راستے کی طرف دعوت دی ہے"۔

(بحارالانوار، ۹۰ ر ۷)

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام قرآن کی تعریف و توصیف میں یوں فرماتے ہیں:

"قرآن وہ نورِ کامل ہے جسے غروب و زوال نہیں۔ ایسا چراغ ہے جو کبھی نہیں بجھتا۔ ایسا گہرا سمندر ہے جس کی گہرائی کا پتہ نہیں چلتا۔ ایسا سیدھا راستہ ہے جس کے پیروکار گمراہ نہیں ہوتے۔ ایسی روشنی ہے جس پر تاریکی نہیں چھا سکتی۔ ایسا فیصلہ دینے والا ہے جس کے دلائل سست و کمزور نہیں۔ واضح اور روشن بیان ہے جس کے اصول اور دلائل نقص سے پاک ہیں۔ ایسی شفا بخش دوا ہے جس کو رکھنے سے امراض اور بیماریوں کا خوف اور اندیشہ نہیں رہتا۔ عزت اور سربلندی کا باعث ہے۔ اس کے دوست کبھی مغلوب اور خوار نہیں ہوتے۔ ایسی حقیقت ہے جس کے حامی کبھی بے یار و مددگار نہیں رہیں گے۔

قرآن ایمان کا خزانہ اور معدن ہے۔ علم کا سمندر ہے۔ عدل اور انصاف کا مرکز اور گلشن ہے۔ قرآن اور اسلام، حق کی وسیع و عریض وادیوں اور صحراؤں کی بنیاد ہے۔

قرآن ایسا سمندر ہے کہ سقا جس کے پانی کو ختم نہیں کر سکتے۔ اس میں پانی کے ایسے چشمے ہیں جس کا پانی کبھی گدلا اور گندا نہیں ہو سکتا اور آنے والوں کی کثرت اژدحام سے اس کے منہ چھوٹے نہیں پڑتے۔ ایسی منزلیں ہیں جس کے راستے سیدھے ہیں اور اس کے پیروکار کبھی گمراہ نہیں ہونے والے ہیں۔

قرآن واضح، روشن علامات اور نشانیاں ہے تاکہ گزرنے والے اس سے غفلت نہ برتیں۔ ایسے بلند پہاڑوں کی مانند ہے کہ قصد کرنے والے اس پر سے گزر نہ سکیں۔ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جسے اللہ نے علم کے پیاسوں کو سیراب کرنے اور فقہا اور دانشوروں کے دلوں کی بہار اور صالحین اور نیک بندوں کا

آخری مقصد قرار دیا ہے۔

قرآن ایسی دوا ہے جس کی موجودگی سے درد نہیں ہوتا۔ ایسا سوز ہے جو کبھی تاریکی وظلمت سے نہیں ملتا۔ ایسی رسی ہے جس کا دستہ مضبوط اور نہ ٹوٹنے والا ہے۔ ایسی بلند وبالا پناہ گاہ ہے جہاں تاراج اور غارت کی رسائی نہیں۔ چاہنے والوں کے لیے عزت اور پناہ لینے والوں کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہے۔ پیروکاروں کے لیے ہدایت اور فلاح کا ذریعہ ہے اور استدلال کرنے والوں کے لیے عذر و معذرت کا ذریعہ ہے۔

قرآن استدلال کرنے والوں کے لیے مضبوط دلیل ہے۔ ان لوگوں کے لیے ایک زندہ اور سچی گواہی ہے جو دشمنیوں میں اس سے رجوع کرتے ہیں۔ قرآن فتح وغلبہ کا ذریعہ ہے اس کے گرد اجتماع کرنے والوں کے لیے۔ قرآن اپنے حاملین کو سعادت کی راہ دکھاتا ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کو بلند مقام عنایت کرتا ہے۔

قرآن اہل فکر کے لیے رہنمائی کی علامات ہے۔ اسلحہ کے طالبوں کے لیے سپر ہے۔ علم ودانش ہے ان کے لیے جو اسے اپنے دل ودماغ میں بسالیں۔ سچی خبر ہے اس کے لیے جو (دوسروں کے لیے) نقل کرے۔ عدل وانصاف کا فیصلہ ہے عوام میں حکومت اور انصاف کرنے والوں کے لیے"۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۹)

قرآن کا معجزہ

قرآن مختلف پہلوؤں سے ایک معجزہ ہے یعنی انسانی طاقت سے ماوراء ہے۔

کلی اعتبار سے قرآن کا معجزہ دو قسموں پر مشتمل ہے ایک لفظی اور دوسرا معنوی۔

لفظی معجزہ قرآن کی خوبصورتی اور حسن سے تعلق رکھتا ہے اور معنوی معجزہ قرآن کے علمی پہلو سے اور ہر پہلو سے خصوصاً اس کا علمی پہلو اپنی جگہ کئی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

قرآن کے الفاظ

قرآن کی روش نہ نظم ہے نہ نثر۔ نظم اس لیے نہیں کہ اس میں وزن اور قافیہ نہیں ہے۔ علاوہ اس کے نظم اکثر و بیشتر تخیلات پر مبنی ہوتی ہے جو کہ شاعرانہ تخیلات کہلاتے ہیں۔ نظم کی پختگی، اس کی مبالغہ گوئی پر منحصر ہے جو ایک طرح کا جھوٹ ہوتا ہے۔ قرآن شعری تخیلات اور تشبیہات سے عاری ہے اور اس کے ساتھ عام نثر بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں ایک طرح کی ہم آہنگی، لے اور موسیقی پائی جاتی ہے۔ جس کی مثال کسی اور نثری ادب میں اب تک نہیں دیکھی گئی ہے۔

قرآن کے معانی

قرآن کا معنوی معجزہ ایک وسیع بحث ہے جس کے لیے کم از کم علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے لیکن مختصراً ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ مقدمہ کے طور پر یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن کس نوعیت کی کتاب ہے؟ کیا یہ کوئی فلسفیانہ، علمی، ادبی یا تاریخی کتاب ہے؟ یا یہ کہ صرف ایک فنی شاہکار ہے؟ جواب یہ ہے کہ قرآن ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ جیسا کہ پیغمبر اکرمؐ بعثہ تمام

انبیاءؑ ایک مخصوص طبقہ ہوتے ہیں جن کا شمار نہ فلاسفہ میں ہوتا ہے نہ علما میں نہ ادیبوں اور نہ مورخین میں اور نہ ہنر مندوں اور نہ صنعتکاروں میں، بلکہ ان کی شخصیت ان سب خوبیوں پر محیط ہوتی ہے۔ قرآن بھی ایک آسمانی کتاب ہے۔ لہٰذا نہ یہ فلسفہ کی کتاب ہے نہ علم و تاریخ اور نہ ہی کوئی ادبی اور فنی شاہکار ہے مگر اس کے باوجود یہ سب خوبیاں کچھ اور خصوصیات کے ساتھ اس کے اندر موجود ہیں۔

قرآن انسان کی ہدایت کی کتاب ہے اور در اصل "انسان کی کتاب" ہے، لیکن وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے۔ انبیاءؑ آئے ہیں کہ انسان اپنے آپ کو پہچانے اور سعادت کی راہ کو دیکھ لے۔ کیونکہ انسان کی کتاب ہے پھر خدا کی بھی کتاب ہے۔ چونکہ انسان وہی مخلوق ہے جس کی خلقت خدا نے اس دنیا کے وجود میں آنے سے پہلے کی ہے اور بعد تک جاری رہی گی۔ یعنی انسان قرآن کی رو سے "نفخۂ روح الٰہی" ہے۔ اور آخر کار اس کی بازگشت اپنے رب کی طرف ہے۔

قرآن کی جاذبیت اور کشش کا راز

قرآن کی ایک اہم جاذبیت اس کے اندر موجود ایک مخصوص "لے" اور "وزن" ہے جو روح کی دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور جس کا موازنہ "انسانی لے اور موسیقی" سے نہیں کیا جا سکتا۔ جی ہاں، قرآن روح کی کتاب ہے اور "عالم امر" سے اس کا تعلق ہے۔

(سورۂ شوریٰ، آیت ۵۲)

خوبصورت ترین اور مکمل ترین تناسب اور گونجنے والی لے سے مالامال ہے۔

(سورۂ زمر، آیت ۲۳)

قرآن کی آیات ایک دوسرے سے ہم آہنگ اور مربوط ہیں اور ایک دوسرے کی تشریح کرتی ہیں۔ ان کے درمیان ربط اور لچک موجود ہے۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۳۱)

انسانی کتابوں کے برعکس "کیا قرآن میں فکر نہیں کرتے؟ اگر (یہ کتاب) خدا کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ہوتی تو (تم) اس میں بہت اختلاف پاتے"۔

(سورۂ نساء، آیت ۸۲)

"وضاحت اور صراحت، پاکیزگی اور نفاست، سادگی اور بندگی، تنوع اور لچک، نظم اور توازن، ترتیب اور اجزاء کے درمیان تناسب اور مماثل اجزاء کا تکرار، وہ صفات اور عوامل ہیں جو حسن شناسی کے علم کے مطابق زیبائی اور حسن کا باعث ہیں۔ ہمارے اندر دوستی اور محبت کے جذبے کو ہموار کرتے اور بڑھاتے ہیں"۔

(ڈاکٹر علی اکبر سیاسی، مبانی فلسفہ، ص ۱۸۳)

قرآن ان تمام صفات کا مالک ہے۔ جرمن مصنف "تولدکہ" NEELDKE اپنی کتاب "تاریخ قرآن" میں لکھتا ہے:

"قرآن کے الفاظ اتنے اچھے اور ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں کہ سماعت کے وقت ان کی ہم آہنگی اور روانی سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فرشتے نغمہ گر ہوں۔ مومنین کو وجد میں لاتا ہے اور ان کے دلوں کو خوشی اور سرور سے مالامال

کر دیتا ہے"۔

(Geschichte Des Qur'an, Neeldke, P. 56)

ن۔ سینٹ ہیلر فرانسیسی دانشور (پیدائش ۱۸۰۵ء) اپنی کتاب "محمد اور قرآن" میں لکھتا ہے:

"قرآن ایسی بے مثال کتاب ہے جس کا ظاہری حسن اور معنوی عظمت دونوں برابر ہیں۔ الفاظ کی پختگی اور استحکام اور ان کے درمیان ہم آہنگی اور پیوستگی ،افکار کی جدت، اس کے اچھوتے اسلوب میں اس طرح جلوہ گر ہے کہ اس سے پہلے کہ عقل اس کے معانی کی سحر میں آجائے دل اس کا مسخر بن جاتا ہے۔

قرآن اپنے مخصوص اسلوب کے ساتھ مذہبی نظم بھی ہے اور مناجات الٰہی بھی، شریعت بھی ہے اور سیاسی حقوق کے قوانین بھی۔ بشارت دینے والا بھی ہے اور خبردار کر دینے والا بھی۔ نصیحت کرنے والا بھی ہے اور راہ راست میں ہدایت ور ہنمائی کرنے والا بھی۔ اور کہانی، داستان، حکمتیں و مثالیں بیان کرنے والا بھی۔ وہ عیسائی جن کی زبان عربی ہے اس بات کے معترف ہیں کہ یہ مبارک کتاب سننے والوں کے دل و جان پر کتنے گہرے اثرات چھوڑتی ہے"۔

(S-B.SAint Hilaire, Manometet le Qur'an Paris 1865. P.187)

نور کے ساحل پر

الف) قرآن کی تلاوت کا اصل مقصد اس کے معانی کو سمجھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قرآن کے مضامین سے روشناس ہو اور عمل کرے۔ قرآن کو سیکھنا، اس راہ میں سب سے پہلا قدم ہے جو کہ ناظرہ سے شروع ہوتا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: "کتنا اچھا ہے کہ مومن نہ مرے مگر یہ کہ قرآن کو سیکھا ہو یا سیکھ رہا ہو"۔

قرآن کے ناظرہ کو سیکھنے کے بعد قرآن کی تلاوت کی باری آتی ہے:

فاقرؤا ما تیسر من القرآن

جس قدر ممکن ہو تم قرآن کی تلاوت کرو۔

(سورہ مزمل، آیت ۲۰)

مرحوم آیت اللہ علامہ حاج میرزا ابوالحسن شعرانی قدس سرہ نے جو ایک گمنام مگر بے مثال عالم تھے اور حقیقت میں مختلف علوم جیسے فقہ، اصول، تاریخ، فلکیات، ادب، حکمت، ریاضی، قرآن و حدیث کا ایک مجموعہ تھے۔ فرمایا: "طالب علم کے لیے نہایت ضروری اور سب سے اہم نقطہ لہٰذا ایں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی نیت کو خالص کرے اور پھر تقویٰ اور پارسائی پر توجہ

دیتے ہوئے تمام حرام اور مشتبہ چیزوں سے دوری اختیار کرے۔ عبادت الٰہی کو پابندی سے انجام دے اور ساتھ ہی مستحب عبادات کی انجام دہی اور شیطانی وسوسوں سے اجتناب برتنے سے بھی غافل نہ رہے"۔

علامہ مرحوم نے مزید فرمایا ہے: "طالب علم پر واجب ہے کہ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کو نہ بھولے۔ اپنی طاقت اور صلاحیت کے مطابق آیات کی باریکیوں اور معانی میں غور و فکر کے ساتھ قرأت کرے اور بعض آیات میں اگر کوئی مسئلہ درپیش رہے تو تفسیر سے رجوع کرے"۔

پھر فرماتے ہیں: "ایسے علوم بھی ہیں جن کی ضرورت تمام دینی مضامین میں محسوس کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر:

☆ عربی زبان: کوئی بھی عربی زبان جاننے سے بے نیاز نہیں ہے۔

☆ علم قرأت: ہر عالم کو چاہیے کہ علم قرأت جانتا ہو چاہے بقیہ کو چھوڑ کے ایک ہی قرأت پر اکتفا کرے کیونکہ قرآن کے الفاظ کو حفظ کرنا واجبات میں سے ہے اور یہ بھی اہل علم کی ذمہ داری ہے۔

اسی طریقے سے قرآن کا اعجاز برقرار رہتا ہے۔ قرآن وہ اہم ترین چیز ہے کہ رسول اللہؐ اس کی تاکید کرتے تھے اور اسے سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کا حکم دیتے تھے۔"

(مجلہ نور علم سے اقتباس، دورۂ پنجم، شمارہ دوئم و سوئم، ص ۱۳۱)

تلاوت قرآن کی فضیلت اور اس کے آداب

رسول اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ سے تلاوت قرآن کی فضیلت و ثواب کے

بارے میں بہت سی احادیث اور روایات ہم تک پہنچی ہیں۔ ان میں سے یہاں کچھ کا ذکر کرتے ہیں۔

پیامبر اکرمؐ نے فرمایا "جو شخص ہر رات کو قرآن کی دس آیتوں کی تلاوت کرے۔ اس رات کو اس کا نام غافلوں اور اپنے رب سے بے خبروں میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ اگر ۵۰ آیات کی تلاوت کرے تو اس رات اس کا نام اللہ کی یاد کرنے والوں کی فہرست میں شامل کیا جائے گا۔ اگر ۱۰۰ آیات کی تلاوت کرے تو عبادت گزاروں میں اور اگر ۲۰۰ آیات کی تلاوت کرے تو اس کا نام خاشعین اور خاضعین میں شامل کیا جائے گا۔ اگر ۳۰۰ آیات کی تلاوت کا شرف حاصل کرے تو اس کا شمار سعادتمندوں میں ہوگا۔ اگر ۵۰۰ آیتوں کی تلاوت کرے تو اس کا نام عبادت اور بندگی کی کوشش کرنے والوں میں لکھا جائے گا اور اگر ۱۰۰۰ آیتوں کی تلاوت کرے تو اس شخص کی مانند ہو گا جو اللہ کی راہ میں بڑے سے بڑے رقوم کے برابر خالص سونا بخشش اور انفاق کرتا ہے"۔

(اصول کافی، فضیلت قرآن)

امام صادقؑ نے فرمایا، "قرآن انسانوں کے لیے سعادت اور زندگی کا ضابطہ ہے جو اللہ کی طرف سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مسلمان وہ شخص ہے جو اپنے روزانہ کے معمولات پر توجہ دے کر روزانہ کم از کم پچاس آیتوں کی تلاوت کرے۔ کیا حرج ہے اگر کوئی تاجر دن بھر بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہے، اور جب گھر لوٹ آئے، اس سے پہلے کہ آرام کرے قرآن کی کسی سورت کی تلاوت کرے تاکہ ہر آیت کے بدلے دس خوبیاں اور انعام اس کے

لیے لکھ دیا جائے اور دس گناہ اس کے گناہوں سے مٹا دیے جائیں۔ آپ کو قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے کیونکہ جنت کے محلوں اور درجات کی تعداد قرآنی آیات کے برابر ہیں۔ قیامت کے دن قرآن کی تلاوت کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ قرآن پڑھیں اور اعلیٰ مدارج پر ترقی کریں اور تلاوت کرنے والا ہر آیت کی تلاوت کے ساتھ بلند تر درجہ پر فائز ہو جاتا ہے"۔

(اصول کافی، فضیلت قرآن)

ایک دن امام صادقؑ کے ایک صحابی اسحاق بن عمار نے امام علیہ السلام سے فرمایا، "میری جان آپ پر فدا ہو، میں نے قرآن کو حفظ کیا ہے کیا اب قرآن کو حفظ سے پڑھوں یا ناظرہ"؟ امام نے فرمایا، "قرآن کو ناظرہ پڑھو کیونکہ اس میں ثواب زیادہ ملتا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ قرآن کو دیکھنا بھی عبادت ہے"۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، "جو کوئی قرآن کو دیکھ کر تلاوت کرے تو اس کی آنکھیں بھی قرآن سے مستفیض ہوں گی۔ اس کے والدین کے عذاب میں کمی ہو گی۔ چاہے وہ اس دنیا سے کافر رخصت ہوئے ہوں"۔

(اصول کافی، فضیلت قرآن)

قرآن کی ناظرہ تلاوت کرنے پر تاکید کرنے میں بعض عوامل اور راز پوشیدہ ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن کو دیکھ کر تلاوت کرنے سے قرآن کی تکثیر اور نسخوں کی تعداد بڑھنے کا باعث ہے اور نتیجتاً اس سے قرآن کی مزید اشاعت ممکن ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ آنکھوں کو درد، بیماری اور نابینائی سے محفوظ رکھتا ہے اور تلاوت کرنے والے کو مزید غور و فکر کرنے اور آیات میں

موجود باریکیوں سے فیض یاب اور لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

(آیت اللہ العظمیٰ خوئی، شناخت قرآن)

قرآن کی تازگی

قاری جب بھی قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کو یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے کسی نئی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہو جس کی اس سے پہلے کوئی خبر نہیں تھی۔ حضرت امام علیؑ نے فرمایا، "(قرآن کا) مکرر پڑھنا، اس کو کہنہ نہیں بنا سکتا اور سامع کو تکلیف نہیں پہنچاتا"۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۶)

اللہ نے قرآن کو دانشوروں کی پیاس کو ختم کرنے والی اور دین شناسوں کے لیے دل کی بہار قرار دیا ہے۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۸)

قرآن کو زیادہ سے زیادہ مکرر پڑھنے اور بار بار سننے سے کوئی تھکن اور بوریت محسوس نہیں ہوتی مگر یہ کہ پڑھنے والے کے شوق اور انس میں اضافہ کر دیتا ہے۔

قرآن کی تلاوت کی مخصوص لے

مسلمان ہمیشہ سے قرآن کی مخصوص "لے" کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں جو قرآن ہی سے مختص ہے۔ دینی تعلیمات میں کہا گیا ہے کہ قرآن کو اچھی لے (آواز) سے پڑھو۔ ائمہ طاہرین علیہم السلام کبھی کبھی اپنے گھر میں قرآن کو اتنی خوبصورت اور دل انگیز آواز سے پڑھتے تھے کہ گلی میں گزرنے والے بے

اختیار رک جاتے تھے۔

"کسی بھی نثری کلام میں قرآن کی برابر لے اور صوت حاصل کرنے کی قابلیت موجود نہیں ہے۔ وہ بھی ایسی مخصوص "لے" اور موسیقی جو روحانی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں نہ کہ بیہودہ مجالس سے۔

ریڈیو کی ایجاد کے بعد کوئی بھی روحانی کلام، حسن اور روحانی و معنوی "لے" کے لحاظ سے قرآن کی برابری نہیں کرسکا ہے۔ اسلامی ممالک کے علاوہ غیر مسلم ممالک بھی قرآن کی تلاوت کو خوبصورت لے اور آواز کی بدولت اپنی نشریات میں پیش کر چکے ہیں۔

حیران کن بات تو یہ ہے کہ قرآن کی خوبصورتی اور حسن، زبان اور مکان کی قید سے بالاتر ہے۔ حالانکہ بہت سے خوبصورت کلام ایک خاص دور اور وقت کے لیے مخصوص ہوتے ہیں اور دوسرے دور کے (لوگوں کے) مزاج اور ذوق سے مطابقت نہیں رکھتے یا کم از کم کسی خاص قوم اور ثقافت کے ذوق اور شوق کے مطابق ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن کی خوبصورتی اور حسن نہ کسی وقت کی پابند ہے اور نہ کسی خاص نسل اور ثقافت کے لیے مخصوص ہے۔

(استاد شہید مرتضیٰ مطہری کی کتاب "وحی و موت" سے ماخوذ
دفتر انتشارات اسلامی، ص ٦٥)

قرآن کو اونچی اور آہستہ آواز سے پڑھنا

قرآن کو بلند اور آہستہ دونوں انداز سے پڑھنے میں فضیلت ہے۔ لہذا قاری اپنے شرائط اور موقع کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی ایک اسلوب کا

انتخاب کر سکتا ہے۔ کبھی ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ جس میں قرآن کو بلند آواز سے پڑھنے میں زیادہ فضیلت ہوتی ہے بہ نسبت آہستہ پڑھنے کے۔ اور کبھی بالعکس آہستہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر:

۱) اگر ریا کا باعث ہو۔

۲) اگر دوسروں کی تکلیف اور اذیت کا باعث ہو جیسے دوسروں کے آرام کے وقت تلاوت کرنا۔

۳) اگر جسمانی لحاظ سے صحت کے لیے مضر ہو۔

امام باقر علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں، "جو کوئی "انا انزلناہ" کو بلند آواز سے پڑھے اس جنگجو شخص کی مانند ہے جو شمشیر کے ساتھ نبرد آزما ہو اور جو کوئی اسے آہستہ پڑھتا ہے، اس شخص کی مانند ہے جو خدا کی راہ میں اپنے خون میں لت پت ہو"۔

(وسائل الشیعہ، ج ۴، ص ۸۵۷)

خوبصورت آواز

جب قرآن کی اچھی آواز سے تلاوت کی جائے تو سامع پر اس کا عجیب روحانی و معنوی اثر ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے غیر مسلم افراد دیکھے گئے ہیں جو خوش آواز قراء حضرات کی تلاوت سے بہت زیادہ متاثر ہو کر اسلام کے دائرہ میں شامل ہوئے ہیں۔ شہید مطہری "نبوت" کی کتاب میں لکھتے ہیں، "میں خود .... واقعاً قرآن کی استماع سے لذت حاصل کرتا ہوں .... اور قرآن کی خوبصورتی اور حسن کو محسوس کرتا ہوں۔ خاص کر اس وقت جب کسی لطیف اور

خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھا جائے۔ عبدالباسط..... کی تلاوت خاص کردہ جگہیں جہاں اس کی صوت اور بے آیات کے مفہوم کے ساتھ مل جاتی ہے۔ عجیب اور حیرت ا اثر کی حامل ہے"۔

جہاں سے انسان ذاتی طور پر خوبصورتی کا طلب گار ہوتا ہے اور محاسن میں سے ایک خوبصورت آواز بھی ہے لہذا تمام افراد خصوصاً بچے قرآن کی تلاوت کے دلدادہ بن جاتے ہیں۔

مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے کہ قرآن کی تلاوت کے ایک انداز سے بچوں کے معصوم ذہنوں اور نوجوانوں بلکہ معاشرے کے تمام طبقوں پر بہت منفی اور تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ ان لوگوں کی تلاوت ہے جو عام طور پر قبرستانوں اور ختم قرآن کی مجالس میں پڑھتے ہیں۔ یہ لوگ ذرہ بھر بھی تجوید کے قواعد اور عربی لب ولہجہ سے واقفیت رکھتے اور ان کی آواز اور انداز بھی سماعت کو تکلیف دینے والی ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ قرآن کو مادی مقاصد کے لیے پڑھتے ہیں اس لیے بچے ان کی ناموزوں آواز سے بیزار ہوتے ہیں اور آخر کار خدانہ کرے قرآن سے بھی.....!

سعدی کے بقول:

گرتو قرآن بدین نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

ترجمہ: اگر تم قرآن کو اس انداز سے پڑھو گے تو اسلام کی رونق کو ختم کروگے۔

تاریخ میں ذکر ہے کہ ایک یہودی لڑکی اسلام لانا چاہتی تھی، مگر کسی

بد آواز مؤذن کی اذان سننے سے اسلام لانے سے منحرف ہو گئی۔ ہم سب ان حکایات کو بارہا سن چکے ہیں مگر کیا اب تک کسی نے اس مسئلہ کے بارے میں سوچا بھی ہے؟

عربی لحن (لہجہ) سے تلاوت

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اعرب القران فانہ عربی

قرآن کو فصیح اور عربی لہجہ کے ساتھ پڑھیں کیونکہ قرآن عربی زبان میں ہے۔

(اصول کافی، ج ۲، ص ۶۵۰)

شاید بعض کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو جائے کہ اس صورت میں پھر ان غیر عرب مسلمانوں کے لیے کیا حکم ہے جو قرآن کو عربی لحن اور لہجہ سے نہیں پڑھ سکتے؟ ان کے لیے جواب یہ ہے کہ انہیں چاہیے کہ کوشش کریں اور کوشش کرنے اور نہیں کرنے میں فرق ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے، "انسان کی قدر و قیمت اس کی ہمت کے برابر ہوتی ہے"۔

(نہج البلاغہ، حکمت ۴۷)

بہت سے لوگ دنیاوی امور یہاں تک کہ غیر ضروری کاموں کے لیے بھی اپنا وقت اور وسائل صرف کرتے ہیں مگر اس بات کے لیے آمادہ نہیں ہوتے کہ کسی معنوی اور روحانی کام کے لیے ذرہ برابر خود کو زحمت میں ڈالیں۔ حالانکہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کی لذت اور سعادت ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ ہمیں

کوشش کرنی چاہیے کہ قرآن کو اس کے آداب اور عربی لہجہ کے ساتھ پڑھیں۔

وہ افراد جو معاشرے میں اجتماعات کے اندر مجالس میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ان کے لیے ضروری ہے کہ حروف کی صحیح ادائیگی کے ساتھ علم تجوید کے قواعد بھی سیکھیں اور ہر آیت کی تلاوت کے وقت اس کے مفہوم کو بھی مد نظر رکھیں۔ بجا طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن پڑھنے کا یہ انداز پیغمبر اکرمؐ کے اس مبارک کلام کا مکمل آئینہ دار ہے کہ "قرآن کو عربی لحن اور آواز سے پڑھیں اور ان فاسقوں اور گناہ گاروں کے لہجوں سے پرہیز کریں جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں"۔

(اصول کافی، ج ۲، ص ۶۱۴)

قاری کو چاہیے کہ اس طرح قرآن کی قرأت کرے کہ اس کو یوں محسوس ہو کہ آیات الٰہی کا مخاطب ہے۔ یہ کیفیت قاری پر بہت گہرا اثر چھوڑتا ہے۔وہ سامعین بھی جو آیات کے معانی سے آشنائی رکھتے ہوں گے وہ بھی یہی جذبات اور احساسات اپنے اندر محسوس کرنے لگیں گے۔ یہ حالت نتیجتاً سامعین کے کردار اور اعمال پر بھی عملی اثرات مرتب کرے گا۔

مساجد میں قرآن کی تلاوت کی فضیلت

ایک آدمی مسجد کے اندر شعر پڑھ رہا تھا۔ پیغمبر اکرمؐ نے اس سے فرمایا، "مساجد قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں"۔

(وسائل الشیعہ، ج ۳، ص ۴۹۳)

اگر قرآنی مجالس مساجد میں فروغ پا کر عمومیت حاصل کرے تو

(معاشرے میں) بڑی ثقافتی تبدیلی رونما ہو سکتی ہے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ (ان مجالس میں) صرف قرآن کی تلاوت پر اکتفانہ کیا جائے بلکہ آیتوں کے معانی بھی بتائے جائیں تاکہ معارف اور احکام سے مجالس قرآن کے رونق میں اضافہ ہو جائے۔

حفظ قرآن

"وہ شخص جو حفظ سے قرآن پڑھتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا۔ ان لوگوں میں سے ہے جو آیات الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں"۔

(مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۳۶۹)

امام صادق علیہ السلام نے بھی اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے، "بار الہا! قرآن کی تلاوت اور حفظ کو ہمارے لیے محبوب اور پسندیدہ قرار دیدے"۔

(مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۳۷۵)

ویل ڈیورانٹ معروف و مشہور مؤرخ اور محقق (پیدائش ۱۸۸۵ء) "تاریخ تمدن" کی کتاب میں لکھتا ہے، "چودہ سو سال سے قرآن مسلمانوں کے ذہنوں میں محفوظ رہا ہے اور ان کے دل و فکر کا محرک رہا ہے، ان کے اخلاق کی تشکیل کی ہے۔ انسانوں کے ذوق اور فطری مزاج کو صیقل دیا ہے۔ قرآن سادہ جسموں میں آسان اور شک وشبہ سے پاک عقائد وجود میں لاتا ہے جو غلط رسم ورواجوں اور بت پرستی اور کاہنوں کے رسومات سے آزاد ہے۔ مسلمانوں کی اخلاقی، ثقافتی ترقی اسی کی بدولت عمل میں آئی ہے جو ان کے درمیان معاشرتی نظم کے اصول اور باہمی اتحاد و وحدت کے استحکام کا باعث بنی ہے۔ ان کو صحت

کے اصولوں کا خیال رکھنے پر ترغیب دی ہے اور ان کی عقلوں کو بہت سے اوہام اور فرسودہ عقائد اور ظلم و تشدد سے نجات دلائی ہے"۔

اسی طرح جیمز کہتا ہے، "قرآن دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے اور یقیناً ان کے پیروکاروں کے لیے حفظ کرنے میں آسان ترین اور زندگی کے طور طریقے سیکھنے کے لیے مؤثر ترین کتاب ہے۔ قرآن نے اپنے نئے اسلوب کے ساتھ دلوں کو مسخر اور متواضع کیا ہے۔ اس کی تمام تعلیمات قابل عمل ہیں۔ اور یہی بات ہے کہ یہ کتاب دنیا میں ایک بے مثال حیثیت رکھتی ہے"۔

(دنیا کے دانشوروں کے نظریات قرآن اور محمدؐ کے بارے میں، ص ۶۱)

شہید ثانی کہتے ہیں، "اگر کوئی بچپنے اور نوجوانی کی عمر سے علم کی تحصیل کا آغاز کرے۔ اس لحاظ سے کہ وہ اس عمر میں علوم کے مختلف مراحل میں ترقی اور پیشرفت حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ساتھ ہی اس کے انداز استدلال اور برہان کے توسط دینی بصیرت اور فقاہت حاصل کرنے کی اہلیت اور آمادگی موجود ہے۔ اس کو ابتدائے کار میں حفظ قرآن اور تجوید کو اس کے معتبر قواعد کے ساتھ شروع کرنا چاہیے۔ کیونکہ قرآن کو حفظ کرنا اور صحیح تجوید کے ساتھ پڑھنا مشکلات کو آسان کرنے والی ایک مناسب چابی اور مدد دینے والی دولت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ دل و جاں کو اس سے نورانیت ملتی ہے۔ انسان اس کے زیر سایہ دوسرے علوم کے فہم و ادراک کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے جب طالب علم حفظ قرآن اور تجوید سیکھنے سے فارغ ہو جائے تو عربی زبان کے علوم

سیکھنے کی طرف رجوع کر سکتا ہے کیونکہ عربی زبان کے علوم، دینی علوم کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلا اور اہم ترین ذریعہ ہیں۔ لہذا حفظ قرآن کے بعد سب سے پہلے علم صرف، نحو اور دیگر عربی علوم پھر منطق، علم کلام، اصول فقہ، درایۃ ولایت، قرأت حدیث، تفسیر آیات الاحکام اور فقہی کتب کو پڑھنا چاہیے اور جب طالب علم ان تمام علوم و معارف سے بہرہ ور ہو جائے تو اس کے بعد قرآن کریم کی کامل تفسیر پر اپنے کام کا آغاز کر سکتا ہے۔ لہذا یہ تمام مذکورہ علوم و فنون تفسیر قرآن میں داخل ہونے کے لیے مقدمہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(منیۃ المرید، تالیف شہید ثانی، ترجمہ سید محمد باقر حجتی، ص ۶۳۲ تا ۶۳۸)

کیا حفظ قرآن کسی خاص عمر کے لیے مخصوص ہے؟

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہماری عمر بڑھ گئی ہے اور اب ہمارے اندر قوت یادداشت کی کمزوری کے باعث حفظ قرآن کی طاقت نہیں رہی۔ لہذا ہم ان کے دلوں میں آرزو کے دیے جلانے کے لیے تاکید کے ساتھ کہتے ہیں کہ حفظ قرآن کسی خاص عمر کے افراد کے لیے مختص نہیں ہے۔ البتہ مسلم ہے کہ بچوں اور عمر رسیدہ افراد میں فرق ہے لیکن یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اس فرق کا تعلق عمر سے اتنا نہیں ہوتا۔ دراصل یہ کہ کسی کے پاس وقت زیادہ ہے یا کم یا کسی کی حفظ کرنے کی رفتار زیادہ ہے۔ یہ سب فارغ اوقات کے مقدار اور قوت حافظہ سے استفادہ کی نوعیت سے وابستہ ہے۔ کبھی کوئی عمر رسیدہ آدمی کے پاس مناسب فارغ وقت ہوتا ہے اور اپنے حافظہ کو بہت اچھے اور مناسب طریقے سے کام میں لاتا ہے۔ ایسا شخص چھوٹے اور جوان لوگوں سے کم مدت میں قرآن

کو حفظ کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ بچہ اور جوان حفظ کرنے اور عمومی طور پر علوم کو سیکھنے میں زیادہ قابلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں جیسا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا، "چھوٹے بچے کا دل خالی زمین کی مانند ہے جس میں کوئی بھی چیز ڈالنا چاہیں قبول کرنے پر آمادہ ہوتا ہے"۔
(نہج البلاغہ، نامہ ۳۱)

بچوں کو حفظ قرآن پر مجبور نہیں کرنا چاہیے

جیسا کہ "کم عمر ترین دانشور" کی کتاب میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ کسی بھی صورت سے بچوں کو قرآن حفظ کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے بلکہ مسلسل ترغیب کے ساتھ ان کو اس کے لیے آمادہ کیا جانا چاہیے اور جب حفظ کرنے کی طرف متوجہ ہو جائیں تو ان کی مدد کرنی چاہیے اور اگر کوئی بچہ سستی اور کلاس سے بھاگنے کے ذریعے اپنی عدم دلچسپی کا اظہار کرے تو پھر بھی اس کی ترغیب و تشویق کرنی چاہیے۔ اس کو مختلف موضوعات کے بارے میں کچھ آیات سکھا دیں تا کہ قرآن کو حفظ کرنے کے عمل کو آگے بڑھانے کے لیے راستہ ہموار کیا جا سکے۔

حفظ کرنے کے بعض فوائد

حفظ قرآن کے فوائد میں سے ذکر خدا کی توفیق حاصل کرنے کے علاوہ، عربی زبان اور کلام کی سلاست پر عبور حاصل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ پیامبر اکرمؐ، امام علیؑ، زہرائے اطہر (س) اور زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا جیسی عظیم ہستیاں بھی

قرآنی آیات سے مزین ہیں۔ اور یہی وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت اور حتیٰ کہ دنیا کے فصیح و بلیغ ترین کلاموں کے ساتھ اس کا واضح فرق سامنے آتا ہے جیسا کہ استادِ سخن سعدی حضرت رسول اکرمؐ کے کلام کی فصاحت کے بارے میں کہتا ہے:

او فصیح عالم و من لال او — کی توانم گفت شرح حال او

حفظ قرآن کے دیگر فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کی دلیل اور استدلال پیش کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں، "اور قرآن جواب طلبی اور انصاف کے لیے کافی ہے"۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۸۳)

قاری و حافظ قرآن کا اصلی مقصد، اس کے تعلیمات پر عمل کرنا ہے اور قرآن کو حفظ کرنا، اس کی تلاوت کرنا اور سننا عمل کرنے کے لیے پہلا قدم اور اس کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔

عاشقانِ قرآن

قرآن کے بعض عاشق، صدام کی جابر حکومت کی خوفناک جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے، بہت دشوار اور جان لیوا حالت میں قرآن کریم کو حفظ کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ ان کے لیے یہ کام نہایت مشکل اور اپنے لیے دردِ سر پیدا کرنے سے کم نہیں تھا۔ کیونکہ اس مقصد کے حصول کے لیے ان کا کوئی شوق اور ترغیب دینے والا نہیں تھا اور دوسری طرف جہاں قرآن کو اعلانیہ حفظ کرنا ناممکن تھا اور اکثر تو خود قرآن مجید رکھنا بھی زندگی اور موت کا مسئلہ بن سکتا تھا۔

یہ لوگ چوری چھپے قرآن کو حفظ کیا کرتے تھے اور خطرات کے باوجود ایسی جگہوں پر یہ کام انجام دیتے تھے کہ تعجب کا باعث ہیں۔ مثلاً راتوں کو کمبل کے اندر، کھانا کھاتے وقت، غسل کے وقت۔ یہ لوگ اپنے آرام اور سونے کے وقت تک کو محدود کرتے تھے اور بالآخر وہ قرآن کو مکمل طور پر حفظ کرنے کی توفیق حاصل کر سکے۔ یہ جنون آمیز عشق اور ولولہ انسان کو عابس شاکری، امام حسینؑ کے اس یارِ وفا کی یاد تازہ کراتی ہے۔ عابس نے اپنے اسلحہ کو دشمن کے سامنے زمین پر ڈالتے ہوئے کہا تھا، "حسینؑ کے عشق نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے"۔ عابس عاشق تھا۔ قرآن کے اس خوش آواز ترین قاری کا عاشق تھا جس کا سر نیزہ پر بھی تلاوت کلام اللہ میں مصروف تھا:

ام حسبت ان اصحٰب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجباً

(سورۂ کہف، آیت ۹)

چہ خوش است صوت قرآن زتو دلربا شنیدن
بہ‌رخت نظارہ کردن سخن خدا شنیدن

امام حسین علیہ السلام نے عاشور کی شب اپنے بھائی ابوالفضل عباسؑ سے کہا کہ یزیدیوں سے ایک رات کی مہلت مانگو تاکہ کل جنگ کا آغاز کیا جائے امام حسینؑ نے فرمایا، مجھے نماز اور قرآن کی تلاوت اچھی لگتی ہے۔ عاشورا کی شب تلاوت کی آواز حسینؑ اور اس کے یاروں کے خیموں سے سنائی دے رہی تھی۔

قاری اور حافظ قرآن کو سمجھنا بہت اہمیت کا حامل تھا جو لوگ قرآن کی تلاوت اور حفظ میں دوسروں سے آگے تھے حضورؐ کی نظر میں زیادہ عزیز اور

مقرب تھے۔ ایک دن کچھ لوگوں کو سفر کے لیے بھیجنا تھا۔ حضورؐ نے ان سے پوچھا کتنے قرآن سمجھتے ہیں؟ ان میں سے ایک نوجوان نے کہا: میں سورہ بقرہ اور قرآن کے کئی حصوں کے بارے میں جانتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا، "جاؤ یہ تحقیق اس سفر میں تمہارا امیر ہے۔ کہنے لگے، جس کو آپ امیر بنا رہے ہیں وہ دوسرے سے جوان ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، "اس کو سورہ بقرہ آتی ہے"۔

(مجمع البیان، فصل سورہ بقرہ)

مصعب بن عمیر قریشی نے (جنگ احد کے ایک شہید) جوانی میں حضورؐ کی مدینے میں تشریف آوری سے قبل اس شہر کے مسلمانوں کی سربراہی کی ذمے داری کو سنبھالا اور حضورؐ کی ہجرت کے لیے راستہ ہموار کیا۔ یہ عظیم مشن ان کو قرآن سے آشنائی کی بدولت سونپا گیا تھا۔ تمام صحابہ رسول قرآن کے کچھ حصوں کے حافظ تھے، لیکن سب کی متفقہ رائے یہ تھی کہ علیؑ ابن ابی طالب، حضورؐ ہی کی حیات میں تمام قرآن کے حافظ تھے جو کہ ان کی ایک انفرادی خصوصیت تھی۔

(ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ)

بتایا گیا ہے کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل تمام قرآن کو جانتے تھے مگر یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ سارے قرآن کے حافظ تھے۔

آیات الٰہی میں تدبر (غوروفکر)

رسول اکرمؐ نے ابوذر سے کہا، "ایسے عالم کی نشانی جو اپنے علم سے بہرہ ور ہوتا ہے یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کے وقت آیات پر غوروفکر کرے بلکہ اللہ

تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری بھی کرے"۔

(بحار الانوار، ج ۸۹، ۸۱)

قرآن کی تلاوت کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ تلاوت غور وفکر کے ساتھ ہو۔ لہٰذا پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا، "افسوس ہے اس آدمی پر جو قرآن پڑھے مگر اس پر غور نہ کرے"۔

(بحار الانوار، ج ۷۳۱، ص ۳۵۳)

قرآت غور و فکر کے لیے تمہید اور مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے لہٰذا حضورؐ فرماتے تھے، "قرآن کی تلاوت سے اپنے گھروں کو نورانی کریں"۔

(وسائل الشیعہ، ج ۴، ص ۸۷۹، نشر دار الکتب

تدبر یعنی الٰہی خزانوں سے استفادہ حاصل کرنا۔ تدبر یعنی علم و عقل اور خیر طلب کرنا۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۳)

وہ غور و فکر مؤثر اور فائدہ مند ہے جس کا نتیجہ عبرت اور آگاہی حاصل کرنا ہو۔

(وسائل الشیعہ، ج ۴، ص ۸۳۰)

پیغمبرؐ نے ابوذرؓ سے کہا، "نہ صرف یہ کہ قرآن زیادہ سے زیادہ پڑھو بلکہ جب ان آیتوں پر پہنچو جس میں امر بہ معروف اور نہی از منکر کا ذکر ہے اس کو مکرر پڑھو اور اس پر غور و فکر کرو کیونکہ قرآن کا "حکم" تم کو نیکی اور مصلحت کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کا "نہی" تمہیں برائیوں سے باز رکھتا ہے"۔

(بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۱۸

امام علیؑ نے فرمایا، "(متقین وہ لوگ ہیں جو) قرآن کے لفظ لفظ کو ترتیل

کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ قرآن پڑھنے سے غمزدہ ہو جاتے ہیں..... جب ایسی آیات تک پہنچتے ہیں جن میں ترغیب اور جنت کا ذکر ہے صبر کرتے ہیں اور اس کی آرزو کرتے ہیں۔ اس کی طلب میں گہرا سانس لیتے ہیں اور ایسا خیال کرتے ہیں کہ جنت ان کے سامنے تیار ہے اور پھر جب ایسی آیت پر پہنچتے ہیں جس میں عذاب اور عذاب کے وعدہ کا ذکر ہے۔ اپنے کان اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور یوں خیال کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلے اور آگ کی فریاد ان کے کانوں کے نیچے ہے"۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۲)

غور و فکر کا ماحصل ہدایت پانا اور جہنم کے عذاب سے خوف ہے اور تدبر سے منع کرنا دلوں پر تالہ لگانے کے مترادف ہے۔ دلوں کو مقفل کرنے کی وجہ اس کی بیماری ہے اور دلوں کی بیماری کی وجہ گناہ ہے۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲۹)

قرآن میں تدبر کرنے کے آثار میں سے ایک توکل اور ایمان میں اضافہ ہے

و اذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایماناً و علی ربھم یتوکلون

(سورۂ انفال، آیت ۲)

ایک بے بنیاد شبہ

بہت سی روایات کے مطابق پتا چلتا ہے کہ قرآن کریم کا مکمل علم پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے پاس ہے اور وہ قرآن کے حقیقی معلم اور مفسر ہیں جیسے کہ قرآن نے پیغمبر اکرم کو اپنا معلم اور بیان کرنے والا قرار دیا ہے۔

(سورۂ بقرہ کی آیت ۱۲۹ اور سورۂ نحل کی آیت ۴۴)

اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ خود پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ اطہارؑ اس پر زور دیتے ہیں کہ ہم قرآن سے رجوع کریں اور روایات میں شک کرنے کی صورت میں ان کا موازنہ قرآن سے کریں۔ پھر جب ہم کسی روایت کے اعتبار کو جانچنے یا ایک روایت کی دوسری روایت پر فوقیت معلوم کرنے کے لیے قرآن سے رجوع کرنا چاہتے ہیں تو لازمی ہے کہ آیت کا مفہوم ہم پر واضح ہو جائے تاکہ اس کے ساتھ روایت کی مطابقت کر سکیں اور اگر ایسا ہوتا تو آیت کا مطلب بھی روایت کی روشنی میں جاننا ضروری ہوتا جو قیاس سے بعید نظر آتا ہے۔ لہذا یہ شبہ کہ "کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ روایات سے رجوع کیے بغیر قرآن پر غور و فکر کرے اور مفاہیم قرآنی سے فائدہ حاصل کر سکے" ایک بے بنیاد شبہ ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ خود قرآن کے استناد پر اور رسول اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ کی تاکیدات کے پیش نظر آیات قرآن پر غور و فکر اور تدبر کریں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں بعض کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں یہاں تک کہ قرآن اور تفسیر کا درس حوزہ ہائے علمیہ میں بہت ضعیف اور نہ ہونے کے برابر ہو گیا تھا مگر مرحوم استاد علامہ طباطبائیؒ نے یہ توفیق حاصل کی کہ تفسیر قرآن کے درس کا احیاء حوزۂ علمیہ قم میں کریں اور یہ ان کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز تھا اور ہم سب ان کے مرہون منت ہیں اور آج اسلامی علوم سے روشناسی کے لیے ان کی تالیف کردہ کتاب "تفسیر المیزان" دنیا کے سب سے بڑے اور معتبر ترین اسلامی مآخذ میں شمار کی جاتی ہے۔

(استاد محمد تقی مصباح یزدی، معارف قرآن، دفتر انتشارات اسلامی، ص ۵)

رسول اکرمؐ اور قرآن سے انسیت

رسول خداؐ قرآن کو بہت اہمیت دیتے تھے اور اس کی تعلیم اور اس پر عمل کرنے میں حد سے زیادہ کوشاں تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ خدا کا دلنشیں کلام لوگوں کے دلوں میں اترے اور لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرے۔ حضورؐ کہتے تھے، "وہ دل جو قرآن کا ظرف ہو خدا کے عذاب سے دور ہے"۔

(وسائل الشیعہ، ج ۴، ص ۸۲۵)

"اپنے بچوں کی تین چیزوں سے تربیت کریں، اپنے پیغمبر سے دوستی، اہل بیتؑ سے محبت و عقیدت اور قرآن کی باقاعدہ تلاوت سے"۔

(ینابیع المودۃ، ص ۲۷۱)

قرآن آپ کا محبوب تھا۔ اس کی قرأت سماعت اور تلقین سے لذت حاصل کرتے تھے اور کبھی سیر نہیں ہوئے۔ اللہ نے ان کو حکم دیا تھا کہ قرآن کو ٹھہر کر اور غور سے پڑھا جائے: و رتل القرآن ترتیلا ۝

(سورہ مزمل، آیت ۴)

ہر رات کو سونے سے پہلے مسبحات یعنی سورہ حدید، حشر، صف، جمعہ اور تغابن جو سبح سے شروع ہوتی ہیں کو پڑھتے تھے اور کہتے تھے، "ان آیات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے"۔

(مجمع البیان، فصل سورہ حدید)

حذیفہ صحابیٔ رسول اکرم کہتا ہے، "ایک بار رسول اکرمؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے سورہ بقرہ کی تلاوت کا آغاز کیا جب عذاب کی آیت کو پہنچتے تھے تو عذاب خدا سے پناہ مانگتے تھے۔ جب رحمت کی

آیت کو پہنچتے تھے۔ اللہ سے رحمت کی طلب کرتے تھے: جب تسبیح کی آیت کو پہنچتے خدا کی تسبیح کرتے اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو وہ دعا پڑھی جسے وہ ختم قرآن کے موقع پر پڑھتے تھے:

اللهم ارحمنی بالقران واجعله لی اماماً و نوراً و هدیً و رحمةً

(المحجۃ البیضاء، ج ۲، ص ۲۳۲ تا ۲۴۷)

ظاہر ہے کہ اس طویل سورۃ کو پڑھنے میں انہوں نے کتنے صبر اور پائیداری کا مظاہرہ کیا۔ اس کے باوجود کہ خود دوسروں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے، دوسروں سے قرآن کی سماعت کو بہت پسند کرتے تھے۔ ایک رات ابن مسعود کی تلاوت سننے کے بعد فرمایا، "جو کوئی قرآن کو آہستگی سے تلاوت کرنا چاہتا ہے جس طرح نازل ہوا ہے وہ ابن ام عبد (ابن مسعود) کی طرح پڑھے"۔

(المحجۃ البیضاء، ج ۲، ص ۲۳۲ تا ۲۴۷)

ابن مسعود کہتا ہے، "ایک دن حضورؐ نے مجھ سے فرمایا "میرے لیے قرآن پڑھو" میں نے عرض کیا "آپ کے لیے! حالانکہ قرآن آپ پر نازل ہوا ہے!" تو فرمایا "دوسروں سے قرآن سننا مجھے اچھا لگتا ہے۔ میں نے سورۂ نساء کی تلاوت کا آغاز کیا جب اس آیت کو پہنچا:

فکیف اذا جئنا من کل امة شهید و جئنا بك علی هؤلاء شهید

(سورۂ نساء، آیت ۴۱)

میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حضور کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۲۰)

قرآن

باتوگر خوا ہی سخن گوید خدا قرآن بخوان
تاشود روح تو باحق آشنا قرآن بخوان
(الخ)

اگر تم یہ چاہو کہ خدا تم سے باتیں کرے تو تم قرآن کی تلاوت کرو تا کہ تمہاری روح حق سے آشنا ہو جائے۔ پس تم قرآن کی تلاوت کرو۔

قرآنی گھرانا

گھرانے کی بنیاد میں تزلزل

ہمارے دور میں صنعتی ملکوں میں کوئی بھی سماجی ادارہ "گھرانہ" کے برابر بحران کا شکار نہیں رہا ہے۔

یعنی خاندان کے دائرہ میں پچھلی چند صدیوں سے فکری، اخلاقی اور ثقافتی تبدیلیوں کے آثار وسیع پیمانے پر دیکھنے میں آتے ہیں۔ وہ لوگ جو مغرب کی معاشرتی تبدیلیوں کے عمل سے واقف ہیں۔ خوبی جانتے ہیں کہ خاندان میں انتشار نے وہاں بہت ساری لاینحل مشکلات کو جنم دیا ہے، لیکن ہمارے معاشرے میں صورتحال مختلف ہے۔ ہمارے معاشرے میں جو نسبی اخلاقی سالمیت پائی جاتی ہے اس سے خاندان کی بنیادیں مضبوط ہو گئی ہیں۔

ہمارے ملک کے طلاق کے اعداد و شمار صنعتی ممالک کے بہ نسبت بہت کم ہیں اور شادی کی مدت کا دورانیہ بھی صنعتی ممالک میں کافی کم ہے۔ نمونہ کے طور پر سویڈن میں شادی کی مدت کا اوسط دورانیہ صرف ۶ ماہ ہے۔

(سہ ماہی جمعیت، سازمان ثبت احوال کشور، شمارہ ۵، ۶)

مغربی معاشروں کے غیر اخلاقی ہونے اور وہاں پر اعتقادی پہچان کے ختم ہونے کی وجہ سے بہت سارے نواقص نے جنم لیے ہیں۔ جن میں سے ایک

خاندان کی بنیاد میں تزلزل پڑتا ہے۔

خاندان اسلام میں

بشریت کی گھریلو زندگی سو فیصد طبعی (فطری) ہے، یعنی انسان کی خلقت اس طرح ہے کہ اس کو فطری اور طبیعی طور پر گھرانے کی تشکیل اور بچے پیدا کرنے کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ خاندان پر اسلام کی خصوصی توجہ سے اس معاشرتی ادارہ کو مسلمان معاشرے میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔

اسلام کا خاندانی نظام فطری اور طبعی بنیادوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میاں بیوی کے درمیان نہایت ہی ظریف و باریک نکات پر توجہ دیتا ہے اور زندگی کے لیے ایک مدوین شدہ قانون کی بنیاد رکھتا ہے۔

قرآن کریم میاں بیوی کے درمیان رابطہ کی بنیاد کو "مودت اور رحمت" قرار دیتا ہے۔

(سورہ روم، آیت ۲۱)

جو کہ جنسی، مدحن یا کہ منافع نخش معاشی استحصال سے بہت بلند تر ہے۔ جو بنیاد "مودت اور رحمت" پر رکھی گئی ہو اس کے آثار میاں، بیوی، بچوں بلکہ پورے معاشرے کے لیے باعث خیر و برکت ہے۔ اس کے برعکس جس معاشرہ میں گھریلو اور خاندانی ماحول انتشار اور نابسامانی کا شکار ہو اس کا انجام واضح ہے کہ جلدی یا دیر سے نیستی کے دائرہ تک پہنچ جائے گا۔

کسی خاندان کی کامیابی میں اہم ترین کردار شریکِ حیات کے انتخاب کے لیے غور و فکر ہے۔ خاندان کی کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ شریک حیات

کا انتخاب پورے علم و آگاہی کے ساتھ اور صحیح معیار کی بنیاد پر کیا جائے۔ اگر صرف مادی اور ظاہری اقدار اور مسائل کو ہم اپنے انتخاب کا معیار قرار دیں گے تو پھر ہمیں وفاداری، ایثار، انسانی عواطف اور محبت کے جذبوں کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔

بچوں کی تربیت میں پہلا قدم

بچوں کی تربیت میں سب سے پہلا قدم اپنے آپ کی تربیت ہے۔ جو شخص خود اخلاقی صفات سے آراستہ نہ ہو، دوسروں کو طہارت و پاکیزگی کی طرف ہرگز ہدایت نہیں کر سکتا۔ تند و تیز مزاج ماں باپ شاذ و نادر ہی اپنے بچوں کی آرام مزاج تربیت کر سکیں۔ اس کے علاوہ کہ بچے بعض اثرات موروثی طور پر والدین سے اخذ کرتے ہیں۔ والدین کے کردار اور گفتار کا بچوں کی پرورش پر بہت گہرا اثر اور تعلق ہوتا ہے۔ یہ بات بعید از قیاس نظر آتی ہے کہ کسی غیر سلجھے ہوئے خاندان میں، سلجھے ہوئے افراد نشو و نما پائیں۔

تعجب اس بات پر ہے کہ بعض والدین اس راہ میں قدم رکھے بغیر یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے بچے شائستہ اور تمیز دار ہوں۔ کیسے ممکن ہے کہ کوئی بچہ تمیز دار اور باوقار ہو جب کہ اس کے بڑوں کا ادب اور تمیز سے دور تک واسطہ نہ ہو۔

"چونکہ خاندان بچوں کی زندگی اور تربیت کی پہلی جماعت ہے"۔

(ڈاکٹر علی قائمی، خاندان اور بچوں کی تربیت، ص ۳۸)

اس لیے تمام آلودگیوں اور غلاظتوں سے اس کا تحفظ دوسرے تمام امور پر اولیت رکھتا ہے۔ بچوں میں اس ماحول سے پہلے، دوسرے ماحول سے اثرات

مرتب نہیں ہوئے اور انہوں نے کوئی مستحکم اور مستقل عادت نہیں پائی۔ بچے انسانی تعلیمات اور اسلامی طرز زندگی کے رسم و رواج کو اپنے گھر کے ماحول سے سیکھتے ہیں چونکہ وہ اپنی عمر کا ابتدائی وقت زیادہ سے زیادہ گھر میں والدین کے ساتھ گزارتے ہیں اور وہ جو چیز گھر کے ماحول میں دیکھتے ہیں وہی سیکھتے ہیں۔ اور جو سیکھتے ہیں وہ کسی دوسری جگہ سے بہ آسانی نہیں سیکھ سکتے۔ خاندان وہ سب سے پہلا معاشرتی ماحول ہے جہاں بچہ مستقبل کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اور یہ والدین ہی ہیں جو اپنی اولاد کی اچھی یا بری تربیت کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے، "اے ایمان لانے والو! خود کو اور اپنے گھر کے افراد کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، ایسی آگ سے جو.........."۔

(سورۂ تحریم، آیت ۶)

خاندان کو آگ کے مشتعل شعلوں سے قرآنی تربیت کے علاوہ اور کس ذریعے سے بچانا ممکن ہے؟ غیر ذمے دار والدین اور غلط راستے پر چلنے والی اولاد دونوں دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

"کہو نقصان اٹھانے والے وہ ہیں جو خود کو اور اپنے اہل خانہ کو قیامت کے دن خسارے میں ڈالتے ہیں۔ جان لیں کہ واضح خسارہ یہی ہے"۔

(سورۂ زمر، آیت ۱۵)

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے، "مرد اپنے خاندان کا سہارا اور ان کا ذمے دار ہے اور عورت بھی اپنے شوہر کے خاندان اور بچوں کی محافظ ہے اور ان کے سامنے ذمے دار جان لیں کہ آپ سب محافظ ہیں اور جن لوگوں کے محافظ ہیں ان سب کے سامنے ذمے دار بھی ہیں"۔ (مجموعہ ورام، ج ۱، ص ۶)

اس میں شک نہیں کہ خاندان کو آگ سے بچانا اور قرآن کی طرف رجوع کرنا ہمارے کاندھوں پر ایک بھاری ذمے داری ہے۔

گھر میں قرآن کی تلاوت

دوسرا اہم نکتہ جو تلاوت قرآن کی احادیث میں موجود ہے، مسلمانوں کو اپنے گھروں میں قرآن کی تلاوت کرنے کی ترغیب ہے جس کے لیے مختلف آثار و خصوصیات گنی گئی ہیں اور اس کی مختلف وجوہات او فوائد ہیں:

☆ گھر میں قرآن کی تلاوت، کلمۂ حق کی سربلندی اور اسلامی حقائق اور قرآن کی اشاعت کا باعث ہے کیونکہ جب انسان اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت کی سعادت حاصل کرتا ہے تو اس کی شریکِ حیات اور بچے بھی طبعی طور پر اس کے اس عمل کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن پڑھنے میں ان کی ترغیب ہوتی ہے اور نتیجتاً قرآن پڑھنے کی طرف رجحان بڑھتا ہے اور قرآن پڑھنے کی مقدار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔

اگر قرآن پڑھنے کے لیے کوئی خاص جگہ اور مرکز کو معین کیا جاتا ہر کسی کے لیے ہمیشہ قرآن پڑھنا ممکن نہیں رہتا لہذا کہا گیا ہے کہ گھروں میں قرآن پڑھنا اسلامی حقائق کی نشر و اشاعت کا ایک مؤثر طریقہ ہے۔

☆ گھروں میں قرآن کی تلاوت ایک طرح سے اسلامی شعائر کا قیام اور ان کی تعظیم ہے جب صبح و شام لوگوں کے گھروں سے قرآن کی جانفزا آواز بلند ہوگی اور اسلامی شہروں کے ہر گوشے سے آیات الٰہی کی آوازیں

کانوں تک پہنچیں گی تو سننے والوں کے دل کی گہرائیوں تک اثر کریں گی اور ان کے دلوں میں اسلام اور ایمان کے پھول بکھر جائیں گے جو ہمیشہ تروتازہ رہیں گے۔

☆ گھروں میں قرأت قرآن، دعا اور خدا کے ذکر سے دنیا کی نعمتیں اور برکات بڑھ جاتی ہیں۔ فرشتے ان گھروں میں اترتے ہیں اور شیاطین ان سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح کے گھر آسمان والوں کے لیے نورانیت پھیلاتے ہیں جس طرح ستارے اہل زمین کے لیے نور افشانی کرتے ہیں۔ وہ گھر جس میں قرآن کی تلاوت اور خدا کی یاد نہ کی جائے۔ اس کی برکت کم ہو جاتی اور فرشتے اس سے دوری اختیار کرتے ہیں اور شیاطین اس میں داخل ہوتے ہیں۔

(آیت اللہ العظمیٰ خوئی، شناخت قرآن، ص ۲۸)

شناخت کا بحران

یہ ایک ایسی مصیبت ہے جس میں آج کا مہذب انسان مبتلا ہے اور خاص کر نوجوان نسل اس کی لپیٹ میں ہے۔ اس مصیبت کی جڑ نونہالوں کی غلط اور نامکمل تربیت ہے جو بذات خود ایک تکلیف دہ درد ہے۔

اس سے پہلے کہ ہمارے جوان شناخت و پہچان کے بحران کے تالاب میں ہاتھ پیر ماریں اور اخلاقی فساد کی کیچڑ میں پھنسیں انہیں چاہیے کہ "حادثہ" کے بعد "علاج" کے بارے میں سوچیں۔ جوان نسل کی رب العزت کے کلام کی مدد سے تربیت کریں کیونکہ اللہ کا کلام اور ہمارے پیشواؤں کے ارشادات سب

سے زیادہ قابل اعتماد راستے ہیں۔ بانی انقلاب اسلامی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو چاہتی ہے کہ انسان کو ایسا انسان بنائے جس کی تخلیق اللہ نے اپنے اسم اعظم کے ساتھ کی ہے۔ قرآن چاہتا ہے کہ انسان کو اس ناقص درجہ سے نکال کر اس مقام پر پہنچادے جس کی وہ اہلیت رکھتا ہے۔ قرآن اسی لیے نازل ہوا ہے اور انبیاء بھی اسی لیے آئے ہیں کہ انسان کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اس گہرے کنویں سے جس میں وہ گرا ہوا ہے باہر نکالیں اور حق کی تجلی دکھادیں"۔ (تفسیر سورہ حمد)

آج کی فتنوں سے بھری دنیا میں، جہاں فتنوں نے رات کے اندھیروں کی طرح ہمیں اور ہماری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ قرآن سے پناہ مانگ لیں۔ اپنی اولاد کی صحیح پرورش کے لیے قرآن کریم سے رجوع کریں اور خود کو اور اپنے بچوں کو جو یقیناً ہمارے لیے سرمایہ سے کم نہیں ہے تباہی سے بچالیں، کیونکہ اگر ان کی اچھی تربیت نہیں کی جائے گی تو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا باعث بنیں گے اور خود بھی اس میں مبتلا رہیں گے۔

لہذا ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ بچوں کی قرآنی تربیت کریں اور ان کو اپنی آنکھوں کی روشنی قرار دیں۔ (سورہ فرقان، آیت ۷۴ سے ماخوذ)

چونکہ بچے ہی ہمارا سرمایۂ حیات اور مستقبل کا اثاثہ ہوتے ہیں۔ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کر کے ہم خود کو اور اپنے بچوں کو دین اور دنیا دونوں میں سرخرو کر سکتے ہیں۔

قرآنی معاشرہ

رسول اکرم کی اتنی سفارشات اور تاکیدات اور تمامتر کوششیں اس لیے تھیں کہ قرآن دنیا، دین اور آخرت کی سعادت کا ضامن بنے۔ قرآن کے ارشادات اور صدر اسلام کے مسلمانوں کی کامیابیاں اسی بات کا آئینہ دار ہیں مگر اس کے باوجود ہم مسلمان لوگ قرآن مجید جو "ھدیً للناس" (عوام کے لیے ہدایت ہے) کا مکمل طور پر استقبال نہیں کرتے اور اس کے ذریعے اپنے دلوں کو منور نہیں کرتے اور "و انتم الاعلون ان کنتم مومنین" سے استفادہ حاصل نہیں کر سکے۔ اس کی جہاں بینی سے دوری اختیار کر گئے۔ وہ کیا وجہ تھی کہ ہماری اکثریت قرآن کو سمجھنے سے دور رہی اور قرآن کی تلاوت سیکھنے یا ناظرہ پڑھنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں بجائے اس کے کہ اس کے معانی سے آگاہی حاصل کریں۔

موجودہ زمانے میں قرآن کریم کی ترویج و اشاعت اور اس کی تعلیم و تعلم مسلمانوں کے اہم ترین وظائف میں شامل ہیں۔ اس سلسلے میں دوسروں سے زیادہ فقہا، علما اور بیدار مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے۔ ہمیں ایسی صورتحال پیدا کر دینی چاہیے کہ مسلمان جاگ اٹھیں اور اللہ کے عزیز اور مجید کتاب کی طرف متوجہ ہوں۔ اسلامی دنیا کی تمام مساجد اور ثقافتی مراکز میں قرآن کا درس

شامل کیا جانا چاہیے۔ اور مسلمانوں کے مدارس (اسکولوں) میں قرآن کی تدریس کے معاملے کو اہمیت کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔ اور قرآن کی تعلیم تو اس کو لازمی قرار دینا چاہیے۔ تمام اسلامی ممالک میں قرآن سمجھنے کو ملازمت حاصل کرنے کی اہم ترین شرط قرار دینا چاہیے اور اس راہ میں کسی بھی تلاش اور سرمایہ کاری اور مناسب صورتحال پیدا کرنے سے مضائقہ نہیں کیا جائے۔ جی ہاں! اس کام کی بحالی کے لیے معاشرہ میں بیداری اور ہمہ گیر تبدیلی لانا ضروری ہے۔

قرآن کی (تنہائی)
مسلمانوں کے انحطاط وزوال کا آغاز:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"و قال رسول یا رب ان قومی اتخذو اھذ القرآن مھجوراً"

اور اللہ کے رسولؐ نے کہا: اے پروردگار! میری قوم نے قرآن سے دوری کو اپنا پیشہ بنایا ہے۔

(سورۃ فرقان، آیت ۳۰)

اس آیت مبارکہ کے پیغامات درج ذیل ہیں:

۱) رسول کا لفظ پیغمبر کی رسالت کی طرف اشارہ ہے جو قرآن کو زندگی میں شامل کرنے کے مترادف ہے لیکن بہت سے لوگوں نے قرآن کو خود سے دور کیا ہوا ہے۔

۲) رب کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ پروردگار نے قرآن کو انسانوں کے تکامل اور پرورش کے لیے نازل کیا ہے لہذا قرآن سے دوری کا مطلب

رشد، کمال اور سعادت ابدی سے محرومی ہے۔

۳) اتخذو ھذا القرآن مھجورا کی عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ اگر آیات الٰہی کو نظر انداز کیا جائے تو لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے قرآن تنہا ہوگا۔

مہجوریت کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

۱) معنی اور مفہوم کی مہجوریت : احکام پر عمل ہے کہ صرف الفاظ کی قرآت یا حفظ ہو مگر اس پر عمل نہ کیا جائے۔

۲) حفظ کے لحاظ سے الفاظ کی مہجوریت : اس میں الفاظ پڑھے بھی جاتے ہیں اور ان پر عمل بھی ہوتا ہے مگر الفاظ کو حفظ نہیں کیا جاتا۔

۳) قرآت اور تعلم (سکھانا) کی مہجوریت : قرآن ہدیہ کیا جاتا ہے اور گھر میں رکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔

۴) غور و فکر کی مہجوریت : قرآن کی تلاوت بھی ہوتی ہے اور حفظ بھی ہوتا ہے مگر اس پر غور و فکر نہیں کیا جاتا۔

قرآن و سنت ہمیں قرآن پڑھنے، حفظ کرنے اور اس میں جو کچھ ہے اس پر غور و فکر کرنے اور عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں لہٰذا کسی بھی حصہ میں کوتاہی کرنا۔

قرآن کو کسی نہ کسی طرح سے تنہائی میں ڈالنے کے مترادف ہے مگر عمل اور تدبر کی مہجوریت زیادہ اہمیت اور منفی اثرات کا حامل ہے۔

قرآن کو ترک کرنے کا انجام

۱) قرآن کے پیروکاروں کی مجبوریت۔

۲) لوگوں میں اختلاف اور تفرقہ۔

۳) معاشرے کا قرآن سے تدریجی طور پر بیگانہ ہونا، اس طرح کہ قرآن کا صرف نام ہی رہ جاتا ہے۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۴۷ سے ماخوذ)

علامہ اقبال نے اسی بارے میں کہتے ہیں:

دیروز مسلم آیت اقبال و مکرمت
امروز گو، چه شد که چنین نامکرم است
دیروز مسلم از شرف علم سربلند
امروز پشت مسلم و اسلامیان خم است
دیروز محرم حرم غیر مسلمین
امروز بیین، چه درحرم خود نه محرم است
آن اقتدار ازخود چه شد، وین انکار چیست
آنرا چگونه مبدأ واینش چه مختم است

ترجمہ: گزشتہ کل مسلمانوں کا اقبال بہت بلند اور قابل تکریم تھا۔ بتادو آج کیا ہوا جو اتنا نا قابل تکریم ہے۔ کل تو مسلمان علم کی شرافت سے سربلند تھا آج مسلمان سر جھکائے ہوئے کیوں نظر آتے ہیں۔ کل تو مسلمان دوسرے کے گھر میں محرم تھے آج کیا ہوا جو اپنے حرم میں ہی نا محرم بنے ہوئے ہیں۔ کیا آپ

ان کے اس لیڈ اور اس انتہا کی وجہ بتا سکتے ہیں؟

اس تمام ٹوٹ پھوٹ کی اصل وجہ ، قرآن کی تنہائی اور اس کے انسان ساز احکامات پر عمل نہیں کرنا ہے۔ اس مطلب کو ثابت کرنے کی غرض سے ہم پیغمبر اکرمؐ کی بعثت اور تہذیب و تمدن سے خالی حجاز کی سرزمین میں قرآن کے نزول کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہاں کے معاشرہ نے کس طرح قرآن پر عمل کرنے کی وجہ سے ترقی اور کمال کے منازل کو طے کیا۔ تمام اصلاحی تحریکیں جیسے انقلاب اسلامی ایران قرآن کے بعض احکام پر عمل کرنے سے ہی وجود میں آئی ہیں۔ آج ذلت اور پسماندگی سے نجات حاصل کرنے کا واحد راستہ قرآن سے رجوع کرنا ہے۔ سید جمال الدین افغانی قرآن کے بارے میں کہتا ہے:

"حضرات! قرآن مجید انسانی مدینہ فاضلہ اور انسانی صراط مستقیم ہے..... آہ! آہ! کس قدر غفلت کی کثرت سے متروک ہوا ہے..... آہ! آہ! آج قرآن کے فوائد جہالت اور غفلت کی بنا پر صرف ان امور میں منحصر ہے۔

(۱) جمعراتوں کو قبرستانوں میں تلاوت۔

(۲) روزہ داروں کی مشغولیت۔

(۳) مدارس کا کھلونا۔

(۴) جھوٹی قسم۔

(۵) گدائی کا مایہ۔

(۶) طاقچوں کے لے کر بھرنے کی زینت۔

(۷) تروٹی پکانے والے کے بازو کا تعویذ۔

(۸) بچے کا گلوبند۔

(۹) مسافرین کے کندھے کی پیٹی۔

(۱۰) جن چڑھے والوں کی اصلاح۔

(۱۱) گھر کے سازوسامان کے منتقلی کا مقدمہ۔

(۱۲) کتاب فروشوں کا سرمایہ۔

آہ صد افسوس! صرف سورۃ العصر جو تین آیات سے زیادہ کی سورہ نہیں ہے صدر اسلام کے مسلمانوں کی تحریک اور اصحاب صفہ کی تشکیل پانے کے باعث بنی۔ مگر افسوس......"

(محمد جواد صاحبی، سید جمال الدین کے انقلابی میگزین، ص ۳۵، ۳۶)

قرآن انسان کے تمام سوالات کا جواب دہ

یوسف سلام سابق معروف انگریز گلوکار ایسٹرن میگزین سے ایک نشست میں اپنے گلوکاری کے زمانے کی شہرت کے بارے میں اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لیے جڑی بوٹیاں کھانے سے لے کر جنوب مشرقی ایشیا کے مذاہب پر مطالعہ تک کے منازل کو طے کیا ہے، وہ کہتا ہے:

"صرف قرآن نے میرے سوالات کے جوابات دیئے۔ قرآن زندگی کی کتاب ہے۔ قرآن انسان کو "حیرت" اور فکری آوارگی سے نجات دلاتا ہے"۔

"قرآن وہ رسی ہے جو انسان کو ظلمت کدوں سے دنیا کی روشنیوں کی طرف ہدایت کرتا ہے" اور انسان اس نور کے ساتھ خود بھی عروج پاتا ہے۔

(سورۂ آل عمران، آیات ۱۰۳)

محترمہ "والرین پروخرا" جنھوں نے قرآن کریم کا روسی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور ماسکو یونیورسٹی سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کر چکی ہیں، کہتی ہیں:

"قرآن علمی قوانین کا ایک بڑا سرچشمہ ہے۔ دین کے دانشور، اس کے نازل ہونے کے صدیوں بعد اب اس کے بعض اسرار کھولنے کی توفیق حاصل کر رہے ہیں۔ میں قانون کے مختلف قوانین اور نظریات کے مطالعے کے بعد ہی قرآن کے احکامات کی گہرائیوں کو سمجھنے میں کامیاب ہوئی"۔

پروفیسر "ہنری کربن"، فرانسیسی دانشور کہتا ہے:

"اگر محمد کی سوچ توہماتی ہوتی اور اگر اس کا قرآن وحی الٰہی نہیں ہوتا تو کبھی بھی ان کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ انسانیت کو علم کی دعوت دیتے۔ کسی انسان نے اور نہ کسی مکتبِ فکر نے محمد اور قرآن کے برابر لوگوں کو علم و دانش کی طرف دعوت دی ہے۔ یہاں تک کہ قرآن میں ۷۵۰ مرتبہ علم و فکر اور عقل کا ذکر آیا ہے"۔

قرآن کے مضامینِ عالیہ، گہرے مطالب اور باریک معارف کی تہ تک پہنچنا انسانی معاشرے کے متفکرین کے افکار کے حدود اور امکانات سے باہر ہے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ علم کی تلاش کرنے والے اس کے گرد نہ گھومیں اور اپنی فکر کو اس کے معارف کی جستجو کی طرف مائل نہ کریں کیونکہ خداوند متعال نے انسانی افکار کو اس عظیم نعمت سے نوازا ہے اور انسانیت کو قرآن کے علوم و معارف اور حقائق کے انکشافات کے لیے دعوت دی ہے۔ خود قرآن میں اس دعوت کی طرف باقاعدہ اشارہ موجود ہے اور محققین کے

عقول کو اس نعمت کے دستر خوان سے فائدہ اٹھانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

اس بے کراں سمندر اور عظیم اسرار کے معدن کے پیروکار تو کروڑوں ہیں مگر افسوس کہ یہ اپنے ہی پیروکاروں میں مظلوم ہے کیونکہ کسی نے اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس کے حقائق کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔

اس بات سے آپ یہ مت سوچیں کہ اس سلسلے میں علما اور مفسرین نے محنت اور تحقیق نہیں کی ہیں مگر بات اس مسئلہ پر ہو رہی ہے کہ اب تک کم سے کم تمام مسلمانوں کو قرآن کی صحیح قرأت سے واقفیت ہونی چاہیے تھی اور مسلمانوں کی واضح اکثریت قرآن کے حافظ ہوتی اور اکثریت قرآن کی تفسیر و تشریح سے آشنا اور پھر اس کے احکام اور پروگراموں کو اپنے ماحول میں عملی جامہ پہناتے۔

(آیت اللہ مشکینی، مجلہ نور علم، شمارہ دوم، دی ماہ ۱۳۶۲ شمسی، ص ۱۹)

قرآن کے محاسن

کیونکہ بعض لوگوں نے اپنی آنکھوں کو قرآن کی خوبصورتی و دلکشی کو دیکھنے سے بند کیا ہوا ہے اور قرآن کے خوبصورت چہرے کا تعارف معاشرے میں نہیں کر سکتے۔

"قرآن مکمل بشارت، سعادت اور لذت" سے بھرا ہے، مگر بعض افراد اپنی بے سلیقگی کی وجہ سے صرف اس کے ڈرانے اور دھمکیوں کے بارے میں ذکر کرتے ہیں۔

قرآن کریم نہ یہ کہ انسان میں لذتوں کی طرف رجحان کا انکار نہیں کرتا

یا اس کو مذموم نہیں گردانتا بلکہ اپنی تعلیمات کو انسان کی اس طبعی رجحان کی بنیاد پر دیتا ہے اور اپنے تربیتی اسلوب میں اس کے وجود سے بہرہ ور کرتا ہے۔

قرآن چاہتا ہے کہ انسان کو دینِ الٰہی کے احکامات پر عمل کرنے کی ترغیب دے اور اس کو زندگی کی صحیح راہوں سے روشناس کرائے اور اس رجحان اور میل سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

کلی تعبیروں اور بیانات کے علاوہ، قرآن میں لذت کی ایک خاص تعبیر بھی کی گئی ہے۔ ایک آیت میں اس جنت کے بارے میں جو صالحین سے وعدہ کیا گیا ہے فرماتا ہے:

و فیھا ما تشتھیہ الانفس و تلذ الاعین

اور جنت میں جو چیز انسان چاہے اور آنکھیں اس سے لذت حاصل کریں موجود ہیں۔

(سورۂ زخرف، آیت ۷۱)

ایک اور آیت میں ارشاد باری ہے:

"جس جنت کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے اس میں پانی کی نہریں ہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ کبھی نہیں بدلتا۔ اور شراب کی نہریں ہیں پینے والوں کی لذت کے لیے"۔

لہٰذا یہ بات کہ انسان کو لذت کا طالب ہونا چاہیے۔ قرآن کی رو سے بلا اشکال مورد تائید ہے کیونکہ یہ ایک فطری اور جبری میل ہے۔ البتہ مسلم ہے کہ قرآن اس میل کو ایک با معنی سمت کی طرف ہدایت کرنا چاہتا ہے اور انسان کو

وعدہ دیتا ہے اس چیز سے جس کی لذت بے انتہا ہے۔

معاشرے کو قرآنی بنانا

یہاں پر معاملہ معاشرے کو قرآنی بنانے کا ہے۔ وہ قرآن جس کی پہچان ہمارے لیے اور ہماری نوجوان نسل کے لیے ہر وقت اور ہر موضوع سے زیادہ لازم اور ضروری ہے کیونکہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو قوم و مملکت کے روزانہ کے معاملات اور معمولات کی تشکیل کرتی ہے ایسی کتاب ہے جو کہ مسلمان ملت کے فکری، عبادتی، سیاسی، دفاعی، معاشی، ثقافتی اور بالآخر معاشرتی نظام اور مادی و معنوی زندگی کے خطوط کو متعین کرتی ہے۔

انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ کی مدد سے انسانی معاشروں کو بدل دے گا۔ جی ہاں! ہمارا ملک قرآن کا ملک اور ہمارے جوان بھی اسی قرآن کی اولاد ہیں۔ ساری دنیا میں قرآن کی حاکمیت اسی سرزمین سے رواج اور وسعت پائے گی۔ اسی لیے ہمارے ملک اور معاشرے میں قرآنی مسائل اور مباحث کو اولین ترجیح ملنی چاہیے اور ہمارے جوانوں کو چاہیے کہ قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس سے واقفیت حاصل کریں۔ کیونکہ قرآن ہی ہماری راہِ نجات ہے۔

خداوند ہمارے دلوں کو قرآن کے نور سے منور کرے۔

آمین!

فہرست



جناب حرمت علی وزیری۔ اپنے بچوں کے ساتھ حاجی محمد صادق وزیری، فاطمہ وزیری، زہرا وزیری،

برائے ایصال ثواب جناب وبیگم مرحوم ، عبدالحسین غلام علی

ازطرف: شوکت آغا فون نمبر: 7768210 / 7727945 موبائل: 0300-9239854